



بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ ۲۵ جون ۱۹۹۸ء مطابق ۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۹ ہجری بروز جمعرات

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
۵	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱۔
۶	وقفہ سوالات	۲۔
۱۵	رخصت کی درخواستیں	۳۔
۱۶	میزانیہ برائے سال ۹۹۔۱۹۹۸ء پر عام بحث	۴۔

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۲۵ جون ۱۹۹۸ء

مطابق ۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۹ ہجری (بروز جمعرات)

بوقت گیارہ بج کر پچیس منٹ (قبل دوپہر)

زیر صدارت میر عبدالجبار خان اسپیکر

صوبائی اسمبلی ہال کونینہ میں منعقد ہوا

جناب اسپیکر: السلام علیکم

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالستین آخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى ط وَابَى اللَّهُ عَاقِبَةَ الْأُمُورِهِ وَمَنْ كَفَرَ

فَلَا يَحْزَنُكَ كُفْرُهُ ط إِنِنَّا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ط

ترجمہ :- جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرے اور عملاً وہ نیک اور مخلص ہو تو

اس نے نبی الیقین بھروسے کے قابل ایک بڑا مضبوط سارا تمام لیا اور سارے معاملات کا

آخری فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ اب جو کفر کرتا ہے تو اس کا کفر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ

و سلم) کو غمگین نہ کرے۔ ان سب کو ہماری ہی طرف توپٹ کر آنا ہے پھر ہم انہیں بتادیں گے

جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ (وما علینا الا البلاغ)

## وقفہ سوالات

۳۳۰ مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) مالی سال ۹۴/۹۳ء کے دوران محکمہ تعلیم اور اس کے ماتحت محکموں / اداروں میں

منظور شدہ ٹھیکیداروں کے ناموں کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

(ب) مالی سال ۹۴/۹۳ء تا ۳۱ مئی ۱۹۹۸ء کے دوران محکمہ مذکورہ اور اس سے منسلک

محکموں / اداروں کے ٹھیکہ پر دیئے گئے تمام کام / اکٹھم / رپا جیکٹ وغیرہ کی سال وار اور ان کی کل

تخمینہ لاگت بمعہ نام ٹھیکیدار نیز ان ٹھیکیداروں کو ادا شدہ رقم / کام کی موجودہ کیفیت کی ضلع

وار تفصیل کیا ہے؟

وزیر تعلیم: جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال آپ کا ہو تو کریں؟

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ٹھیکیداروں کو

مختلف contract کے بارے میں انہوں نے پریس میں ٹینڈر کے نوٹس دیئے اور اگر دیئے تھے تو

ان کا ریکارڈ یہاں پیش کریں

جناب اسپیکر: جناب وزیر تعلیم صاحب آپ جواب دیجئے

نوابزادہ حیر بیار خان مری: جس کا ہم نے total detail دیا ہوا ہے یہ لائبریری

میں پڑا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ٹینڈر دیئے ہیں کب دیئے ہیں کہاں دیئے ہیں وہ

یہ پوچھ رہے ہیں

نوابزادہ حیر بیار خان مری (وزیر): جی ہاں یہ سب ٹیلڈ ٹریڈنگ کے اخبارات میں دیئے ہیں

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا جواب ہے جناب والا

جناب اسپیکر: کتابے اخبارات میں دیا ہے آپ کو بتادیں گے

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا ابھی پچھلے دن بھی ایک ٹینڈرز کے انہوں

نے جو نوٹس دیئے وہ صرف کچھ سروسز کے لئے تھے اب یہاں تو بہت سے کنٹریکٹ دیئے ہیں ان کے بارے میں سب کے اب پچھلے جو بھی تھے اس بار تو ایک بد قسمتی یہ رہی ہے کہ جو بھی رقم ہے وہ بس اوہر ہی سیکریٹریٹ میں غائب ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم یہ مانگتے ہیں کہ یہ تمام de-tail جو کچھ یہاں ٹھیکے دیئے گئے ہیں جس ڈویژن میں دیئے گئے ہیں جس ضلع میں دیئے گئے ہیں ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ہمیں دے دیں جناب صرف ایسا نہیں ہے کہ ہمیں کوئی جنگ کا ایک پیس بلکہ کل ایک نیوز انہوں نے جو دیا تھا ایک اخبار ہے تجارت آپ نے کوئٹہ میں کوئی ایسا نام سنا ہے دو نمبر تین نمبر کے کس نے منایا تو یہ ہماری عرض ہے کہ جو بھی کنٹریکٹ دیئے گئے ہیں تو اسکے بارے میں ڈیٹیل ٹینڈرز نوٹس دے دیں۔

جناب اسپیکر: جناب پریس کے ٹینڈرز نوٹس جو دیئے گئے تھے وہ ڈیٹیل میں چاہئے؟

نوابزادہ حیر بیار خان مری (وزیر): جی ہاں بالکل دے دیں گے

جناب اسپیکر: دے سکتے ہیں چلیں جی

عبدالکریم خان مندوخیل: جناب والا اسی میں کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ ان میں سے کون کون سے سائڈ پے کام جو مکمل یہاں ریکارڈ پے ہے انہوں نے خود inspect کیا ہے وزیر صاحب نے تمام کاموں میں کون سا کام خود دیکھا ہے؟

جناب اسپیکر: وزیر تعلیم نے کون سا کام خود دیکھا ہے؟

نوابزادہ حیر بیار خان مری (وزیر): خود تو نہیں دیکھا ہے لیکن یہاں کام کا پروگرس بھی آپ کو بتایا گیا اور آپ کو نئے سال کا پوچھ رہا ہے یہ بھی معلوم کرنا ہے یہاں تو ۹۳ سے ۹۷ تک سوال ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: یہی مسئلہ ہے جناب والا کام برسر زمین نہیں ہے میں تو یہ کوئی اس بار وزیر اعلیٰ صاحب کو خصوصی طور پر ان کچھ کہتے ہیں وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم اس کو بھی پتہ نہیں کہ کس لیل کا انسپکشن ٹیم بنانا چاہئے کہ یہ جو بھی کام تھے واقعی ان کے انسپکشن ہو on the ground ہے یا کوئی چیز

جناب اسپیکر: ان کی انسپکشن کی گئی ہے وزیر صاحب نے کی ہے یا انسپکشن ٹیم نے کی یہ سوال ہے

نوابزادہ حیر بیار خان مری (وزیر): درست ہے آپ نشاندہی کریں جناب اسپیکر ہم بالکل انسپکشن ٹیم وہاں بھیج دیں گے

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا ہم نے نشاندہی کر دیں جناب میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس میں جو بھی کیمرز ہے ہر ایک کا اپنے اپنے طور پر ان کا انسپکشن ہونا چاہئے بلکہ جٹ میں ایک چیز ہے یعنی یہ جٹ پہ جو ڈیمانڈ ہیں اس میں ایک کروڑ روپے سے زیادہ تو روڈ مینٹیننس یہ دوسرے سول ورکس میں باقاعدہ انسپکشن ہو ایک کروڑ روپے سے زیادہ خرچہ انسپکشن کا ہے

نوابزادہ حیر بیار خان مری (وزیر): جناب اسپیکر انسپکشن تو ہوتا گیا ہے ابھی اگر

specific جگہ کا سائینڈ تاہم

عبدالرحیم خان مندوخیل: اب تو انسپکشن پہ ہم اور انسپکشن ٹیم رکھے اور پھر اس پر اور انسپکشن ٹیم رکھے یہ تو آخر کیسے گزارا ہوگا

جناب اسپیکر: نہیں کام ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد فزیکل انسپکشن ہوتی ہیں ہر کام کی وہ آپ سے پوچھا ہے کہ فزیکل انسپکشن ہوئی ہے کسی کو اور نہیں یہ ہے آپ کا سوال  
نوابزادہ حیر بیار خان مری (وزیر): جی انسپکشن تو ہوئی ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: تو انسپکشن کا ریکارڈ دکھائیں کہ فلاں تاریخ کو فلاں سائینڈ کا انسپکشن ہوا ہے اور فلاں تاریخ کو فلاں سائینڈ کا انسپکشن ہوا ہے اور فلاں شخص نے کیا ہے فلاں نے designation officer نے کیا اس طرح دے دیں مہربانی

نوابزادہ حیر بیار خان مری (وزیر): بالکل یہی بتا دیجئے ایسی کوئی بات نہیں

عبدالرحیم خان مندوخیل سوال نمبر ۷۷۳

جناب اسپیکر: ۷۷۳ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے ضمنی سوال اگر کوئی ہو آپ کا یا کسی اور نے کرنا ہو

عبدالرحیم خان مندوخیل: اسی میں میرا یہ سوال ہے جناب والا ایک سوال یہی ہے

جو بھی اسکے ٹینڈر نوٹس پر پیس میں ہیں وہ ہمیں دیے جائیں یا ہاؤس میں پیش کیا جائے اور اس کے انسپکشن کا تمام ریکارڈ ہاؤس میں پیش کیا جائے کہ سائینڈ پر انسپکشن ہوا ہے ان پر انسپکشن کا ابھی پیسہ نہیں ہے لیکن وہاں ایسا ذکر ہوا ہے کہ مکمل ہو گیا ہے اور انسپکشن ہوا ہے تو ریکارڈ دے جناب

جناب اسپیکر: تو سوال دو ہیں وہ کہتے ہیں جب آپ نے نینڈر طلب کئے وہ نینڈر اخباروں کی کٹنگ چاہئے نمبر ۲ کام مکمل ہونے کے بعد جو کسی نے بھی انسپکشن ہے وہ انسپکشن ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی ہے بس دو چیزیں ہیں جی فرمائیں

نوابزادہ حیر بیار خان مری (وزیر): دونوں پیش کر دیئے

جناب اسپیکر: دونوں پیش کر دیئے چلیں جناب اگلا سوال عبدالرحیم خان مندوخیل عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال نمبر ۳۸۲ یہ جناب اسٹوڈنٹس کے بارے میں

۳۷۷ مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرام مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) مالی سال ۱۹۸۷/۱۹۹۰ء کے سالانہ ترقیاتی و غیر ترقیاتی بجٹ سے محکمہ تعلیم اور اس سے منسلک محکموں / اداروں میں جاری نئے اور مرمت و دیگر اسکیموں / پراجیکٹ کی ضلع وار تفصیل کیا ہے نیز ہر اسکیم / پراجیکٹ کے لئے علیحدہ علیحدہ غیر ترقیاتی فنڈز کی اسکیم / پراجیکٹ وار تفصیل کیا ہے؟

(ب) یکم جولائی ۱۹۹۰ء تا ۳۱ مئی ۱۹۹۸ء کے دوران مذکورہ ہر اسکیم / پراجیکٹ کے کام کا مکمل کردہ فیصد حصہ، ٹھیکیدار (اگر ہو) اور اس کام پر اب تک ادا شدہ رقم بشمول تنخواہیں وغیرہ کی تفصیل کیا ہے نیز مذکورہ مدت کے دوران جس کام / اسکیم اور پراجیکٹ وغیرہ کا جس قدر حصہ مکمل نہیں ہوا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم: جواب ضخیم ہے لہذا سبیلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں

۳۸۲ مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرام مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) تعلیمی سال ۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۶ء کے دوران سائنس، آرٹس اور انٹرمیڈیٹ کالجوں میں ابتداء سال میں کلاس میں داخل شدہ طلباء کی تعداد نیز مذکورہ کلاسوں کے سالانہ اور سپلیمنٹری امتحان میں حصہ لینے والے طلباء اور ہر جماعت میں پاس اور فیل طلباء کی جماعت وار کی تعداد کی ضلع وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) تعلیمی سال ۱۹۹۵ء تا سال ۱۹۹۶ء کے دوران نڈل اور ہائی اسکولوں میں ہر جماعت کے سالانہ اور سپلیمنٹری امتحان میں داخل شدہ طلباء کی تعداد نیز کلاس میں پاس اور فیل طلباء کی تعداد کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

وزیر تعلیم: جواب ختم ہے لہذا سبلی لا سہری میں ملاحظہ فرمائیں

جناب اسپیکر: جی جناب

عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ جناب پاس اور فیل طلباء کے بارے میں ہیں تو آج وہ جو ریکارڈ ہمیں دیا ہے یہ جس اسکول کا جو رزلٹ ہے اس کے بارے میں آپ کے پاس ریکارڈ ہے کہ جن اساتذہ کے شاگرد فیل ہوئے ہیں ایک خاص تعداد کے اس کے بارے میں کوئی نوٹس مجموعی طور پر اس کا ریکارڈ دے سکتے ہیں آپ؟

جناب اسپیکر: یہ نیا تو نہیں اس میں لکھا ہے تعداد طلباء پاس فیل کی تفصیل اور جزو الف کے حوالے سے وہ آپ سے سوال کر رہے ہیں جو فیل شدہ کافی تعداد میں ہیں اسکے خلاف آپ نے کوئی ایکشن لیا ہے اتنی سی بات ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: صحیح ہے

اسد اللہ بلوچ (وزیر): ایکشن تو لیا گیا ہے اگر فیل ہوئے ہیں تو ہم اس کا ریکارڈ پیش کریں گے

عبدالرحیم خان مندوخیل: ان سب کاریکارڈ پیش کر دیں جتنے اسکول کالجز ان سے کب پوچھا گیا ہے اور انہوں نے کیا جواب دیا ہے اس کا باقاعدہ جواب دینا پڑتا ہے۔ کہ کیا جو بات تھی کہ آپ کے شاگرد جو بین اتنے لڑکے فیل ہوئے ہیں اتنے تھرڈ ویرٹن آئے۔ کیا جو بات ہیں ہر وہ اس کو اسپلین کرتا ہے اور اس کی بعد میں امپرومنٹ کرتا ہے

جناب اسپیکر: جن کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے وہ بتائیں صحیح ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: شکریہ

جناب اسپیکر: ایسے ہیڈ ماسٹر صاحبان کو جن کے طلباء زیادہ فیل ہوئے ہیں ان کی تادیبی کارروائی کی گئی ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: ہاں ان کے خلاف کوئی قانونی تادیبی کارروائی کی گئی ہے اساتذہ کے خلاف جو بھی ہیں اس کے ساتھ ہیڈ ماسٹر اس کے ساتھ سمیٹ ٹیچر بھی ہوتا ہے اور ہیڈ ماسٹر کا جو رزلٹ ہے اس ہیڈ ماسٹر کے نتیجے کے مطابق پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے اتنے شاگرد تھے اور یہ آپ کا رزلٹ ہے اس رزلٹ کو آپ اس ہاؤس میں پیش کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: سوال تو سادہ سا ہے ان اسکولوں میں جہاں زیادہ طلباء فیل ہوئے ہیں ان کی جواب طلبی ہوئی ہے یا اس مضمون کے جو ٹیچر ہیں ان کی جواب طلبی ہوئی ہے تو کب کی ہے کس نے کی ہے؟

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اس کا سالانہ ایک سسٹم ہے اس میں باقاعدہ ششماہی سسٹم بھی ہوتا ہے سہ ماہی ہوتا ہے اس میں باقاعدہ ایک سسٹم ہے اس کے تحت اساتذہ اور ان کے ہیڈ ماسٹر جو بھی یا ان کے کالج کے ان سے پوچھا جاتا ہے ان کا رزلٹ اور پھر اس نتیجے کو بہتر بنایا جاتا ہے

اسد اللہ بلوچ (وزیر): یہ نیا سوال ہے آپ اس کے لئے ہمیں کچھ وقت دے دیں۔

۷۷۹۳ مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں

گے کہ

(الف) محکمہ تعلیم اور اس سے منسلک محکموں / اداروں کے پاس آج کل صحیح اور خراب حالت میں کل کس قدر گریڈر / بلڈوزر / رگ مشین موجود ہیں نیز خراب مشینوں کی تعداد، مدت خرابی، صحیح اور خراب مشینوں کی جائے ایستادگی اور چارج کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

(ب) یکم جولائی ۱۹۹۷ء تا ۳۱ مئی ۱۹۹۸ء کے دوران مندرجہ بالا گریڈر / بلڈوزر / ٹریکٹر / رگ مشینوں نے پبلک / نجی شعبہ میں ماہانہ کس قدر گھنٹے کام کیا ہے ضلع وار تفصیل دی جائے؟

(ج) جزو (ب) میں مذکورہ مدت کے دوران مذکورہ مشینوں کے تمام صوبہ میں اراضی و سڑک اور دیگر مکمل کردہ کام کی تعداد ایکڑ / کلومیٹر / مکعب فٹ اور رقم وغیرہ کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

وزیر تعلیم: سوال ہذا کا جواب نفی میں ہے کیونکہ محکمہ تعلیم کا بلڈوزر وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے

جناب اسپیکر: اگلا سوال میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے

۷۷۲۴۷ میر عبدالکریم نوشیروانی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گریڈر / لکڑی خاران کی طالبات کو مرد اساتذہ پڑھا رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ لکڑی خاران کی طالبات کو ٹرانسپورٹ بھی فراہم نہیں کی گئی ہے

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع خاران میں گریڈر / لکڑی خاران کا اعلان کیا جا چکا ہے خواتین اساتذہ کی کمی کی وجہ سے اب تک

مرد اساتذہ کی طالبات کو پڑھا رہے ہیں محکمہ اس کوشش میں ہے کہ گر لڑکا کالج خاران میں خواتین اساتذہ کی تعیناتی کی جائے

(ب) گورنمنٹ کالج خاران کو دو مہیں فراہم کی گئی ہیں جو کہ طلباء و طالبات کو گھر سے کالج اور کالج سے گھر پہنچاتی ہیں اس لئے یہ درست نہیں ہے کہ کالج کی طالبات کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم نہیں کی گئی؟

۳۳۹x مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء کے دوران محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور اس کے ماتحت محکموں / اداروں میں منظور شدہ ٹھیکیداروں کے ناموں کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

(ب) مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء تا ۳۱ مئی ۱۹۹۸ء کے دوران محکمہ مذکورہ اور اس سے منسلک محکموں / اداروں کے ٹھیکہ پر دیئے گئے تمام کام / اسکیم / پراجیکٹ وغیرہ کی سال وار اور ان کی کل تخمینہ لاگت سمعہ نام ٹھیکیدار نیز ان ٹھیکیداروں کو ادا شدہ رقم اور کام کی موجودہ کیفیت کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

جواب ضخیم ہے لہذا سبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں

جناب اسپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور کوئی ضمنی سوال ہے تو خان صاحب دریافت فرمائیں

عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ جو بھی کنٹریکٹ دیئے گئے ہیں جو بھی کام دیا گیا ہے ان کے بارے میں اسٹیمارٹینڈرنوٹس کے تفصیلات آپ دے سکتے ہیں۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر): معزز رکن دیکھیں کہ اس کا جواب مانگا بھی ہے یا نہیں اس

کے لئے وہ فیروز سوال کریں ہم جواب دینے کے لئے تیار ہیں

عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ سوال تو اسپیکر صاحب نے آپ سے پوچھ لیا ہے

جناب اسپیکر: جواب کے مطابق ضمنی سوالات آتے ہیں یہ سوال تو اس اجلاس سے پہلے بھی دہرائے گئے ہیں کہ ٹینڈر کس کس کو دیئے ہیں اخباروں میں آئے ہیں یا نہیں آئے ہیں کس کے منظور ہوئے ہیں یہ سوال ہو سکتا ہے

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر): جناب ہم یہ تفصیل دینے کے لئے تیار ہیں اس کی تفصیل ٹیبل پر پڑی ہوئی ہے اس کے ۱۵۰ صفحات ہیں لیکن ہمیں یہ اعتراض نہیں ہے لیکن جو سوال وہ کر رہے ہیں اس کی کڑی اس سے نہیں مل رہی ہے لیکن تفصیل ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔  
جناب اسپیکر: ضمنی سوال بتانا ہے اس کا آپ جواب دیں

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر): اگر ضمنی سوال بتانا تو اسپیکر صاحب کہہ رہے ہیں وہ تجربہ کار ہیں اسی سیشن میں دے دیں

جناب اسپیکر: شکر یہ ٹھیک ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: شکر یہ

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوا

جناب اسپیکر: آج رخصت کی درخواست کوئی نہیں آئی جی سردار صاحب کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے

سردار غلام مصطفیٰ ترین: جناب میں وزیر اعلیٰ اور ہاؤس سے یہ ریکوریسٹ کروں گا کہ

یہاں کے ملازموں کو جو اسپیشل الاؤنس دیا جاتا تھا جو جٹ میں رکھا گیا تھا۔ ان کو دیا جائے وہ سارا

دن یہاں کام کرتے ہیں۔ وزرا کو دو دو سے زیادہ گاڑیاں اگر یہ ایک گاڑی واپس کریں تو بحث پر کافی اثر پڑے گا

جناب اسپیکر: مہربانی جی میزانیہ براء سال ۹۹-۱۹۹۸ء پر بحث جاری تھی۔ آج تیسرا دن ہے آج اس بحث کو سمیٹنا بھی ہے۔ جو میرے پاس نام ہیں اس فہرست کے مطابق میں جناب ست رام سنگھ صاحب کو دعوت دوں گا وہ بحث کا آغاز کریں۔

## میزانیہ برائے سال ۹۹-۱۹۹۸ء پر عام بحث

سردار سترام سنگھ: معزز رکن نے تقریر کے آغاز میں اپنے مذہبی الفاظ استعمال کئے جناب اسپیکر سب سے پہلے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس معزز ایوان میں آئندہ مالی سال ۹۹-۱۹۹۸ء کے بحث پر بحث کا موقع دیا جناب اسپیکر یہ ایک حقیقت ہے کہ جب سے موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالا ہے دن بہ دن صوبے کے حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں ترقیاتی عمل رک چکا ہے بنیادی اہمیت کے منصوبے بھی موجودہ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی باعث تعطل کا شکار ہو چکے ہیں چونکہ اقتدار کی مسند پر بیٹھنے والوں کو اپنی کرسی بنی کی فکر کرنے سے فرصت نہیں ملتی اور صوبے کے تمام وسائل سرداری مشینری صرف حکمرانوں کے اقتدار کے تحفظ دینے کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں اگر یہ توانائیاں صوبے کے عوام کی خوشحالی کے لئے صرف کی جاتی تو آج ہم اس حالت میں نہ ہوتے جناب اسپیکر وفاق بھی سب سے بڑے صوبے کو مناسب فنڈ فراہم نہیں کر رہا لیکن جو فنڈ ہمارے صوبے کو ملتے ہیں ان کا مناسب استعمال نہیں ہو رہا جناب اسپیکر آئندہ مالی سال کے بحث کو ہی لیجئے یہ صرف اعداد و شمار اور خوب صورت الفاظ کا کھیل ہے اس میں جیت ہمیشہ حکمرانوں کی اور ہار عوام کا مقدر رہی ہے اس مرتبہ بھی عوام کو سرسبز باغ دکھائے گئے ہیں اور بڑے بڑے دعوے کئے ہیں لیکن عمل ان کو صرف صبر کی تلقین کی گئی ہیں جب کہ حکمرانوں کو اب یہ خبر رہنی چاہئے کہ اگر انہوں نے اپنی عیاشیوں اور شاہ خرچیوں کے دروازے کھلے رکھے اپنی لوٹ مار میں کمی نہ کی اور عوام کو بہتر وقت کی صرف نوبی

دینے پر یہ تفاق کرتے رہے تو عوام کے صبر کے پیمانے لبریز ہو سکتے ہیں اور اگر یہ ایک مرتبہ چھلک گئے تو پھر اہل اقتدار کے لئے یہ زمین بھی تنگ ہو جائیگی جناب اسپیکر ایسا جٹ پیش کیا جائے جس میں عوام کو بھی کوئی رلیف ملتا ہو اور ان کے دن صحیح گزر جاتے اور شدید منگائی کے دور میں جب ایک اوسط درجے کے سرکاری یا غیر سرکاری ملازم فرد کی تنخواہ تین سے چار ہزار روپے بنتی ہے تو وہ اپنے جسم اور جہان کے رشتے کو کس طرح برقرار رکھ سکتا ہے کیا محترم وزیر خزانہ جنہوں نے اپنے الفاظ میں خود ایک بہترین جٹ پیش کیا ہے وہ ذرا اس غریب سرکاری ملازم کے گھر کا ایک ماہ کا جٹ بنانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے جناب اسپیکر مجھے یقین ہے کہ میرے دوست کا جواب نفی میں ہو گا کیونکہ دوسری رقم میں ایک ماہ کا جٹ بنانے کے لئے جناب وزیر سے گزارش کر رہا ہوں اتنی رقم تو وزیر موصوف کے ایک وقت کے کھانے کا خرچہ ہے مجھے فوری امید ہے کہ میرے بارے میں ارباب اقتدار کے سوچ کچھ اس طرح سے مختلف نہیں ہوگی (میری سادگی دیکھ کر کیا چاہتا ہوں) لیکن جناب اسپیکر میں ان کا فراہم کو جن کے ہاتھوں میں اس صوبے کی عوام کی قسمت ہے ان کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس قسم کے جٹ پیش کرنے سے قبل اپنے پرٹیش و فائز محل نما گھروں ایگزیکٹو گارڈیوں سے باہر نکلیں صوبائی دارالحکومت کی کسی ایک سڑک پر آنے جانے والے لوگوں کو دیکھیں ان کے چہروں کو دیکھیں افلاس بھوک اور افلاس کی نقش کئے ہوئے لکیروں کو دیکھیں انسانیت کی تحلیل کے وہ مناظر دیکھیں جن کے بارے میں وہ تصور بھی نہیں کر سکتے جناب اسپیکر اگر آپ کو اتنی تکلیف ہی گوارا نہیں ہے تو پھر اس قسم کی تقاریر بیانات کا گلہ گھونٹے جن میں آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے عوامی مسائل کے حل کا تہیہ کر رکھا ہے عوامی مسائل کا حل ہماری اولین ترجیح ہے اسے اقتدار کے مالک حکمرانوں یہ داخلی پالیسیاں چھوڑ دو شاعر نے خوب کہا ہے

(دور لگی چھوڑ دے یک رنگ جا۔ سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا)

جناب اسپیکر: آئندہ جٹ میں تعلیم کی مد میں تین ارب اڑتالیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جب کہ پولیس کے لئے ایک ارب بائیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جہاں تک شعبہ

تعلیم کا تعلق ہے اس میں تین ارب کی رقم بہت کم ہے کیونکہ ہم ملک کے سب سے پسماندہ  
باشندے ہیں جب کہ اس کی شرح تعلیم ہی اقوام عالم میں افسوسناک کم ہے اور ہمارے صوبے  
میں شرح تعلیم اس کا بھی نصف ہے جب کوئی قوم جدید دنیا سے آگاہ نہیں ہے تو ترقیاتی عمل کا  
حصہ کیسے بن سکتی ہے اس لئے اس شعبے کے ترقی کے لئے زیادہ رقم مختص کرنی چاہئے تھی جناب  
اسپیکر لیکن دوسری طرف جہاں اسکول کھولے گئے ہیں وہاں اساتذہ موجود نہیں ہیں کہیں اساتذہ  
موجود ہیں تو وہ اسکول نہیں آتے اگر اسکول کی طرف تشریف لے آئیں تو ان کو پڑھانے سے  
کوئی غرض نہیں ہے تو ترقی کیسے ممکن ہے میں ان اساتذہ کی جو دیانت داری سے اپنے فرائض  
انجام دیتے ہیں جناب اسپیکر ایک قابل شرم بات ہے کہ نوجوان نسل میں جو بات گردش کر رہی  
ہے کہ جس کو نوکری نہیں ملتی میری حکومت سے گزارش ہے کہ اس معاملے کا سنجیدگی سے  
نوٹس لے اور کوئی مربوط پالیسی اپنائے تاکہ اس شعبے میں ترقی حاصل کی جاسکے جو ضروری ہے  
جناب اسپیکر امن و امان کی صورت حال پر قابو پانے کے لئے پولیس کو سوارب کے لگ بھگ رقم  
دی گئی ہے جبکہ عوام میں شعور نہ ہو تعلیم یافتہ افراد کو روزگار میسر نہ ہو تو جرائم پھیلتے ہیں لیکن  
آپ جس محکمے کے وامن و امان برقرار رکھنے کے لئے اختیارات سونپ چکے ہیں کبھی جائزہ لینے کی  
بھی کوشش کی ہے کسی بھی علاقے میں عوام کا جان و مال محفوظ نہیں ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ  
ہم جنگل میں رہ رہیں جیسے کہ میرے ایک معزز دوست نے فرمایا کہ موٹر سائیکل چھنے گاڑیاں  
چھینے ٹوکوں کو شاہراہوں پر لوٹنے کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں کوئی دن ایسا کوئی  
گاڑی چھینی یا چوری ہوئی ہو لیکن کسی کے پکڑے جانے کی خبر نہیں ہوتی ہے جناب اسپیکر محکمہ  
صحت کا حال اس سے بھی بدتر کیونکہ اس شعبے میں جتنا بجٹ رکھا جاتا ہے وہ صرف حکمرانوں کے  
شاہ خرچیوں پہ خرچ ہوتا ہے دوائی کے نام پر کسی مریض کو سرکاری شفاء خانوں میں ایک گولی  
تک میسر نہیں صفائی کا انتظام اس قدر ناقص ہے کہ اچھلا صحت مند آدمی ہسپتال میں جا کر دملا  
ہو جاتا ہے مریضوں کا کوئی پرسان حال نہیں جو لوگ مستحق ہیں وہ ہسپتال میں سسک سسک پر  
جان سے پھلے جاتے ہیں پھر یہ کن لوگوں کے لئے بجٹ بنایا جا رہا ہے جناب اسپیکر کہنے کے تو ہی

تیکس فری جٹ ہے لیکن مختلف مدت میں کہیں کٹوتیاں کی گئی ہیں الاؤنسز کم کئے گئے ہیں آخر وہ بھی تو ٹیکس ہی کی ایک انوکھی قسم ہے اس جٹ میں ملازمین کا سیشن الاؤنس کاٹ دیا گیا ہے اس طرح جٹ سیشن پر ایک ماہ کا لاؤنس ملتا تھا جو کہ اسمبلی کی روایت رہی ہے وہ بھی کاٹ دیا گیا ہے جناب اسپیکر میں گزارش کرونگا کہ اسمبلی کے ملازمین کو سیشن الاؤنس بھی دیا جائے اور ایک ماہ کا تنخواہ کا لاؤنس بھی دیا جائے جٹ اچھی چیز ہے لیکن ان کی تنخواہیں یہ الاؤنسز کاٹنا جو پہلے ہی اپنا پیٹ کاٹ رہے ہیں سراسر نا انصافی ہے ایسی حکومت کو جو کھوپکی ہو ایک مناسب جٹ بنانے کی اہلیت بھی نہ رکھتی ہو اس کو اقتدار سے چمٹے رہنے کا کوئی حق نہیں میں اپنی تقریر کی اختتام پر جناب اسپیکر صاحب کے توسط سے ایوان سے معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کرونگا کہ وہ عوام دشمن جٹ کو مسترد کر کے نئے جٹ کے لئے اقدامات کئے جائیں شکریہ

جناب اسپیکر: اب میں فلور جناب میر محمد اسلم گچی کو دیتا ہوں

میر محمد اسلم گچی: جناب اسپیکر سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میزانیہ پر عام جٹ پر حصہ لینے کے لئے آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ کو جٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے انتہائی نامساعد حالات میں مالی مشکلات اور مسائل کے زیادتی کے باوجود میرے خیال میں ایک متوازن جٹ پیش کیا ہے جٹ کا تخمینہ یا حجم کل بیس ارب روپے رکھے گئے ہیں جن میں سے پندرہ ارب انیس کروڑ روپے غیر ترقیاتی مد میں ہیں ترقیاتی میں صرف پانچ ارب بیالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ گذشتہ ادوار کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے صوبائی حکومت تقریباً تیس ارب کا مقروضہ ہے۔ جس کی وجہ سے صوبے کو ہر سال ایک خلیہ رقم وفاقی حکومت اور اسٹیٹ بینک کو ادا کرنی پڑتی ہے۔ موجودہ جاری جٹ میں سب سے بڑا خرچہ ہے۔ جو تقریباً ۲۱ فیصد بنتا ہے۔ اس طرح ہر سال کی طرح ۱۹۹۸ء ۱۹۹۹ء میں ملازمین کی تنخواہوں کے لئے ۸ ارب ۴ کروڑ روپے اور ترقیاتی پروگرام کے لئے ۴ کروڑ ۱۵ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں درخواست کرونگا کہ حکومت کو شش کر کے ان غیر ترقیاتی مددات

میں پخت کے اصولوں پر سختی سے پابندی کرے۔ بھرپور کوششوں کرے ترقیاتی بجٹ جاری اسکیموں پر خرچ ہو رہا ہے۔ کل رقم کے ۵ ارب ۴۲ کروڑ روپے میں دو ان اسکیمات پر ۴ ارب ۶۸ کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں ان میں سے تقریباً ۷۰ اسکیمات ایسی ہیں جو گذشتہ حکومت نے شروع کی ہوئی تھیں۔ چونکہ ان پر سترہ فیصد رقم خرچ ہو چکی ہے۔ اسلئے ان اسکیمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ نئی اسکیمات کے لئے ۷۳ کروڑ ۶۵ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جن کی کل تعداد ۹۸ ہے۔ حکومت کی اقتصادی ترقیاتی پالیسی کی روشنی میں کوشش کی گئی ہے کہ بہترین اسکیمات کو ترجیح دی جائے۔ مثلاً موجودہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں تعلیم کو اولیت دی گئی ہے۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں جو ۲۶ فیصد تھا بڑھا کر ۳۸ فیصد کیا گیا ہے۔ اس طرح صحت اور پبلک ہیلتھ کو بھی گذشتہ سال کے مقابلے میں دو دو فیصد بڑھایا گیا ہے۔ غیر ترقیاتی اخراجات محکموں کے اخراجات میں کمی دکھائی گئی ہے جس کی پخت ایک ارب ساٹھ کروڑ روپے ہے۔ جو کہ میرے خیال میں اس بجٹ کا نمایاں کارنامہ ہے۔ بجٹ میں مجموعی طور پر عوام کے بھلائی کے اسکیمات شامل کی گئی ہیں۔ جس میں نئی اسکیم آپاشی آبوشی کے وسائل اور روڈز راعت اور صحت کے بنیادی سولتوں کے علاوہ نئی آسامیاں بھی شامل کی گئی ہیں۔ حکومت بجٹ کی اس پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہے کہ حکومت کی تعمیر کردہ اسکیمات میں عوام کی براہ راست شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ جو کہ ایک خوش آئند امر ہے سپلیمنٹری بجٹ گذشتہ کئی سالوں کے مقابلے میں کم ترین بجٹ ہے۔ جو کہ صرف ۱۲ کروڑ روپے ہے۔ میں اس کو ایک ریکارڈ بجٹ سمجھتا ہوں۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے۔ کہ حکومت مالی وسائل کو کنٹرول کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہوئی ہے۔ موجودہ حکومت نے کچھ ایسے اہم سیکٹر میں خاص توجہ دی ہے۔ خاص کر معدنیات کی پر اور انڈسٹریلائزیشن پر جس کے نتیجے میں غیر ملکی کمپنی بیجو جو کہ لسبلہ میں کام کر رہی ہے اور ضلع چاشی جی ایس پی کام کر رہی ہے۔ اور دلہند آئیرن فلات میں۔ میں جب یہاں پر معدنیات کا ذکر کر رہا ہوں تو اپنی تقریر کے حوالے سے وفاقی حکومت سے مطالبہ کرونگا کہ وہ جلد سے جلد سینڈیک پراجیکٹ پر دوبارہ کام شروع کروائے اور ضروری فنڈز فراہم کرے تاکہ معدنی ترقی اور

روزگار کے مواقع مہیا ہوں۔ موجودہ بجٹ میں لوگوں کی سولیات کی خاطر فارم ٹومار کیٹ کے علاوہ چھوٹے چھوٹے لینک روڈ بھی شامل کئے گئے ہیں۔ جو سفری سولیات اور جلد پہنچنے کے لئے بہترین اسکیمات ہیں۔ یہاں پر میں یہ تذکرہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرے حلقے جاہو مشکے جو کہ وہاں کے عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ جاہو مشکے روڈ کو بھی اس موجودہ بجٹ پلان میں شامل کیا گیا ہے۔ ہندو نیشنل پارک پروجیکٹ اور ہربوئی نیشنل پروجیکٹ جو موجودہ بجٹ میں دیئے گئے ہیں جس سے ناصرف جنگلی حیات کو تحفظ ملے گا بلکہ اسکیمات دی جائیں جن کا انحصار غیر ملکی قرضوں پر ہو۔ کوئی ۱۵۸ اسکیمات جن میں گیارہ ایسی ہیں جن میں غیر ملکی امداد شامل ہے ان نئی اسکیمات کے لئے ۷۳ کروڑ میں سے صرف غیر ملکی امداد صرف ۱۵ کروڑ ہے۔ ان تمام عزائم اور کوششوں کی موجودگی میں وفاقی حکومت این ایف سی کے تحت صوبے کو مکمل رقوم کی فراہمی کو اگر یقینی بنائے تو حکومت صوبے کی خوشحالی اور ترقی کے لئے اور بہتر اقدامات کر سکے گی۔ بجٹ کا دوسرا اہم پہلو خود انحصاری اور پخت کے متعلق ہے۔ مثلاً آفیسروں کے لئے ایک سے زیادہ گاڑیوں کے استعمال کی روک تھام اور یہاں تک کے ایک سے زیادہ اخبار پر پابندی۔ ایئر کنڈیشنوں کے استعمال پر پابندی۔ وزراء اور آفیسران کے لئے ایک سے زیادہ ٹیلیفون کی اجازت نہ ہونا۔

یہ تمام ایسے اقدامات ہیں جو قابل ستائش ہیں۔ گو کہ بجٹ کے تمام اقدامات صوبے کے مفادات کے مطابق ہیں۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ آیا ہم ان اقدامات کو عملی جامہ پہنا سکیں گے یا نہیں۔ لہذا میں وزیر اعلیٰ اور ان کے کابینہ کے اراکین سے گزارش کروں گا یہ اقدامات صرف بجٹ کے کتاب یا کاغذوں پر مشتمل نہ ہوں بلکہ اسکے عمل درآمد کی راہ میں ہر آنے والی رکاوٹوں کا سدباب کریں۔ اور اس سلسلے میں وہ کسی مصلحت پسندی کا شکار نہ ہوں۔ آخر میں عرض کروں گا کہ بلوچستان اسمبلی کے ملازمین سیشن کے دوران جو اور نام کرتے ہیں ان کا الاؤنس کا اعلان نہیں ہوا ہے حالانکہ دوسرے اسمبلیوں بشمول قومی اسمبلی سینٹ میں وہ دے رہے ہیں گو کہ یہ اچھی بات ہے کہ ہم پخت کریں۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ جو ملازمین محنت کرتے ہیں اور نام کرتے ہیں ان کو اپنے حقوق محروم نہ کیا جائے میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ وہ سیشن الاؤنس کا

اعلان کریں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ میں فلور میر محمد عاصم کو دے رہا ہوں۔

میر محمد عاصم کو دے: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر انہوں نے فلور میں اپنی اسٹیج میں کما تھا کہ ہمیں یہاں بیٹھنے کی عادت نہیں۔ اور مسلم لیگیوں کو وہاں بیٹھنے کی عادت نہیں۔ ابھی حالات کے ساتھ ساتھ جو وقت بدلتا گیا۔ عادتیں بھی بدلتی گئیں۔ جناب اسپیکر صاحب جناب وزیر خزانے صاحب نے ایوان کے سامنے بیس ارب روپے کا جو بجٹ کاغذی کتابوں کا جو بجٹ ایوان میں پیش کیا ہے اور ہمارے اسمبلی ممبران کے سامنے رکھ کر اسمبلی سے وہ اس پر مہر ثبت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ صرف میں سمجھتا ہوں کہ یہ کاغذی بجٹ ہے۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: میں نے پڑھنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

میر محمد عاصم کو دے: جناب میں تو ویسے بھی پڑھ سکتا ہوں۔ ایسے تو اس حکومت کو یہ بجٹ پیش نہیں کرنا چاہئے تھا کیونکہ مالی اعتبار سے یہ ایک ناکام حکومت ثابت ہوئی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ مرکزی حکومت سے اپنے صوبے کے حقوق کی خاطر این ایف سی ایوارڈ کے سلسلے میں ہماری صوبائی حکومت کا جتنا بھی حصہ بنتا تھا اس کی خاطر مرکزی حکومت پر زور دیتی کہ بلوچستان کے حقوق کی خاطر این ایف سی ایوارڈ سے اپنا حصہ وصول کرتی۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں ابھی فرمایا کہ سٹیٹ بینک کے سوا دو ارب روپے کی قرض وار ہے اور پچھلے سال ۹۸-۹۷ء میں ترقیاتی مددات میں جو انہوں نے ذکر کیا صرف ساٹھ سے ستر کروڑ تک خرچ ہوا۔ اب جناب اسپیکر میں اس ایوان کی وساعت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال کے سولہ ارب روپے کا بجٹ کہاں گیا۔ آخر اس میں بلوچستان کے غریب عوام کا کیا تصور ہے جن کو وزیر صاحبان کے شاہ خرچیوں کی سزا مل رہی ہے۔ اور عوام کی عزت نفس مجروح ہو رہی ہے۔ لوگوں کا جان مال محفوظ نہیں ہے۔ ہماری نظریں کراچی کی

بد امنی کی طرف تو جاتی ہیں لیکن وہاں کے لوگوں کی جان مال کی حفاظت نہیں ہو رہی۔ جبکہ بلوچستان کے حالات سندھ سے دس گنا بدتر ہیں۔ (مداخلت)

**میر محمد عاصم** کروڑ: جناب یہاں وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ یہاں ۹۹-۱۹۹۸ء کے دوران لائینڈ آرڈر پر حکومت بلوچستان ایک ارب تیس کروڑ سے زیادہ خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر اتنی رقم اس مد میں خرچ کیا جائے تو یہاں بد امنی کا نام نشان ٹھہرنے لگے گا۔ جناب اسپیکر صاحب اس حکومت کو آپ کے توسط سے میں سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ (مداخلت)

جناب وہ اپنے اغراض مقاصد کے لئے ہر چیز استعمال کر رہے ہیں اس کے علاوہ ایک وزیر اعلیٰ صاحب اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کو جمع کر لیں تو تمام اخراجات سال میں ایک ارب سے زیادہ بنتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک غریب صوبہ جہاں کے عوام تعلیم یافتہ بیروزگار غیر تعلیم یافتہ بیکار تمام زمینیں بجز پانی نہیں ہے ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں اسکولوں پر ٹیچر ڈیوٹی پر نہیں ہیں۔ گینگ مین روڈوں پر موجود نہیں ہیں۔ لوگ پینے کے پانی کی بندوبند کو ترس رہے ہیں۔ سرکاری دوائیاں بازار میں فروخت ہو رہی ہیں۔ صنعت و حرفت کا نام و نشان نہیں ہے۔ سات سو ستر میل لمبی ساحلی پٹی جس میں اربوں ڈالر کا خزانہ موجود ہے اس پر کوئی توجہ نہیں ہے۔ امن و امان کی صورت حال مخدوش ہے قتل و غارتگری ہو رہی ہے۔ لیکن حکومت میں اتنی جرات نہیں ہے کہ مرکزی حکومت کو صاف الفاظ میں کہہ دے کہ ہمارا حصہ دو۔ ہماری سوئی گیس کی رائلٹی جو آٹھ سو ارب سے زیادہ ہے قہے کیوں وصول نہیں کرتی؟ تاکہ بلوچستان کے عوام کے اندر خوشحالی آجائے۔ لیکن حکومت اپنی شاہانہ اخراجات تو پوری کرتی ہے لیکن غریب عوام ظلم کی چکی میں پس رہی ہے۔ جناب اسپیکر میں جھٹ کے اعداد و شمار کی جانب تو بالکل نہیں جاؤں گا کیونکہ حکومت بہر حال یہ جھٹ منظور کرنا ہے۔ اور اپنے اخراجات اور عیاشیوں کے لئے ان کے پاس رقم موجود ہے لیکن غریب عوام کے لئے مرکز کا بہانہ بنا کر ترقیاتی کاموں کا سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب میں غیر ترقیاتی جھٹ سے قطعی طور پر مطمئن نہیں جس کی صرف

ایک سادہ مثال جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی صرف چھتیس گاڑیاں وزیر اعلیٰ ہاؤس کی ڈیوٹی میں ہیں۔ یہ وہ ان گاڑیوں کے علاوہ ہیں جو چیف منسٹر کے اپنے پاس ہیں۔ اس دفعہ جو اقدامات بحث میں پیش کئے گئے ہیں کہ ”ہم نے یہ اقدامات کئے حکومت کی ترقیاتی اخراجات کے لئے تقریباً ایک ارب روپے کی رقم چاہئیں گے۔“ مجھے تو یہ سراسر غلط لگتا ہے۔ کیا وزیر صاحبان یہ قربانی دیں گے کہ صرف دو گاڑیاں اور نان سٹڈی ٹیلی فون پر گزارہ کر سکیں گے۔ ناممکن ہے۔ اس وقت ہمارے وزیر پی این ای کے محکمے کے پاس تقریباً بارہ گاڑیاں موجود ہیں کیوں مولانا صاحب ہیں یا نہیں ہیں؟ جو انہوں نے چارج سنبھالنے کے بعد اپنے محکمہ سے زبردستی چھین لئے۔ تو کیا امید کریں گے کہ ان حالات میں یہ بحث تہاویز جو وزیر خزانہ نے پیش کئے ہیں اس پر عملدرآمد ہوگا؟ جناب یہ پوائنٹ میں نے لکھے ہوئے ہیں! آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں۔ ہمارے اسکولوں میں ٹیچر موجود نہیں ہیں۔ پینے کا پانی ہمارے..... میرے حلقے میں بالکل نہیں ہے۔ لیکن سیپ کے حوالے سے ڈھونگ رچایا جا رہا ہے ”کہ ہم عوام کی زندگی کے بنیادی سولتیں مہیا کریں گے۔“ جس طرح پچھلے سال کیا گیا کہ پانچ ارب روپے سے زائد کا بحث ترقیاتی پیش کیا گیا لیکن ابھی تک صرف ستر کروڑ روپے کی رقم خرچ کی جاسکی۔ خزانہ والے اسکیمات پر پابندی لگا دیتے ہیں کبھی کوئی اور بہانہ بنا کر رقم کا اجراء روک دیتے ہیں۔ جناب وزیر منصوبہ بندی صاحب تو دینی مدارس کے لئے کروڑوں روپے کی رقم اے ڈی پی میں رکھ لیتے ہیں اور موسیٰ خیل کے ضلع کو اپنے دور اقتدار میں جنت بنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اے ڈی پی کو غور سے دیکھیں تو لورالائی موسیٰ خیل کا نام بار بار آتا ہے لیکن یولان کا نام و نشان بھی اے ڈی پی میں نہیں ہے۔ اس سے جو پہلے اے ڈی پی تھا اس میں بھی آپ کو کہیں نظر نہیں آئے گا..... (مداخلت)

میر محمد عاصم کرد (گیلو): جی! آپ اٹھ کر کہیں آداب کے مطابق آپ پرنس صاحب اتنا وہ کریں آپ اٹھ کر کہیں۔

میر محمد عاصم کرو (گیلو) : جناب اسپیکر صاحب مجبوری کے تحت میں یہ تقریر کر رہا ہوں ورنہ ترقیاتی پروگراموں کو دیکھ کر دل جلتا ہے کہ ہمارے پلان کا اے ڈی پی میں ایک اسکیم بھی نہیں ہے۔ کیا یہ بلوچستان کا حصہ نہیں ہے؟ مجموعی لحاظ سے پانچ ارب بیالیس کروڑ کا ترقیاتی بجٹ تو بنایا گیا ہے جس میں دو ارب کچھ کے مد میں رکھے گئے ہیں باقی تین ارب بیالیس کروڑ بیرونی امداد سے چلنے والی اسکیمات کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتے ہوں کہ بیرونی امداد کیا ہے؟ میرے مشاہدے کے مطابق یہ بیرونی امداد صرف انگریزوں کے ذاتی اخراجات کے مد میں خرچ ہوئے ہیں۔ کیونکہ میں نے جو حساب لگایا ہے کہ بیرونی امداد کے نام سے جو رقم آتی ہے وہ دوبارہ امداد دینے والا ادارہ دوبارہ اپنے اخراجات ذاتی کے حوالے سے گاڑیوں کی خریداری پر اور سال میں کم از کم تین مرتبہ اپنے ملک کے آنے جانے پر خرچ کرتا ہے باقی کیا خاک رقم بچے گا جو صوبہ کی ترقی پر خرچ ہو۔ کیونکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک انگریز جو باہر سے بیرونی امداد دینے والے ادارے کا نمائندہ بن کر آتا ہے کم از کم تنخواہ کی مد میں فی ماہ چالیس سے پچاس لاکھ روپے لے جاتا ہے۔ لہذا جناب اسپیکر میں تجویز دیتا ہوں کہ اسکیمات بیرونی امداد کے حوالے سے جو کچھ رہی ہیں وہ تمام کے تمام بند کر دیئے جائیں۔ کیونکہ یہ عوام کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ میں محکمہ زراعت کا خصوصی طور پر مثال دیتا ہوں جہاں بیرونی امداد سے چلنے والی اسکیمات تقریباً بیس سال سے چل رہے ہیں لیکن صوبہ کا زمیندار طبقہ کبھی بھی اس سے مستفید نہیں ہوا۔ بلکہ الٹا اپنے غلط مشوروں کی وجہ سے ہماری لوکل زمینداری کو بھی خراب کر گیا۔ جناب اسپیکر صاحب میں آپ کے وساطت سے اس ایوان کے ذریعہ اپنی آواز حکومت کے وزیر اور وزیر اعلیٰ صاحبان تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ ہم سے پہلے اپنے حقوق کی بات کریں صرف لاہور شہر میں بلوچستان صوبہ کے مقابلے میں کم از کم بیس گنا زیادہ رقم صرف روڈوں کے لئے خرچ ہو جبکہ ہمارا ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہو کر رو رہا ہے۔ ہمارے پاس فنڈوں کی کمی

ہے لہذا میری تجویز ہے کہ ہم مرکز سے اپنی تمام حقوق کی بات کریں جس میں سوئی گیس کی رائلٹی مرکز سے ملنے والی رقم کا وقت اجراء تمام قرضہ جات جو مرکز نے ترقیات کے نام پر ہم کو دیئے ہیں ان کا خاتمہ مرکزی حکومت میں ہمارے ہیروزگار نوجوان طبقہ کے لئے نوکریوں کا حصول مرکز میں ہمارے صوبے کی بیورو کریسی کے ذریعہ برابر کی نمائندگی مرکزی حکومت سے ہمارے دریائی پانی کا حصہ جس میں سے کچھی ڈسٹرکٹ کے لئے ایک نمر کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ جب تک ہم اپنی بنیادی حقوق مرکز سے زبردستی وصول نہیں کرتے اس وقت تک ہم حیثیت صوبہ کے کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ جناب اسپیکر صاحب ہمارے حکومت میں بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو چاہئے کہ وہ اقتدار ہوس کو بالائے طاق رکھ کر ذاتی قربانیاں دے کر صوبہ کے حقوق کی بات کریں اگر ہم سے اقتدار چلا جاتا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تو کوئی..... صوبہ کے لئے قربانی دینے کا وقت ہے۔ لیکن ہم اقتدار چلانے کی خاطر مرکزی حکومت پر اٹلے سیدھے تجویز کے حق میں ہاں سے ہاں ملاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت کے ذریعہ جو رقوم صوبہ بلوچستان میں خرچ ہو رہی ہیں ان کا مرکز سے زبردستی حساب لینا پڑے گا۔ جب تک ہم اپنی بنیادی حقوق مرکز سے زبردستی وصول نہیں کرتے اس وقت تک ہم حیثیت صوبے کی ترقی نہیں کر سکتے ورنہ ہمارا حشر موجودہ حالات سے بدتر ہو جائے گا اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گے۔

سید احسان شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر

مری محمد عاصم کرد: جی فرمائیے

سید احسان شاہ (وزیر): جناب میں اسپیکر سے مخاطب ہوں

میر محمد عاصم کرد: جی بالکل فرمائیے اسپیکر صاحب سے میں آپ کو منع نہیں کر رہا۔

سید احسان شاہ (وزیر): اسمبلی کی قواعد انضباط کار کی شق نمبر ۱۹۱ کے تحت

جناب اسپیکر: جی مجھے علم ہے

سید احسان شاہ (وزیر): اس میں بالکل واضح طور پر لکھا گیا ہے گار کسی دوست نے ان کو لکھ کر دیا ہے تو براہ مہربانی کر کے اس کو مختصر کریں

جناب اسپیکر: مہربانی مجھے بھی علم ہے اور آپ کو بھی بسم اللہ کیجئے

میر محمد عاصم کر د: جس طرح پچھلے دنوں سے میرے دوست حضرات ADP پر بات کر رہے ہیں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ تمام ADP کو ختم کر کے جتنی رقم بھی ہمیں وصول ہوتی ہے اس کو ہم ضرورت مندوں پر خرچ کریں جن کا حق بتاتا ہے اور اس میں اسلام کے حوالے سے برابر کی بنیاد کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کیونکہ انصاف ایک ایسا ترازو ہے جس پر عمل کر کے ہم صوبے کے غریب عوام کی کس حد تک مدد کر سکتے ہیں ورنہ یہ تمام ADP اور غیر ترقیاتی اخراجات بے معنی ہونگے جب تک انصاف کو مد نظر نہیں رکھے گے تب تک عوام کی خدمت نہیں کر سکیں گے اور ان کے کام نہیں آسکتے تو ہمیں ممبر ہونے کا حق بھی نہیں پہنچتا اسپیکر صاحب یہ کہاں کا انصاف ہے جو ADP انہوں نے بنایا ہمارے بولان کا اس میں ذکر تک نہیں ہے۔ (مداخلت)

پرنس موسیٰ جان: آپ بار بار بولان کا نام لے رہے ہیں؟

میر محمد عاصم کر د: جی میں بار بار کہوں گا مجھے حق پہنچتا ہے جس عوام نے مجھے بھیجا ہے میں ان کی آواز یہاں پہنچاؤں گا۔ آپ کیوں خفا ہو رہے ہیں پرنس صاحب۔ اسپیکر صاحب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ADP بنایا گیا ہے اس میں بولان کا ایک بھی جاری اسکیموں اور نئی اسکیموں میں ایک بھی اسکیم نہیں لائی گئی ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ بولان بلوچستان کا حصہ نہیں ہے۔ کیا ہے موسیٰ خیل و آدم خیل فلاں خیل وہاں دینی مدارس وغیرہ کے لئے کروڑوں روپے جارہے

ہیں۔ کیا یوان کے عوام کا اس میں حصہ نہیں ہے جب آپ لوگ برادری کی بات کرتے ہیں تو برادری کی طرح ان کو بانٹ دے۔ ہم بھی آپ کو اپر بیٹھ کر بیٹھے یہ کمان کا انصاف ہے جو آپ لوگوں نے بندر بانٹ کی اور ہمارے علاقوں کو بالکل نظر انداز کیا گیا۔ جناب اسپیکر میں اس یوان کی توسط سے اس جٹ کو بالکل بے معنی سمجھتا ہوں۔ جناب اسپیکر میں جٹ میں بلوچستان اسمبلی ملازمین کا یونس تنخواہ بھی بند کر دیا گیا جبکہ ملک کے دیگر تمام اسمبلیوں میں یہ یونس تنخواہ مل رہا ہے۔ اس کو بھی محال کیا جائے۔ اور انہی الفاظ کے ساتھ جو ہمارے یوان کے ساتھ جو نا انصافی ہوئی اس پر میں احتجاج کرتا ہوں اور اسپیکر صاحب آپ سے اور سارے یوان سے درخواست کرتا ہوں کہ جٹ کو مکمل طور پر منسوخ کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** بہت بہت مرہانی۔ اب میں معزز رکن جناب اسد اللہ بلوچ صاحب گزارش کرونگا کہ وہ فلور لیں۔

**اسد اللہ بلوچ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ):** شکر یہ جناب اسپیکر بسم اللہ الرحمن الرحیم دو تین دنوں سے جٹ پر کافی دوستوں نے تفصیل کے ساتھ اظہار کیا۔ کچھ دوستوں نے اس جٹ کو عوام دشمن کچھ دوستوں نے انسانیت دشمن کچھ دوستوں نے اس کو سراہا ہم یہ مسرت کے ساتھ نہیں کہتے کہ سردار اختر مینگل وزیر اعلیٰ ہوتے ہوئے بلوچستان کی تقدیر بدل سکتے ہیں لیکن ہم یہ ضرور دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ پچھلے ادوار میں اس ٹریڈی پیچرپ ریٹھیں ہیں ہوئے وہ انسان جو اس وقت اپوزیشن کی پیچرپ ریٹھ پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر ایماندار کا تقاضا وہ خود اپنی ضمیر کی عدالت سے پوچھیں کہ اس جٹ اور ان کے پچھلے دو تین جٹ میں کیا فرق ہے جناب اسپیکر ایک مصور تھا جو تصویر خوب بناتا مشہور تھا۔ تصویر بنانے میں ایک دن اس نے ایک تصویر بنائی اور جا کر مین بازار کے چوک پر لٹائی اور اس کے نیچے لکھا کہ جہاں بھی اس کی غلطی نظر آئے آپ نشان لگائیں خود وہ چلے گئے اگلے دن جب اس تصویر کی طرف صبح آکر دیکھا تو اس کی شکل مسخ ہو چکی ہے نشان لگاتے ہوئے جب وہ دوبارہ گھر آیا باپ نے پوچھا بیٹا پریشان کیوں ہو

تو اس نے کہا کہ آج دیکھئے اس تصویر کی حالت باپ نے کہا کہ آپ نے لکھا کیا تھا تو بیٹے نے عرض  
 کیا کہ میں نے یہ لکھا تھا کہ جہاں پر غلطی نظر آئے وہاں نشان لگائیں تو اس کے والد محترم نے کہا  
 کہ جناب آپ ایک اور تصویر بنائیں اسی جگہ پر دوبارہ جا کر چسپاں کر دیں اور اس کے نیچے یہ لکھ  
 دیں کہ جہاں یہ خراب ہے اس کی غلطی کی نشان دہی کریں تو ایک ہفتے تک یہ تصویر چسپاں رہی  
 لیکن کسی نے ایک نقطہ یا ایک چھوٹا نشان تک نہیں لگایا۔ جناب ہمارے سینئر دوست پارلیمنٹری  
 بھی بیٹھے ہوئے ہیں اپوزیشن کا کام صرف یہ نہیں ہے جمہوری اصولوں کے مطابق سامنے جو  
 دوست بیٹھے ہوئے ہیں ان کا فرض بنتا ہے کہ ہمیں جھٹ میں ان کمزوریوں کی نشاندہی کریں جو  
 واقعتاً اس صوبے اور عوام کے خلاف ہے۔ میرے فاضل دوست نے جھٹ میں کٹوتی کے لئے جو  
 پانچ کروڑ سے اوپر ہم نے رکھا تھا سپلیمنٹری میں اس نے کٹ موشن میں سو روپے کی کٹوتی کا اظہار  
 کیا تھا لیکن اس کی وہ کٹوتی خود تضاد رکھتا تھا اس سوال سے ایک جانب فاضل دوست فرما رہے تھے  
 کہ بلوچستان میں وائر سپلائی کی جو سکیم ہے یہ کیونٹی کے حوالے نہیں کریں لوگ ان کو چلا نہیں  
 سکتے ہیں گورنمنٹ ان کو چلائے لیکن دوسری جانب وہ کہتے ہیں کہ ان کو گورنمنٹ چلائے اور  
 کٹ موشن بھی وہ لارہا ہے تو ان کے کٹ موشن اور ان کی باتوں میں خود تضاد ہے دوسرے کٹ  
 موشن لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر تھا اسی سال اسی اسمبلی کے فورم میں تو وہ فاضل دوست ہر دفعہ  
 یہی چلایا ہے کہ یہاں لاء اینڈ آرڈر کا پروجیکشن بالکل خراب ہے حکومت ان کو کنٹرول نہیں کر سکتا  
 جب فورس کی ٹریننگ کے لئے ہم جھٹ رکھتے ہیں جو پولیس والے اس مقابلے میں مارے جاتے  
 ہیں ان کو کمپنسیٹ کرنے کے لئے جھٹ رکھتے ہیں تو پھر بھی ان کا کٹ موشن آتا ہے تو ہم یہ سمجھتے  
 ہیں کہ نیک نیتی اس میں نہیں ہے اگر نیک نیتی پے کوئی دوست ہمیں یہ کہیں کہ اس جھٹ میں یہ  
 یہ کمزوریاں ہیں ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہم اس صوبے کے خالق ہیں ہم یہ دعویٰ نہیں کر رہے  
 ہیں کہ بلوچستان کتنے عوام کے ٹھیکہ صرف ہماری پارٹی اور جمعیت اور اتحادیوں نے لی ہے آس  
 پاس جو بیٹھے ہوئے ہمارے دوست ہیں لوگوں نے ان کو بھی مینڈیٹ دیا ہے وہ ہمارے قابل احترام  
 دوست ہیں ان کی ہم قدر کرتے ہیں لیکن صرف تنقید کرنا صرف جھٹ پر اعتراض کرنا کہ عوامی

جسٹ ہی نہیں ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بہت ناانصافی ہمارے ساتھ۔ کوئی جناب یہ کہہ رہا ہو کہ وزراء کی شاہ خرچیاں جناب جب ہم یہ کہہ رہے ہیں بر ملا کہ ہم نے اپنا ٹیلی فون جو نوٹ تھے ہم نے نوٹ کئے ہیں پہلے جو وزراء صاحب تھے ان کے پاس دس گاڑیاں تھیں اب ہم دو گاڑیاں رکھی ہیں پہلے جوٹی اے، ڈی اے ہمارے تھے ہم رصا کارانہ کہہ رہے ہیں ہم نہیں لے رہے ہیں پھر بھی آس پاس سے یہ کہتے ہیں کہ وزراء کی شاہ خرچیاں جناب اسپیکر لوگ کہیں یا نہ کہیں یہ فیصلہ آنے والے وقت میں بلوچستان کے عوام کی عدالت کریگی اگر یہ جسٹ صحیح ثابت نہ کر سکے ہم تو بلوچستان کی عوام کی عدالت یقیناً ہمیں Reject کریگی جیسے پہلے ادوار میں جن لوگوں نے ٹرٹری بیچ پر بیٹھے ہوئے تھے جنائے فلاح و بہبود کے کاموں کے انہوں نے جسٹ کو لوٹا اپنے لئے محل و مکان بنائے آج ان کا حشر آپ دیکھ رہے ہیں کس پوزیشن پر ہے تو اسی حوالے سے میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ جسٹ جو ہم نے پیش کئے اس انگلی سے ہم نہیں دیکھتے ہیں لیکن بلوچستان کے حقوق مل رہے ہیں خیر ان کے طور پر جو مل رہا ہے اس خیر ان کی بنیاد پر ہم نے جو جسٹ پیش کی ہے یہ کچھ بہتر ہے انہی الفاظ کے ساتھ بلوچستان زندہ باد بلوچستان سبز بات۔ مربانی

**جناب اسپیکر:** شکر یہ جی۔ اب میر ظہور حسین کھوسہ تشریف نہیں رکھتے۔ میں اب فلور بسم اللہ خان کا کڑ کو دوں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائے

**بسم اللہ خان کا کڑ:** شکر یہ جناب اسپیکر کہ آپ نے مجھے جسٹ کے حوالے سے بات کرنے کا موقع دیا جناب والا جسٹ اعداد و شمار کا ایک ایسا گوشوارہ ہوتا ہے جس میں پورے ایک سال کے لئے آپ کے متوقع اخراجات اور متوقع آمدنی کے تخمینے لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان اعداد و شمار کے ساتھ جسٹ کسی وقت کسی بھی اینٹی خواہ وہ مرکزی یا صوبائی حکومت ہو کہ اقتصادی پالیسیوں اور ترجیحات کا مظہر اور عکاس ہوتا ہے کسی بھی جسٹ کا اگر آپ تجزیہ کرتے ہیں جو اقتصادی کریٹیریا پلائی ہوتی ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ کیا یہ جسٹ متوازن ہے یا نہیں آمدنی اور اخراجات میں اگر فرق ہو تو جسٹ غیر متوازن ہے یا نہیں آمدنی اور اخراجات میں اگر فرق ہو تو جسٹ

غیر متوازن کہلاتا ہے اگر ہم اپنے وسائل سے زیادہ اخراجات کرینگے تو ہم خسارے میں رہیں گے اور یہ خسارے کا بٹ ہوگا آپ جناب اسپیکر ہمارے اس ملک میں سب سے بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ مرکزی اور صوبائی سطح پر آج تک ہم ایک ایسا بٹ نہیں دے سکے جو سرپلس ہو ہم نے ہمیشہ اپنے جو ہمارے آمدن ہوتی ہے ان سے ہمارے اخراجات زائد ہوتے ہیں ان زائد اخراجات کو پورا کرنے کے لئے پھر ہم قرض کے سارے چلتے آرہے ہیں پچھلے پچاس سال سے اگر آپ دیکھیں اس ملک میں یہی روز چلا آرہا ہے کہ ہمیشہ ہمارے آمدن سے ہمارے اخراجات زیادہ ہوئے ہیں جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہمارے یہ جو فاقہ مستی کی رنگ ہے موجود ہے آپ دیکھ رہے ہیں آج ہمارا یہ ملک پاکستان تقریباً ۲۲ گھرب روپے کا مقروض ہیں جو ہمارے بٹ سے چار سو گنا اضافہ ہے اور ہم مزید اس پوزیشن میں پہنچیں ہم قرض اتارنے کے لئے قرض کا سود یا انٹرسٹ اتارنے کے لئے ہم مزید قرضے سخت شرائط پر اور زیادہ مارک اپ سے لے رہے ہیں یہ اس ملک کا پورے ملک کا وہ ہے اور ایک غالب کا شعر ہے (جو نئی ہم آگے بڑھ رہے ہیں مریض عشق پے رحمت خدا کی مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی) مطلب وقت گزرتا ہے ہمارے قرض میں اضافہ ہو رہا ہے ہماری جو آمدن ہے وہ کم ہو رہی ہے اور ہم یہ جو Wish yes circle ہے جو ٹریپ ہے اس میں ہم اس طرح پے ہوئے ہیں کہ اب اس سے ہم نکل نہیں پارے ہیں ہماری اقتصادی پالیسیاں جو ہوتی ہیں وہ ایجنٹک نیشنلٹی کی حقائق پر سمجھی جانی نہیں رہی ہیں اور نہ کبھی ان کی اس پر استوار کیا گیا ہے بلکہ ہمیشہ پولیٹیکل ایڈیسی پر ہم لوگ اس کھ معیار بنا لیتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارا ملک آج جن کرائس سے ایجنٹک کرائس کا جو ہمیں سامنا ہے اس سے اور روز روز اس میں جو اضافہ ہو رہا ہے اس کے حل کے لئے آج بھی حقیقت پسندی پر آنے سے ہم ہچکچاتے ہیں اور ایک آسان طریقہ ہم نے کہ اور قرض اور قرض لو جیسا ہمارے بلوچستان میں ایک کنواں ہے اور ہمارے ایوان کے ایک معزز اور سینئر رکن رحیم مندوخیل صاحب نے جہاں تک اشارہ کیا کہ ڈیمنٹ والا ایک سلسلہ چلا ہے جس پے بات ہوتی ہے ہمارے پورے ملک کے ساتھ جو ہے وہ ڈیمنٹ والا سلسلہ چل رہا ہے کہ اب جو ہم قرض اتارنے کے لئے ہر روز نئے نئے قرض لے رہے

ہیں۔ آہستہ آہستہ ہمیں اپنا تمام ملک کے مختلف اجاڑے جو ہیں ان کو پرائیویٹائز کرنے کی صورت میں فروخت کرنے کی طرف جارہے ہیں یہ تو مرکزی حکومت کے حوالے سے یعنی پاکستان کے حوالے سے ہماری یہ بات ہوئی ہے جناب اسپیکر جہاں تک آپ اندازہ لگائیں کہ ایک وفاقی ملک ہوتے ہوئے بھی یہاں جھٹ بناتے ہوئے کبھی وفاقی وحدتوں کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ان کی رائے نہیں لی گئی بلکہ ان پر سب چیزیں جو ہیں وہ Impose کی گئی ہیں اور ایک جو یہاں پر شروع سے کیا جا رہا ہے کہ مضبوط مرکز مضبوط ملک ہیں یک Dubious پوزیشن ہے کہ مرکز مضبوط ہوگا تو ملک مضبوط ہوگا اس کا ہم یہ خمیازہ بھگت رہے ہیں کہ ہم اپنے وفاقی یونٹوں کو اعتماد میں نہیں لیا۔ آپ اندازہ لگائیں اس ملک میں جو بھی جھٹ بناتا ہے یا وسائل کی تقسیم کے لئے این ایف سی ایوارڈ کے تحت کہ پانچ سال کے لئے ملک کے تمام وسائل کی تقسیم وفاق اور وفاقی وحدتوں میں این ایف سی ایوارڈ کے تحت کہ پانچ سال کے لئے ملک کے تمام وسائل کی تقسیم وفاق اور وفاقی وحدتوں میں این ایف سی ایوارڈ کے تحت ہوتی ہیں ہمارا یہ این ایف سی ایوارڈ ایک Interim Government غیر منتخب لوگوں کو بلا کر ان کو بیٹھا کر ان کے ذریعے جو ڈیویژنل پبل پول ہمارے شیئرز کا تعین ہوا ہے وہ ایک غیر منتخب تین مہینے کے لئے آئے ہوئے لوگوں کا جس میں ایک ہندے کو باہر امریکہ سے بلا کر یہاں بیٹھایا اور اس کے تحت بیٹھ کر یہ فارمولہ جو طے کیا گیا ہے وہ کس طریقے سے اس ملک کے عوام یا مکمل کے جو مختلف وحدت ہیں ان کو یعنی کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ یہ فارمولہ طے کریں یہ ہمارے ملک کا سب سے بڑی ٹریجنڈی رہا ہے ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ جو ہمارے یہاں صوبائی فنانس میں پیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بہت سی چیزوں کی طرف توجہ نہیں دی مثلاً یہ ہمارے فارن پرائیویٹائزیشن میں مختلف اس میں کروڑوں روپے پانچ پانچ سال تک پڑے رہتے ہیں فنانس ڈویژن مرکز نے ایک وہ کیا ہے کہ یہ پیسے نیشنل بینک آف پاکستان میں پڑے رہیں گے پانچ سال تک ہمارے صرف ایجوکیشن اس کے ہر وقت ہمارے ساڑھے پانچ کروڑ روپے نیشنل بینک کے پاس پڑے رہتے ہیں جس پر ہمیں کوئی مارک اپ نہیں مل رہا لیکن اسٹیٹ بینک سے اگر ہم ایک ہفتے کے لئے ملازمین کی تنخواہوں کے لئے پیسے سلیتے ہیں تو ایک ہفتے کے لئے

بھی اس پر مارک اپ ڈال دیتے ہیں اور یہ غریب صوبہ اس سال صرف اسٹیٹ بینک کو سود کی صورت میں کوئی ۵۶ کروڑ روپے دے چکا ہے جو میں سمجھتا ہوں بلوچستان جیسا غریب صوبے کے لئے یہ ایک بہت بالیہ ہے کہ ہم نے ۵۶ کروڑ روپے صرف اسٹیٹ بینک کو سود کے بدلے دیئے اور جو تنخواہوں کے لئے ہم مجبور ہوتے ہیں اور یہاں جو سب سے زیادہ کہا جاتا ہے کہ ہم بڑھا چڑھا کر فیچر زدیتے ہیں بلوچستان کے وسائل گیس کے اپنے ہیں لیکن اختیار میں مرکز کے ہونے کی وجہ سے ہمارے بجٹ کا نوے فیصد ہم مرکز پر دار و مدار کرتے ہیں مرکز ہمیں جو فیچر دیتی ہے پچھلے سال کا آپ لے لیں ہمیں انہوں نے جو فیچر دیا جو پرائیویٹس دی ہم نے اسمبلی میں سترہ ارب روپے سے کچھ اضافی کا بجٹ پیش کیا یہ اسمبلی ہے بلوچستان کے پورے صوبے کی عوام کی نمائندگی کرتی ہے ہم نے مرکزی این ایف سی ایوارڈ کے تحت جو ہمیں رقوم مل رہی تھی ہم نے یہاں سترہ ارب روپے کا بجٹ پیش کر دیا اور بلوچستان کے عوام کو اپنی ترجیحات بھی بتائی کہ ہم یہ کس طرح کریں گے لیکن وہ جو ہمیں فیچر زدیتے گئے وہ جو ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا پہلے دو ارب روپے کا کٹ آیا ۵ ارب روپے پر ہمارا بجٹ آیا اس کے بعد پھر دو ارب روپے کا کٹ آیا تیرا ارب روپے پر صیہ بجٹ آیا آج پوزیشن یہ ہے کہ عملاً یہ سال ختم ہو رہا ہے ہمیں کوئی ۹ ارب ۳۵ کروڑ روپے ملے ہیں آپاندازہ لگائیں بجٹ جب آپ بناتے ہیں ایک گھر کا بجٹ لے لیں میرے کسی دوست نے کہا کہ آپ اس کو کہیں کہ آپ کو سال میں ۶۰ ہزار روپے ملیں ماہانہ ۵ ہزار ملیں اس میں جو روزمرہ کے اخراجات کتنے کرنے ہیں کتنا چا کر میں نے بچے کی تعلیم کے لئے یا اس کے لئے جب آپ ۶۰ ہزار سے اس کو ۲۰ ہزار پر لائیں تو اس کا بجٹ یقینی طور پر وہ ہو گا اور پھر ماہانہ پیسے دینے کی جائے جب چھ چھ مہینے آپ قطلان کو نہیں دیں گے چھ مہینے جب اس کو پیسہ نہیں ملے گا اور کس طرح اپنے اخراجات کو پورا کرے گا اور اس اخراجات کے لئے اگر وہ قرض لیتا ہے اور وہ قرض سود پر لیتا ہے تو یہ ایک یقینی بات ہے کہ آپ کے بجٹ کا جو Concept ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مرکز کے حوالے سے ہمیں جو اعداد و شمار یا جو بجٹ ملت ہے ٹریڈنگل میں آتا ہے وہ پرویکٹڈ نہیں ہوتی ہے وہ حبیب جالب کا شعر ہے کہ اس کھلی جھوٹ کو ذہن کی لوٹ کو میں

نہیں مانتا میں نہیں جانتا“ یہ ہمارے سب دوستوں کو پتہ ہے کہ مرکز ہمارے ساتھ یعنی آپ  
 اندازہ لگائیں آٹھ مہینے مسلسل ہمیں گیس رائلٹی نہیں ملی ہمیں ہر سال جو ایک ارب دس کروڑ  
 روپے ہر مہینے ملتا تھا تین مہینے ہمیں مسلسل ایک روپیہ نہیں ملا اس کی وجہ سے اسٹیٹ بینک سے وہ  
 بھی لینے کی وجہ سے تین مہینے میں ۲۸ کروڑ روپے کے ہم کتنے وائر سپلائی اسکیم بنا سکتے تھے کتنے  
 ہسپتالوں کے حالت بہتر بنا سکتے تھے کتنے اسکولوں کی حالت بہتر بنا سکتے تھے وہ جو مفت میں صرف  
 ہمیں وہ قسطیں جو ہیں وہ ماہوار انہوں نے نہیں دی ایک تو سرے سے بجٹ پر جتنا کٹ لگایا آئین  
 میں جو چیز پروویڈ کیڈ ہے سٹیٹ ٹرانسفرز کے حوالے سے آئین پاکستان کے تحت جو ہمارے حقوق  
 پروویڈ کیڈ ہیں جو ان پر ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہمیں وہ حق بھی نہیں دیا جب ہر وہ ایفو کرتے ہیں  
 ہمیں وہ حق نہیں دیا گیا اس کی وجہ سے یہ ہمارے دوستوں نے یہاں پر جتنے بھی اعتراضات  
 اٹھائے ہمارا جو ترقیاتی کام نہیں ہوئے ہیں اس میں ایک حد تک سب کے سب حقیقت پر تھے اس  
 لئے کہ ہمیں سال کے آٹھ مہینے میں کوئی پیسہ ملا ہی نہیں بلوچستان میں تین مہینے سلیک سیزن  
 ہوتا ہے جس میں آپ کام نہیں کر سکتے جب ۱۲ مہینے کا بجٹ آپ کو دو مہینے پہلے ملے دس مہینے آپ  
 کو کچھ نہ ملے دو مہینے میں آپ کیا کریں گے وہ پوسہ لگا کر وہ ٹینڈر کر کے وہاں کام شروع ہو جائے  
 ہو ان ۳۰ جون پہنچ جائے ایک مالی سال آپ کا گزرتا ہے یہ سب چیزوں کو ہمارے دوست سمجھتے  
 ہیں آپ اندازہ لگائیں پورے صوبے کو ۷ ارب روپے کی بجائے جو آخر میں ۱۳ ارب کی ہوئی ۹  
 ارب ۴۶ کروڑ روپے پر ابھی تک ہم نے چلایا ہے تو ۹ ارب ۴۶ کروڑ روپے پر عیاشیاں کیا ہوئی  
 ہو گئی محل کیا تعمیر ہوئے ہو گئے یہاں پر جو بھی سوال آتے ہیں ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۸ء تک کوئی  
 نہیں سوچتا کہ ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۸ء تک آپ کس حوالے سے وہ کرتے ہیں ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۶ء تک جو  
 لوگ گزرے ہیں جس طریقے سے یہاں رپ پیسہ آیا جس طریقے سے وہ پیسے خرچ ہوئے جو  
 اسکول بنے جو ہسپتال بنے جن کو نہیں دیئے وہ سوال ہمارے پاس آج حیثیت حکومت ہم اس کے  
 جوابدہ ہوتے ہیں آپ دیکھیں ذرا انہوں نے ضمنی جو بجٹ پیش کئے ہیں اس وقت آپ اندازہ  
 لگائیں ۱۲ کروڑ روپے صرف ضمنی جو مطالبات زر کئے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں، وہ خود اس سے

اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس حالات میں ہم نے یہ گزارا کیا آدھے بجٹ سے گزارا کیا اور اس میں بھی ہمارے ضمنی مطالبات زر صرف ۱۲ کروڑ روپے کے تھے ہم نے کوئی وہ نہیں کیا ہمارے صوبے کا لور پاکستان کے باقی صوبوں کا سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ ایک تو بد قسمتی سے یہاں جو منتشر مینڈیٹ آجاتا ہے دو دو ایک ایک تین تین چار چار مختلف میں باقی صوبوں میں دو ساتین اپریٹیاں ہوتی ہیں یہاں پر ماشاء اللہ ہریاک کو کچھ نہ کچھ ملتا ہے لیکن آپ صوبہ سرحد کو دیکھیں جب صوبہ سرحد کا مفاد آجاتا ہے تو ان کی جماعتی و انسجیال اور سیاسی و انسجیال ختم ہو جاتی ہیں وہ اپنے صوبے کے مفاد کے لئے ایک ہو جاتے ہیں سندھ میں وہ ایک ہو جاتے ہیں بلوچستان میں بد قسمتی یہ رہی ہے اصول تو یہ ہوتا ہے کہ جو شخص جس سیاسی پارٹی میں جاتا ہے اس کو اپنے علاقے اپنے عوام کے مفادات کو مد نظر رکھ کر وہاں جانا ہوتا ہے یہاں اس سے بالکل برعکس ہے آپ کو جناب والا پتہ ہے یہاں پی پی ایل کے شیئر خریدنے کے لئے ابھی میرا ایک دوست جو یہاں نہیں بیٹھا ہے ہم نے قرارداد پیش کی اس نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا اب بھی گیس کی وہ بات کر رہا تھا لیکن صرف اپنے جماعت کے حوالے سے مخالف جماعت کو اکوٹ پوزیشن میں ڈالنے کے لئے اس نے اس اہم قرارداد پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا جسے بلوچستان کا مفاد واسطہ تھا ہمیں یہ چیزیں جو ہیں سرکاری ملازمین کی طرف ہم آتے ہیں اس میں کوئی وہ نہیں ہے ہم کہتے ہیں اس کو ل نہیں کھلے ہیں ہسپتال نہیں کھلے ہیں ہل ایک موقف پر ٹھہرانا چاہئے ان استادوں کو نکالا گیا جنہوں نے تنخواہیں لیتے وقت انہوں نے اپنے بل پر انگوٹھا لگایا تھا۔

ان کرپٹ لوگوں کا کسی طرح سے دفاع نہیں کرنا چاہئے۔ جو یہاں مریضوں کی دوائیاں بیچ کر لاکھوں روپے اپنی جیب میں ڈالتے ہیں چمن ہاؤسنگ مں بیٹھے بناتے ہیں کسی سیاسی جماعت کو دو لاکھ روپے چندہ دے کر قوم پرست بھی ہو جاتے ہیں اس کے مفادات بھی محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس نے قوم کے غریب بچوں نے لاکھوں روپے کھائے جاتے ہیں۔ ان کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ تو پھر ہمیں یہ بھی بولڈنس ہونا چاہئے کہ جو چور ہے جو بددیانت ہے جو کرپٹ ہے اس کا کوئی سیاسی نظریہ نہیں ہے۔ اس کا کوئی قوم نہیں ہے۔ اس کی کوئی سیاسی و انسجی نہیں ہے ہم ان کے فیور

نہیں کریں گے چور ہم میں سے نہیں ہیں کرپٹ ہم میں سے نہ ہونے چاہئے پچھر ہو چاہے ڈاکٹر  
 ہو، چاہے انجینئر ہو لیکن یہاں کچھ اور دیکھا گیا ہے کہ لوٹے جہاں بیٹھے ہوں۔ میری پارٹی کو اتنا  
 چندہ دو۔ ہمیں اتنا چندہ دو تو اس کا تحفظ کریں گے اس کے جوہر دینا ہی ہیں اس کا تحفظ کریں گے  
 ہمارے دوستوں کو اس چیز کو سنجیدگی سے لینا چاہئے اگر واقعی ہم چاہتے ہیں کہ ہم یہاں پر ایک  
 اصلاح کریں اور دوسری جو مرکز کے حوالے سے اہم مسئلہ ہے آج ہمارا صوبہ تیس ارب روپے کا  
 مرکز کا مقروض ہے۔ جس کے ہمیں لدا سنگی کرنی پڑتی ہے۔ ڈھائی ارب روپے ہمارے سالانہ  
 جاتے ہیں اور جس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس میں سود آ رہا ہے ہمیں اس کے مقابلے میں یہ  
 موقف لینا چاہتے جو آج تک سوئی گیس کی مد میں کام ہو اس میں باتوں کی حد تک نہیں۔ حکومت  
 پاکستان وفاق پاکستان کو جو گیس کے حوالے سے یہاں ترقیاتی کام ہوئے ہیں۔ گیس ڈسٹری بیوٹن  
 ہوئی ہے آئرن نے ہیں نئے ویلز یڈیولپ ہوئے ہیں بلوچستان کے پیسے سے ناکا تخمینہ آٹھ سو ارب  
 روپے لگایا گیا ہے۔ یعنی آٹھ کھرب روپے اس ملک کو یہ غریب صوبہ دے چکا ہے۔ کیا ہمارے  
 یہ تیس ارب روپے ہمیں دے چکے ہیں کیا وہ اس کے مقابلے میں ایڈجسٹ نہیں کر سکتے۔ محلی  
 کے مد میں ہم سے پیسٹھ کروڑ روپے کاٹے جاتے ہیں افسوس ہوتا ہے۔ ہمارے گیس کی جو  
 سبڈیز ہوئی ہے گیس ہماری ہے اس پر سبڈیز دینا یہ حکومت بلوچستان کا حق ہونا چاہئے تھا۔  
 صرف فریلائیزر ہیں ہم چھ ارب روپے گیس سبڈیز کر کے دے رہے ہیں۔ ایک سو تیس روپے  
 کی جائے بائیس روپے پر کیو بک فٹ ہوتا ہے بائیس روپے میں ہم دیتا ہے جن چیزوں پر گیس  
 سبڈیز ہے ان میں ہم سالانہ دس ارب روپے کی سبڈیز دیتے ہیں۔ تو جب ہم ان کو اتنا  
 سبڈیز ایئر کر رہے ہیں تو کیا وہ پیسٹھ کروڑ روپے محلی کے جو ہر جگہ جا کر کہتے ہیں کہ بلوچستان کے  
 لوگ نادہندہ ہیں بلوچستان کے لوگ واپڈا کے نادہندہ ہیں۔ ہمارے جو نادہندہ ہیں ان کے لئے  
 بھی کوئی بات ہونی چاہئے۔ وہ ہمارے مقروض ہیں ان سے ہمیں کون دلائے گا یہ سب کچھ اس  
 وقت ہو سکتا ہے جب ہم مسئلہ تیار کرتے ہیں جناب اسپیکر آپ کے علم میں ہے آپ بھی حصہ  
 لیتے رہتے ہیں جب بھی بلوچستان کے لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم بلوچستان کے حقوق کے

لئے ہر قدم اٹھانا چاہئے constitutional struggle ہو تو وہ ایساں پر ایک عدم استحکام پیدا کر دیتے ہیں۔ ایک دم وہاں پر بہت لوگ approach کر لیتے ہیں۔ اس قسم کا عدم استحکام پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ اس موقف کو متھد ہو کر آگے نہیں لے جاسکتے۔ جب ہم بلوچستان کی خوشحالی کی بات کرتے ہیں اس سرزمین کی خوشحالی کی بات کرتے ہیں۔ تو پھر کم از کم حقوق کی جدوجہد کے دوران پھر یہ عدم استحکام کی فضا نہیں پیدا کرنی چہائے اور عدم استحکام سے کیا ہوتا ہے پورا ہمارا ادارہ بیورو کریسی پر ہو جاتا ہے۔ بیورو کریسی اس دوران بالکل آزاد ہو جاتی ہے۔ کہ پولیٹیکل unstability ہے پتہ نہیں کل یہ حکومت رہے یا نہ رہے۔ ان کی حکومت آرہی ہے اس دوران ان کو مکمل چھوٹ مل جاتی ہے۔ ہمارے تمام جٹ پروگرام بیورو کریسی پر ڈیپنڈ کرتے ہیں۔ بالواسطہ آپ دیکھیں جب جیہاں پر دو تین مرحلے یاں پر آئے جو جدوجہد کے حوالے سے یا بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے لڑنے کے موقع تھا تو یہاں ایسے حالات پیدا کئے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ توجہ وہاں سے ہٹا لیتے ہیں جو وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں پر نواز شریف کہہ دیتے ہیں کہ بلوچستان سے زرعی ٹیکس پنجاب کی سطح پر وصول کرو۔ ہم نے کہا خدا کے لئے جب آپ ایک فیصلہ کرتے ہیں تو اپنے جغرافیہ کو بھی دیکھا کریں کہ بلوچستان میں ایک کیوسک فٹ پانی ٹیوب ویل کے ذریعے پانی لینے سے تیرہ سو پھنتر روپے خرچ ہوتے ہیں۔ چھیتر روپے یا تیرہ سو پھنتر روپے میں کتنا فرق ہے۔ ٹیکس کی یہ نسبت رکھیں ان کے لئے ہر سو میل پر دو سو میل پر منڈی ہے۔ فارم ٹومارکیٹ روڈ ہے۔ ہمیں اسلام آباد یا لاہور گیا رہ سو میل جانا پڑتا ہے۔ اور ہمارے پاس فارم ٹومارکیٹ روڈ کا کوئی تصور نہیں ہے جب آپ ایک چیز ایک خاص علاقے پر لاگو کرتے ہیں تو اس کا نقشہ یا حالات کو بھی مد نظر کرہیں۔ جو بلوچستان کا زمندار بلوچستان کا زرعی شعبہ کنب حلات سے دوچار ہے اور کس طرح سے زراعت کو بڑھا رہا ہے یا اس کی زرعی پروڈکٹ ہے ان پر سان پٹس کیا آتی ہے وہاں پر ایک ایکڑ زمین آباد کرنے وہاں پر جلی کے اس پر پانی کے دیگر اخراجات ہے اور یہاں ہر تیسرے دن جلی کا موٹر جل جائے اور یہ فلچویشن ہے آپ ان پٹ کے سامنے رکھ کر پھر ایک تجزیہ کریں۔ جو پنجاب میں بیٹھے ہوئے کہہ دیتے ہیں

کہ پنجاب کی سطح پر ان سے ٹیکس لیا جائے۔ ہمیں اس چیز کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے ہمیں اس حوالے سے اس جٹ کو اب بھی بہتر جٹ ہے جبکہ ہمارے پاس اب وسائل بھی نہیں ہیں۔ مرکز نے جو ہمیں کوٹھمنٹ دی ہے اگر وہ protected ہوں جو اس سال انہوں نے ہمارے ساتھ کوٹھمنٹ کیا ہے جیسے ہمارے دوست نے کہا سو ارب روپے کہاں گئے؟

اسکے لئے ہم نے باقاعدہ وزیراعظم، صدر سے لڑ رہے ہیں کہ ہمیں سولہ ارب روپے کے بجائے نو ارب پینتالیس کروڑ روپے ملے ہیں باقی پیسے ہمیں ملے ہی نہیں ہیں جو آئینی طور پر ہمیں ملنے چاہئے تھے ہم یہ کہتے ہیں کہ مرکز جو کوٹھمنٹ کرے ہمارے نوے فی صد جٹ کو پروویڈنٹ بنانے کے لئے اگر یہی رقم یہ جو پروویڈنٹ کی گئی ہے اگر اسکا پروویڈنٹ ہو تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ ۹۹-۱۹۹۸ء میں بلوچستان میں تبدیلی کے اثرات آئیں گے۔ بلوچستان کے ہر فرد کو تبدیلی کا احساس دلائیں گے۔ لیکن وہ رقم بھی تو پروویڈنٹ نہیں ہے۔ کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارا اندازہ تھا۔ انہوں نے بعد میں کہہ دیا کہ نہیں ہو سکا۔ جو ہم بعد میں ہم آپ کو قسط دیں گے وہ روینیو collection سے جڑی ہوئی ہوگی۔ یہ نہیں ہوگا جو ہم نے وعدہ کیا ہے وہ پیسہ آپ کو ملیں گے پچھلے سالوں میں انہوں نے کٹ لگایا۔ اس لئے جو ان کے تخمینے تھے ان سے چھپن ارب روپے کم collection ہوئی۔ جس کا ہمارے رحیم صاحب این ایف سی ایوارڈ میں بیٹھے ہوئے تھے وہاں نشان دہی کی گئی۔ کیا آپ نے جو انداز سے دیئے ہیں اس کے مطابق collec- tion نہیں ہوئی ہے۔ اس کی نذر بلوچستان پر گرے۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ صاحب اختصار سے کام لیجئے۔

بسم اللہ خان کا کڑ (وزیر): میں اختصار سے کام لوں گا جو ہمارے ساتھ commit- ted figures ہے این ایف سی ایوارڈ کے ساتھ اگر اس کو پابندی سے چلایا جائے اس آپ کو یقین دلاتا ہوں بہت سے کٹ یہاں پر کئے ہوئے ہیں لیکن کچھ چیزوں کے بارے میں یہ سچہ کہو نہ کہ ہم نے بہت سے کٹ لگائے ہیں اپنے پر بھی لگائے ہیں ہمارے پاس وہ گاڑیوں کا کارواں

جو پہلے لوگ لے کر کے پھرتے تھے وہ نہیں ہے کلیئر کٹ میں نے کئی بار کہا ہے بس  
 منسٹر S and G.A.A ہوں گاڑیاں میرے پاس ہیں آج آپ بھی کنفرم کروا سکتے ہیں کہ  
 میرے اپنے بیٹے آج بھی نوار کلی سے تعمیر نو کالج تک لوکل بس میں آتے ہیں یہ میرا مسئلہ بننا ہے  
 عیثیت منسٹر S and G.A.D کہ میں گاڑی اپنے گھر کے لئے اپنے بیٹوں کے لئے رکھتا ہوں  
 میری سچی کالج میں پڑھتی ہے کالج کے ہاسٹل میں رہتی ہے ہم اپنے طور سے تو سب کچھ کریں گے  
 لیکن وہ جو مرکز ہمارے حوالے سے وہ کرتا ہے یہ کچھ باتیں اس میں لکھی گئی ہیں جس کا اس میں ہم  
 نے اس دن احساس دلایا کہ آپ جب اور ٹائم کروا بیٹھے رووہ اور ٹائم کا پیسہ دینا ان کا-constitu  
 tional حق بننا ہے آپ ان کو نہیں کاٹ سکتے چھوٹے ملازموں کے جو تھوڑے بہت بلوچستان  
 اسمبلی میں بونس دینا ہوتا تھا یہ میرے خیال میں فیصلہ ہوا ہے اس پر ہمیں وہ نہیں کرنا چاہئے آخر  
 میں ایک بات کرونگا وہ ہمارے امیر زمان سینئر منسٹر یہاں نہیں ہے اے ڈی پی اور پی ایس ڈی پی کو  
 دیکھ کر یہاں مختلف لوگوں نے اپنے حلقے کے حوالے سے بات کی مجھے آج یہاں یہ احساس ہوا کہ  
 جہاں مرکز سے ہمیں گلہ ہے کہ وہ جھٹ بناتے وقت بلوچستان ان کے جغرافیے سے نکل جاتا ہے  
 یہاں اے ڈی پی اور پی ایس ڈی پی کو دیکھ کے مجھے اندازہ ہوا کہ ہمارے دوستوں کو یہ شاید پتہ ہی  
 نہیں تھا کہ قلعہ عبداللہ ڈسٹرک کے نام سے بھی یہاں پہ بھی کوئی ضلع موجود ہے اور وہ انتہائی  
 مختلف حوالوں سے انتہائی اہمیت کا ضلع ہے جہاں کے انتہائی محنت کش لوگ ہے آدھا حصہ وہاں  
 ہے جہاں پہ صرف محنت مزدوری کر کے لوگ گزارا کرتے ہیں وہاں پینے کا پانی نہیں ہے اور آدھا  
 حصہ ایگریکلچر حوالے سے نسبتاً پورے بلوچستان میں سب سے بلوچستان میں سب سے زیادہ  
 ایگریکلچر اور پٹ دینے والا وہ ہے لیکن اے ڈی پی اور پی ایس ڈی پی کے حوالے سے اس ضلع کا  
 مطلب ان کے ذہن سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بلوچستان میں جسے اس نام کا ضلع موجود نہ ہو  
 ہمیں یہ اعتراض بھی نہیں ہے میں گورنمنٹ سے صرف یہ بات کہونگا اگر وہاں ترقیاتی کام نہیں  
 ہو سکتے ہیں تو اس ضلع کو رکھنے کے بجائے اس کو ضلع پیشین کا حصہ ظاہر کرتے تاکہ وہ کم از کم غیر  
 ترقیاتی اخراجات سے توجہ جائے ترقیاتی کام بے شک آپ نہ کریں لیکن ضلع کے نام سے جو-Ad

Administrative وہ تنخواہیں لے رہے ہیں وہ قلعہ عبد اللہ سے پشین میں شامل کر دو اور اگر بطور

ضلع رکھنا ہے تو پھر اس کے لئے کچھ کرو جناب اسپیکر میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں

جناب اسپیکر: بہت مہربانی جی مولانا عبد الواسع نہیں ہے غیر حاضر ہے میں یاہں یہ عرض کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنے بھٹ پر پرسوں عٹ شروع کی تھی تو روایات کے مطابق عٹ کا آغاز حزب اختلاف کے بھڑے سے ہوتا ہے اس دن میں نے عبدالرحیم خان مندوخیل کو opening speech کے لئے کہا تھا کہ وہ حزب اختلاف سے پیش کریں اور میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ کی باری آئے گی تو آپ کو speech کا موقع دیا جائے گا تو میں ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا اب میں آپ کی اجازت سے عبدالرحیم خان مندوخیل سے گزارش کرونگا کہ آپ اپنی عٹ کا آغاز کریں جی میں نے کہہ دیا میں نے عرض کر دیا سارے ہاؤس کو اس دن میرے وزیر اعلیٰ صاحب سے بات ہوئی تھی آپ سے اس دن بات ہوئی تھی جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اسپیکر آپ نے موقع دیا کہ یہ ۹۸ اور ۹۹ کے

بھٹ کے بارے میں مجموعی عٹ میں حصہ لینے کے لئے مجھے خصوصی حوالے سے دیا کہ چونکہ پرسوں اصل میں میرے باری آج یا کل گزرا ہوا کل میں اپنے معروضات پیش کرتا لیکن چونکہ مجھے اہداء میں کہا گیا اس لئے ہو سکتا تھا کہ میں کچھ چیزوں پر اپنی طرف سے روشنی نہ ڈال سکوں تو آپ نے اس پر خصوصی موقع دیا میں آپ کا مشکور ہوں ہاؤس کا مشکور ہوں جناب والا اصل میں عٹ ایک تو آمد اور خرچ کا لیکن اس میں ایک بنیادی بات ایک اس صوبے کے چلانے کے پالیسیوں کی ہوتی ہیں کہ یعنی عٹ میں پالیسیاں کیا رکھی جاتی ہیں اس کے مطابق مقرر ہوتی ہے اور پھر اس عٹ پر عمل درآمد کے مسئلہ ہوتا ہے یعنی پچھلے سال کے عٹ میں ایک پہلو جب فیڈرل سائیڈ کے لئے ہے یا آئریبل ممبر نے کہہ دیا کہ فیڈرل سائیڈ پر جو ہمارے حقوق ہیں اس کے بارے میں میرے خیال سے میں یہ دعویٰ کر سکوں گا کہ ہم نے ہمیشہ صوبے کے مفادات

کے حوالے سے خاص صوبے کے آئینی قانونی حقوق ہو، اخلاقی حقوق ہو روایتی حقوق ہو ہم نے ہمیشہ کوئی بھی یعنی عذر درخور اعتنا نہیں سمجھا اور گورنمنٹ کو باقاعدہ ہم نے کسی بھی گورنمنٹ اور پھر اس وقت جو گورنمنٹ تھی اس کو باقاعدہ ہم نے سپورٹ کیا این ایف سی ایوارڈ میں ہمارا مطالبہ تھا اب بھی ہمارا مطالبہ ہے این ایف سی ایوارڈ پر اس جٹ میں جو کچھ یہ باتیں یہاں وزیر خزانہ صاحب نے فرمائی این ایف سی ایوارڈ میں وہ خاموش ہو گئے یعنی دو سال ہو گئے ایک سال گزر گیا ہے اور وہ خود کہتے ہیں کہ این ایف سی ایوارڈ میں جو رقم دی گئی تھی آئینی طور پر تھی اس میں بھی دو ارب نہیں دیئے گئے لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں کہ این ایف سی ایوارڈ کا جو فارمولہ ہے اور گیس کے چارجز کا دونوں جو ہے ہمارا اعتراض ہے این ایف سی ایوارڈ کے بارے میں جو کمیٹی تھی وزیر اعلیٰ صاحب نے بنائی تھی لیکن اس پر گورنمنٹ خاموش ہو گئی ہے اور اب بھی یہ معلوم نہیں کہ گورنمنٹ کب اس مسئلے کو کہاں اٹھائے گی اس کے ساتھ یہ جو مختلف ابھی بیچ سالہ منصوبہ ہے لیکن بیچ سالہ منصوبہ جناب والا اس کے تیار کرنے کے بارے میں بھی ہم نے تجاویز دھ دیں اور باقاعدہ گورنمنٹ کو کہا اس کو سپورٹ کریں گے کہ اسلام آباد میں فیڈرل گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے صوبے کے جو حقوق ہیں اس کے بارے میں واضح کرتے ہیں ہم بالکل سپورٹ کریں گے کسی پارٹی کو خواہ وہ حکومت ہو یا اپوزیشن ہو۔

۲۔ ذمہ داری ہمسستی ہے حکومت کی کہ وہ علاقوں کے ڈیولپمنٹ میں انصاف سے اپنا رول پلے کرے اور یہی جب رول پلے ہو گا یہ مجموعی طور پر صوبے کا فائدہ ہے۔ جناب والا یہاں بات کٹ موسن کی کی تھی ویسے بھی میں نے بات کٹ موسن پر بھی کرنی ہے۔ یہاں مسئلہ پر نیسل کا ہوتا ہے۔ یعنی پولیس کے بارے میں ہم نے کٹوتی پیش کی تھی۔ ہم ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ پولیس پر اتنے کروڑوں روپے ان پر خرچ ہوں۔ لیکن جرائم زیادہ ہوں اگر کسی نے پوچھنا ہے۔ دیکھنا ہے تو میں بتا سکتا ہوں۔ کہ باقاعدہ جرائم جو ہیں بڑھ رہے ہیں۔ ہم پولیس کو کس لئے رکھتے ہیں کیا ہم اپنے عوام کو لوٹنے کے لئے رکھتے ہیں۔ تنخواہ دیتے ہیں یا ہم پانے عوام کی حفاظت کے لئے جناب والا۔ میں ایک سادہ فیچر پیش کرتا ہوں جو پولیس کی مجموعی کارکردگی ہے جناب والا ۶۶ء

میں motor vehicle snatching میں تھے اور ۷۹ میں ۵۱ ہیں۔ یعنی انہوں نے ڈیوٹی کی کیا وہ اس کے حق دار بن سکتے ہیں ان کو یہ تنخواہ دی جائے۔ اور ان پر یہ خرچہ ہو۔ موٹر وہیکل ۲۶ تھے اور ۹۶ء میں ۶۲ ہیں۔ ۹۶ میں motor cycle snatching ۹۹ ہے اور ۷۹ میں زیادہ اسی طرح موٹر سائیکل برگرے۔ بشمول موٹر وہیکل۔ اب اس کے بارے میں یہاں صوبہ کا جب بحث پیش ہوتا ہے۔ کٹ موشن دی ہے یا کٹ موشن وہ ہے جو پالیسی پر ہے اس میں تمام رقم کو کاٹا جاتا ہے اور ایک روپیہ رکھا جاتا ہے وہ اصل میں اس پالیسی کے dis approval کے لئے ہوتا ہے کہ آپ یہ پالیسی آپ ٹھیک کریں اور تبدیل کریں ایک وہ ہے جب وہ کام نہیں کرتے ہیں اور آپ کی grevinances ہیں اس میں سو روپے کے کٹ رکھتے ہیں کہ اس میں آپ کا grevinance ظاہر ہو اور ایک ہے اکانومی کٹ اور ایک ہے ٹوکن اس حوالے سے ہم کہتے ہیں کہ امن وامان کے لئے پیسے دو لیکن امن وامان کے پیسے جائز ہوں پولیس کو یہ ثابت کرنا پڑے گا یہ جائز ہے اور جواز میں ان کو یہ رقم ملی ہے اور اس میں ہم نے ایک پالیسی کا مسئلہ رکھا تھا اور اب بھی ہم کہتے ہیں اور کل بھی ہماری کٹ موشن میں یہ بات ہو وہ یہ ہے کہ جناب والا ہمارے صوبے میں لیویز سسٹم کو جدید خطوط پر استوار کرو۔ جہاں تک پولیس آج تک extend ہوا ہے اس کو اس حد تک رکھا ہے ٹھیک ہے اس سے آگے لیویز سسٹم قائم ہے یہاں ایک پالیسی ہونی چاہئے حکومت کی۔ لیکن آپ آہستہ آہستہ پولیس کو extend کر رہے ہیں اور اس طرح جو اپنا ہمارا امن وامان کا سسٹم ہے اس کو جدید خطوط پر نہیں لارہے ہو۔ لہذا مستقبل میں مشکلات پیدا ہوگی۔ یہ ہے ہمارا بنیادی موقف۔ اور ایک کٹ موشن کے بارے میں اب بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ مہربانی کریں یعنی پولیس اپنی جگہ پر۔ لیکن اس میں اصلاحات کریں یہ ضروری ہے ان کو ثابت کرنا پڑے گا کہ انہوں نے عوام کے لئے امن لانا ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے کہ پولیس والے سر شام روڈوں پر کھڑے ہوتے ہیں اور تاکہ بندی کریں اور لوگوں کو لوٹیں۔ اس کے لئے ہمیں پولیس کو تنخواہ ایک پیسہ بھی نہیں دیں گے۔ اس کے لئے کبھی ایک پیسہ منظور نہ کریں۔ یہ آپ کے ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں ہاؤس کے ریکارڈ میں یہ عوام کا مطالبہ ہے آپ گورنمنٹ میں ہیں

ورنہ آپ کو بھی اس کے لئے آپ کو ووٹ دینا چاہئے تھا بالکل پولیس کوری جیکٹ کریں۔ کہ  
 آپ نے پولیس کو کیا دینا ہے یا نہیں پولیس کے انسپکشن کا ایک دن ہوتا ہے وہ دن جٹ کا اجلاس  
 ہو سکتا ہے۔ اس میں اسمبلی کے ممبران اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں عام پبلک کی طرح۔ بہر  
 صورت میں اس میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا ممبرانی کریں پولیس کو  
 کنٹرول کریں اور جو پولیس کو رقم دیں اس کو اس کا جواز دینا ہوگا۔ اس سوال کو ہم یہاں لانا نہیں  
 چاہتے کہ آپ نے یہاں اس کے لئے پراگریٹی بنائی ہے یا نہیں اس کو فی الحال ہم چھوڑ دیتے ہیں  
 اور روڈ کو ہم یہاں لیتے ہیں۔ ہمارے روڈ پر اسٹیل شیمٹ اور ڈیولپمنٹ میں جتنی رقم ہے وہ اسی کروڑ  
 سے زیادہ رقم ہے۔ تمام صوبے میں کوئی سڑک نہیں ہے کیا اس پر ہم کٹ موشن نہیں لائیں  
 گے کہ تمام صوبے میں سڑک نہیں ہے کیا اس پر ہم کٹ موشن نہیں لائیں گے کہ تمام صوبے  
 میں سڑک نہیں تو اس تمام اسٹیل شیمٹ کی تنخواہ بند کر دو۔ کونسا دن ہے آپ ڈیپارٹمنٹ کو  
 چیک کرتے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ کو چیک کریں کہ اس محکمے نے اپنے جواز کو ثابت کرنا ہے۔ کہ وہ  
 حق بجانب ہے کہ وہ ایک محکمہ ہے۔ اس کے اسٹیل شیمٹ پر کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔  
 کروڑوں روپے اس کے دوسری ضروریات پر خرچ ہو رہے ہیں لیکن سڑک ایسی ہے جس پر ہم  
 پیدل بھی نہیں جا سکتے ہیں میں سچ کہتا ہوں کچا روڈ جو انگریز کے زمانے میں قلی بناتے تھے کم از کم  
 اتنا ٹریفک تو ہو سکتا تھا جو منڈی کی یاد دہیگر ضروریات ہیں یا دوسری ضروریات ہیں وہ پوری کرتے  
 تھے۔ لیکن ہمارے اب تمام روڈ بند پڑے ہیں اور پیسہ جو ہے ہمارا اس پر اسی کروڑ سے خرچ زیادہ ہے  
 اسٹیل شیمٹ پر کیوں؟ یہ کٹ موشن اس پر ہوتا ہے ہم اس پر کٹ موشن لائے ہیں اس پر ہم  
 مطالبہ کرتے ہیں حکومت سے اور حکومت کو اس معاملے کو سنجیدگی سے لینا چاہئے۔ اس طرح  
 میں یہ کہوں گا کہ بعد میں پرائیوٹی پر بات ہو سکتی ہے ہم نے تجویز پیش کی ہے۔ ہمارے صوبے کا  
 production کیا ہے ہمارے صوبے کا پروڈکشن زر خیز زمین ہے گورنمنٹ کے ریکارڈ سے  
 کوئی چالیس ملین آج بھی زر خیز زمین چار کروڑ آبادی ہے پھر بھی ہمارا صوبہ بھوکا ہے اور ہم اربوں  
 روپے خرچ کر رہے ہیں اور ہماری پرائیوٹی میں پچاس لاکھ روپے ادھر ادھر کی اسکیموں پر ہیں کسی

نالی پر فلاں پر ہم نے پیسے دیئے ہیں اس پر ہم کہتے ہیں کہ ہم اپنے صوبے ڈیولپ کریں گے کیا ہمارے ڈیم کے لئے ہیں ہمیں اس کے لئے کٹ موشن لانا چاہئے کہ باقاعدہ تمام ورکس ڈیولپمنٹ کے محکمے ہیں ایر ریگیشن کے محکمے ہیں کیا انہوں نے سال ہا سال انہوں نے کیا پلان کیا ہے کوئی پلان ہماری زمین کے اراضی کے ڈیولپمنٹ کے ہماری ذرائع کے ڈیولپمنٹ کے لئے پلان ہے۔ کیا جائز ہے وہ ڈیولپمنٹ اس کا کیا وہ حق بجانب ہے وہ جو زدے سکتا ہے کہ آپ نے جب ڈیولپمنٹ کے لئے پیسہ یعنی فلاں نہیں دیئے یہ ٹھیک ہے صوباء ایگورنمنٹ تو جائیگی کہیں چکول لے کر کہیں قرضہ لے کر کہیں آپ کوئی جگہ بتادیں کہ فلاں جگہ پر خرچ کرو تو اس خرچ پر بات اس طرح ہے ایک پروڈکشن ہوگی آمدنی ہوگی لوگوں کے روزگار بھی ملے گا۔ روزگار سے آپ نے کل ۱۸۰۰ میچر اور کوئی ۶۰۰ میچر اور کوئی ۶۰۰ یا ۷۰۰ صحت میں رکھے ہیں باقی آپ کے ۷۰۰ انجینر بے کار پھر رہے ہیں ۹۱ سے انجینئر کو بھی روزگار نہیں دیا گیا یہ روزگار کا مسئلہ ہم کس طرح حل کریں گے unemployment ہمارے اپنے resources اس پر خرچہ کریں اور وہ خرچہ جو ہے پھر واقعہ گلی میں یہ عرض کروں گا کہ بحث ایک یہ ہے کہ ہماری priorities ہے اور یہ ہے کہ پھر اس پر عمل اب جس طرح آپ فرماریے ہیں کہ فلاں نے گورنمنٹ نے بڑی زیادتی کی اور انہوں نے خرچہ کیا یہ کیا وہ کیا ایک سال ابھی گزارا ہے آپ نے اپنے تجربے کے مطابق کام کیوں نہیں کیا جب آپ کو گورنمنٹ نے پیسہ دیا بلکہ میں کہوں گا اسلام آباد کی گورنمنٹ نے پیسہ نہیں دیا لیٹ دیا تو کیا اسکے معنی آپ وہی پیسہ اپنی جیبوں میں ڈال کے اپنے اپنے گھروں میں چلے جائیں آپ نے ان پر اجیکٹ پر کام کرنا ہے پر اجیکٹ کا کوئی اشتہار نہیں ہے یہ جو رشوت ستانی کا یہاں طریقہ ہے ٹھیکے کا فلاں کا فلاں کا وہ تو سب already جو پاکستان میں بنایا گیا ہے ابھی وہ جاری ہے کہ بس ٹھیک ہے آپ کی گورنمنٹ ہے لہذا آپ اپنے گورنمنٹ اپنے کوئی دوست ہے آپ کے ٹھیکیدار یا فلاں نایا جو ہے کوئی اور قریب ہے وہ جس جس کو کہتے ہیں اقربا پروری ان کے ٹھیکے دے جب اشتہار نہیں ہے بحث یعنی آپ کے ورکس کے خواہ وہ روڈ کے ہیں آپاشی ہے خواہ وہ اس کا باقاعدہ اشتہار نہیں ہے اوپن ٹینڈر نہیں ہے کام میرٹ پر کیسے ہوگا تو وہ پیسہ ہے اس کو کہتے ہیں

پہلے ہم سنا کرتے تھے کہ fudge bill بناتے تھے ہم یہ سنتے تھے لیکن وہ جو ہے ایک crime کرائم ہوتا تھا اخلاقی طور پر بھی بوجہ سمجھا جاتا تھا لیکن ابھی جو ہے فیوج نہیں ابھی مرے سامنے یہاں لسٹ پڑی ہوئی ہے چھوٹے ٹھیکیداروں نے دی ہے کہ پچھلے سال یہ ابھی جو ختم نہیں ہوا ہے اس سال باقاعدہ تمام دفتر جو ہے بذات خود ٹھیکیداروں کا سینئر بن گئے ہیں وہ خود جو سیکرٹری ہے یا آپ سمجھے ڈائریکٹر ہے یا ایس ڈی او ہے یا فلائناں ہے وہ ٹھیکیدار ہمارے اسمبلی کے کام کا آپ جائزہ لے اس اسمبلی میں ایم پی اے ہاسٹل میں ریکارڈ آپ ہمیں دے دیں ریکارڈ ہے کہ اتنے لاکھ روپے لگایا لیکن اس کا ابھی آپ انسپکشن کریں کہ آپ کتنے کام کئے ہیں کون سا کام ہم اسمبلی کے سامنے وہ کہتے ہیں کہ چراغ تلے اندھیرا یہاں ہم چیک نہیں کر سکتے ہیں کیا ہم تمام صوبے میں دور دور چیک کریں آپ مرہانی کریں یہ ایک بنیادی چیز ہے پہلے کے جوٹ implement ہو اور وہ کام میرٹ پر ہو اور جو بھی محکمہ ہے وہ بھی اپنا وجود ثابت کریں کہ حق بجانب ہے کہ وہ محکمہ ہمارے غریب لوگوں کا پیسہ لے رہے ہیں انہوں نے جو ہے اس کو کرنا ہے تعلیم ہمارے مجموعی طور پر مجھے معلوم ہے مجھے کتاب دیا ہے ایجوکیشن والوں نے اتنا کتاب بس وہاں کمپیوٹر میں تو رکھ لیا ہے یورپ والوں کو دیکھا دیتے ہیں کہ یہ ہے لیکن ہمارے تعلیم ختم یہ implement نہیں ہو رہا ہے عمل نہیں ہو رہا ہے کہ اس میں ہمارا مطالبہ ہے اس کے ابھی بچہ یہ policy matter پرائیویٹ تعلیم پرائیویٹ ادارے بڑھ رہے ہیں انگریزی کا ذریعہ تعلیم اکثریت جو

جناب اسپیکر: جی جناب والا

مولانا اللہ داد خیر خواہ (وزیر): نماز کا وقت قریب ہے

جناب اسپیکر: ہاں پونے دو بجے جماعت کھڑی ہوتی ہے

مولانا اللہ داد خیر خواہ (وزیر): یہاں اذان تو ڈیڑھ بجے ہوتی ہے

جناب اسپیکر: جی ہاں پونے دو بجے مجھے علم ہے جی میں نے نوٹ کیا ہوا ہے جی

عبدالرحیم خان مندوخیل: مہربان

جناب اسپیکر: چونکہ مجلسی آج باہر کی ہے واپڈا کی نہیں آرہی ہے ہمارا اجرنیٹر چل رہا ہے ورنہ اذنان بھی ہو جاتی ہیں نے پوچھا ہے اس لئے وہ اذنان نہیں آرہی تاہم مجھے علم ہے کہ پونے دو بجے جماعت کھڑی ہوئی ہے خان صاحب اگر کر سکتے ہے تو بس ٹھیک ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: ہنس جناب والا مجھے کچھ تاہم دے دیں یا تو ایسا تاہم دیں جناب والا دوبارہ جو

جناب اسپیکر: پانچ منٹ اور آپ لے لیجئے کیونکہ پونے دو بجے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو میں دس منٹ اور دے سکتا ہوں کافی ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: ٹھیک ہے جناب مہربانی تو اس طرح یعنی تعلیم کی ہماری پالیسی۔ گورنمنٹ کی ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ یہاں آپ نے اتنا خرچہ کیا ہے اور اسکول ہے اتنے کھل گئے یہ نہیں ان کے مسائل علیحدہ لیکن عملاً کیا ہے عملاً ہمارا تعلیمی نظام ٹیل ہے جناب والا اور ابھی جو میڈیم انگریزی کا ذریعہ تعلیم وہ اسکول ابھی بڑھ رہے ہیں اور ابھی تو ہم نے منسٹروں کے بیانات پڑے تھے انہوں نے کہا کہ یہ پرائیویٹ ادارے جو ہے یہ بڑے اچھے ادارے ہیں فلائناں ہے لیکن جناب میں بالکل یہ دعویٰ کرونگا

مولانا اللہ داد خیر خواہ (وزیر): جناب اسپیکر برآمدہ خراب ہے یہاں پانی کا انتظام بھی نہیں ہے تو وضو کرنے کے لئے تو پہلے جانا پڑتا ہے

جناب اسپیکر: تو ٹھیک ہے خان صاحب میں آپ کو تاہم دو گنا بعد میں

عبدالرحیم خان مندوخیل: مہربانی

جناب اسپیکر: تقاریب جن معزز اراکین کی رہتی ہیں جس میں مولانا امیر زمان سینئر وزیر صاحب ہے وزیر خزانہ صاحب اور قائد ایوان اور عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب تقریر کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دوبارہ ہمیں اجلاس بلانا پڑے گا لہذا اب اسمبلی کی کارروائی شام کے پانچ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے اسمبلی کی کارروائی راج کر ۳۰ منٹ پر پانچ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی اور اسمبلی کا اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب اسپیکر پانچ بجے کر تیس منٹ پر شروع ہوا

جناب اسپیکر: جس معزز ممبر کے ساتھ فلور تھا He was on his desk

please

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب میں صوبے کی تعلیمی صورت حال اور اس میں اور اس میں تعلیم کے لئے بھٹ اس مسئلے پر بات کر رہا تھا جناب والا تعلیم ہمارا تمام خرچے کے باوجود تعلیمی نظام مکمل ناکام ہو چکا ہے اور جس طرح اساتذہ اور محکمہ مذکور کے انتظامیہ سے کام نہیں لیا جا رہا۔ اس کے ساتھ ایک خطرناک رجحان بھی فروغ پا رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ انگریزی ذریعہ تعلیم کے ادارے جو ہیں بڑے تیزی سے پھل پھول رہے ہیں اور ایک عمومی رجحان بھی یہ ہے اس دن میں نے صبح ذکر بھی کیا کہ ایک منسٹر صاحب نے بھی یہ کہا کہ یہ پرائیویٹ ادارے بڑے عوام کے لئے فائدہ مند ہیں اور یہ ہے اور وہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ پبلک سیکٹر کے عوام کے اکثریت کے لئے عوام کے اکثریت کے لئے عوام کی طرف سے جو ادارے ہیں ان کو ناکام کی اجارہ ہے تو اس میں ہم تجویز پیش کرتے ہیں کہ آپ مہربانی کریں گورنمنٹ اس کو مستحکم بنیادوں پر ترقی دینے کے لئے ایک توجہ خرچہ ہو رہا ہے اس کو صحیح طور پر چیک کریں اور اس کے ساتھ جناب والا پہلی سے انگریزی کو ایک لازمی مضمون قرار دیا جائے تاکہ ہمارے جو بھی پبلک اسکول ہیں اس میں یہ مسئلہ کسی کے پاس نہ ہو کہ کل معیار تعلیم جو اسکولوں کا اونچا ہے اور اس میں امیر لوگوں کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں آئندہ کے لئے مستقبل بھی ان کے لئے محفوظ ہوگی اور اکثریت کے بچوں کے لئے مستقبل بڑی خطرناک ہوگی۔

جناب اسپیکر: اس میں اسمبلی نے ایک resolution بھی پاس کیا ہے

عبدالرحیم خان مندوخیل: ہاں اس میں قرارداد بھی پاس ہوئی ہے اور وہ یہی ہے جناب والا انگریزی ایک لازمی مضمون حیثیت سے رکھی جائے تو ایک پہلو اور اس کے ساتھ مادری زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے جناب والا دنیا میں یہ فیصلہ ہے بالکل اسمیں عالموں کا بھی فیصلہ ہے تجربہ بھی ہے قرآنی حکم بھی ہے کہ انسان سب سے زیادہ تعلیم اپنی مادری زبان میں اچھی طرح حاصل کر سکتا ہے اس لئے اگر تعلیم کو ہم اپنے صوبے میں صحیح معنوں میں ترقی دینی ہے تو اس کو مادری زبان کا ذریعہ تعلیم اور انگریزی زبان لازمی تو اس طرح یہ جو پرائیویٹ ادارے ہیں اور ان کو ایسے ہی یہ upper classes کے لئے ہمارے صوبے کے خواص کے لئے ناجائز پیسہ کمانے والوں کے لئے یہ اسکول جو بن رہے ہیں تو وہ چیک ہونگے اور عوام کی اکثریت اچھے معیار تعلیم پر تعلیم حاصل کر سکے گے اور پھر مستقبل میں وہ کسی امتحان میں مقابلہ بھی کر سکیں تو اسکے ساتھ جناب والا صحت کے بارے میں میرا خیال کوئی اختلاف نہیں ہے نہ ہاؤس میں نہ صوبے میں کہ ہمارے تمام ہسپتال ناکام ہو چکے ہیں اور ان کے جو بھی اس پر ہوتا ہے وہ عوام کو سروسز نہیں دے سکتے ہیں اور اس میں ایک اہم جو خامی ہے وہ یہ ہے جناب والا کہ ہمارے ڈاکٹروں کو جو سروسز میں ہوتے ہیں ان ڈاکٹروں کو ایک اپنا پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت دے دی گئی اور ان کے interest یہ بن گئی ہے کہ جو اصل گورنمنٹ کے سرکاری ہسپتال ہیں ان کو مرعات بھی دے رہے ہیں تنخواہ بھی دے رہے ہیں ان میں وہ کام نہ کریں پبلک کی خدمات انجام نہ اور اپنے پرائیویٹ کلینک میں کام کریں تو اس کے لئے ہم ایک آسان طریقہ کر سکتے ہیں جناب والا یہ جو ملٹری کے ہاسپٹلز ہیں اس میں عام طریقہ ہے کہ ڈاکٹر جو سروسز میں ہوتے ہیں وہ اسی ادارے میں شام کو باقاعدہ بیٹھتے ہیں اور باقاعدہ اسی Institution میں فیس لیتے ہیں اور فیس کا کچھ حصہ اسی ادارے کو دیتے ہیں یعنی یہ جو ابھی یہاں انہوں نے وزیر خزانہ صاحب نے کہا کہ شام کی شفٹ ختم ہو چکی ہیں شام کی شفٹ جب ایک طرف ہزاروں لاکھوں روپے ان کو میا

کر رہے ہیں اور دوسری طرف شام کی شفقت صرف وہی عام تنخواہ ہے تو اظہار ہے attrac-  
 tion اس طرف ہوگی اس میں ہماری تجویز ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ مشکلات ہوں گی۔ مشکلات کا  
 مقابلہ کرنا ہوگا آخر یہ صوبہ ہے۔ صوبے کی گورنمنٹ ہے صوبے کی یہ اسمبلی ہے۔ اس کو چلانا ہے  
 اور صورت حال یہ ہو رہی ہے کہ جناب والا ہسپتال اور ان میں غیر معمولی فیس اور ان کے فیس کو  
 کنٹرول نہیں کر سکے۔ ہماری گورنمنٹ پھر اس کے قابل نہیں ہو سکے گی۔ کہ فیس کو کنٹرول  
 رکے یا دوائی کی قیمت کو۔ جب تک یہ پبلک کے ہسپتال نہ ہوں واقعی ان کو پروٹیکشن حاصل نہ ہو۔  
 جناب والا اس دن میں نے ایک باوثوق ذرائع سے سنا۔ اسلام آباد کی حکومت نے ڈائرکشن دی ہے  
 یہ جو دیہات میں ڈسپنسریز ہیں ہیلتھ سٹریٹجی کے جو پیک ہیلتھ سٹریٹجی میں ان پر جو غور کیا ہے اور  
 جو پیک ہیلتھ سٹریٹجی میں ان کو ناکام تو ہمارے ہی ڈاکٹر کر رہے ہیں ہماری گورنمنٹ کے کو  
 کر رہی ہے ہنرمند لوگ باقاعدہ پالیسی بنا رہے ہیں کہ رہے ہیں یہ جو باہر ہیلتھ سٹریٹجی یا ڈسپنسریز  
 ہیں ان کو فروخت کیا جائے تو ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی غلطی بالکل نہ کریں جو  
 اب خارجی ملکوں سے آرہا ہے اس سب کو منجی کر کے ذخیرہ اندوزوں اور منجی منافع خوروں کے ہاتھ  
 زندگی کا ہر شعبہ دیا جا رہا ہے اس میں جناب والا اس میں حکومت کو بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے  
 اس کے ساتھ پچھلے دن میں نے کہا اس میں کچھ اضافہ کرتے ہوئے کموں گا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے  
 اخراجات کم کرنے ہیں اخراجات وہ کم کریں جو غیر ضرور تھے۔ وہ اخراجات مثلاً تنخواہ الاؤنس ان  
 کو کم نہ کریں اور اس میں جو اسمبلی کے الاؤنس آتے ہیں۔ اور ٹائم اور ٹائم تو ایک انسانی حق ہے  
 انٹرنیشنل ورلڈ لیول پر یہ تسلیم کیا گیا ہے محنت کشوں کے یہ اصول انٹرنیشنل تسلیم شدہ ہے۔  
 آٹھ گھنٹے کے بعد ہر شخص کو اور ٹائم دی جائے۔ اس لئے آپ جب پتہ کرتے ہیں پتہ کے  
 بہانے پر یہ پتہ نہ کریں کہ لوگوں کی تنخواہیں کاٹیں۔ جناب یہ بہت ہی نقصان دہ عمل ہے اس  
 سے اجتناب کریں اس کے علاوہ بہت سے آئیٹم ہیں جس میں آپ واقعی خرچہ کم کر سکتے ہیں اگر کم

کرنا چاہیں

جناب اسپیکر: اب آپ اپنی تقریر وائیڈ اپ کریں

**عبدالرحیم خان مندوخیل** : اب جناب میں ختم کر رہا ہوں جناب والا اس وقت ہماری صوبائی حکومت یہ صوبے میں ہم ان سے یہ امید رکھتے تھے یہاں اس صوبے میں ہمیشہ ایک جمہوری ماحول ہوگا اور جمہوری اصول ہوں گے لیکن یہاں یہ ہو رہا ہے کہ جو طریقے کالونسلز استعماری کرتے تھے۔ اس صوبے میں ہماری حکومت والے کر رہے ہیں۔ یعنی جھوٹے میں ایک مسئلہ ہے جس کو حل کرنا ہے یعنی یہ مسئلہ اگر اپنے آپ کو چھپائے نہیں چھپ سکتا۔ یہ ہمارے بچے سیاسی ایجنڈے کا پہلا سوال ہے۔ خواہ وہ صوبائی حکومت کے لئے ہے یا خواہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کے لئے ہے اس میں ب عوام نے احتجاج کیا۔ جس پر ہماری پارٹی کے ورکر کو یا جرم کے دوسرے ممبران کو ارسٹ کیا اور وہ ابھی تک جیل میں ہیں ان کو کوئی سولیات نہیں دی جا رہی اور پھر ایک اور پہلو سیاست میں ان لوگوں کے خلاف نارچر کا طریقہ کس طرح فاشٹ طرز پر یہ حکومت کر رہی ہے اور لوگوں کو نارچر کرے ابھی جو ہمارے قیدی ہیں وہ سب میں ہیں آپ ان کو قید میں رکھیں کوئی اچھے کاڑ کے لئے جب لوگ struggle کرتے ہیں ان طریقوں سے ان کو کبھی ہٹایا گیا؟ اس سب کی گریٹیں ان کو رکھیں کیا آپ بیان کو ہٹا سکتے ہیں اپنا تجربہ۔ کبھی یہ ہے اسکے ساتھ جناب کیا طریقہ اختیار کیا گیا اور ان لوگوں سے سیاسی انتقام اب قلعہ سیف اللہ میں لوگوں کو پکڑ کر عمومی طور پر اس کے خلاف لوگوں نے احتجاج بھی کیا۔ مگر وہہ کرتے ہیں جدھر بھی کمشنر صاحب نے آرڈر کر دیا کہ ہم سپینڈ کرتے ہیں اسی کو مجموعی طور پر جنرل سیاسی نظریات پر گھریلو ذاتی انتقام کا یہ موقع ہے ہم اس میں کسی شخص کو سزا دے سکتے ہیں جب آپ یہ حقوق سپینڈ کر رہے ہیں۔ اس کے لئے آپ پہلے شو کا ز نوٹس تو دیں۔ کیونکہ شخص اپنی صفائی تو پیش کریں کیا واقعی جو چارج اس پر ہے۔ قلعہ سیف اللہ میں احتجاج پر جو بھی ہاتھ لگے اور ایسی ہی فلاں شخص جو آپ کو ناپسند ہے فلاں شخص کو اپنا مخالف سمجھتے ہیں۔ مخالف پائی میں سمجھیں۔ لہذا آپ اس کو سپینڈ کریں۔ یہ طریقہ جو ہے سیاسی اور جمہوری طریقہ نہیں ہے۔ اس طریقے سے یہ آپ نہ حکومت کر سکیں گے نہ اس کو کامیاب کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ یہ جو نئی ڈیولپمنٹ کے اسکیم ہیں اس بارے میں ہم نے عرض کی تھی کہ ڈیولپمنٹ میں اس کے بارے میں اب ہم کیا کہہ سکتے

ہیں اس کی جتنا بھی آپ لسٹ نکالیں اور ہمیں بسم اللہ خان نے کما قلعہ عبد اللہ کو بھی یاد رکھیں۔  
(مدخلت)

اس میں کچھ چھوٹی چھوٹی اسکیمیں ایک اسکیم چمن میں چمن سے قلی باز محمد تک روڈ اور دیگر کوئی چھوٹے سے ہوئے اسکیم۔ اسی طرح مولانا صاحب کی اسکیم سکر سے کنٹری تک اور کوئی مشکل روڈ باقی اس علاقے پر خدا کا فضل ہے تمام علاقے میں تمام ڈیولپمنٹ پراجیکٹ نہیں۔ آپ یہاں کروڑوں روپے یا لاکھوں روپے رکھیں۔ اس میں کوئی چیز نہیں ہے تو اس میں ایک صوبے کو جمہوری طور پر چلانے کے لئے انصاف سے چلانے کے لئے یہ طریقے استعمال کریں۔ امید رکھتے ہیں کہ حکومت خیال کرے اور اس میں پھر ہمارا ایک اور سال چلا گیا۔ آئندہ کے سال میں پھر ہمارے علاؤں کے لئے کب جٹ ہو گا۔ اسکیم ہو گی۔

یہاں کچھ اسکیم ہیں یہ جو پی ایس ڈی پی ہے۔ لیکن یہاں جو تقریباً موجود ہیں ان میں وہاں کوئی پیسہ نہیں ہے۔ یعنی پی ایس ڈی پی ہیں لیکن ڈیمانڈ میں صرف دو تین ایک سٹکر کا کیس ہے اور ایک دو کنکریٹ ہیں اور اس میں ہمارے تمام علاقے میں باقی اہم روڈ کچھ سے ہرنائی۔ ہرنائی سے سجادی۔ اور شور سے توبہ سے لے کر قمر الدین سے ڈوب ڈوب سے مینجر ڈوب سے مرغہ، کبزی، کوئی روڈ نہیں بڑے اہم productive پرڈکشن کے لحاظ سے لیکن اس کے لئے کوئی رقم نہیں دیا گیا۔ ہر صورت میں مشکور ہوں آپ نے مجھے موقع دیا اور میں نے اپنی معروضات پیش کیں شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ

جناب اسپیکر :- مولانا واسع صاحب کا میں نے پہلے نام پکارا تھا چلئے مولانا واسع صاحب اختصار سے کام لیجئے گا ابھی تین تقاریر اور ہیں۔

مولانا عبد الواسع (وزیر): شکر یہ جناب اسپیکر :- (آیات قرآن پاک تلاوت کیں)

**جناب اسپیکر:** - معزز اراکین اسمبلی۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے دو ستون آج اس  
 معزایوں میں ۹۹-۱۹۹۸ء کے بجٹ پر بحث ہو رہا ہے۔ تو جناب اسپیکر بہت سے دوستوں نے  
 اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کر دیا۔ کچھ لوگوں نے اپنا تقریریں اپنے ذہن کے مطابق کر دیا۔ کچھ دوستوں  
 نے باہر کی لکھی ہوئی تقاریر یہاں پڑھ دیں اور کچھ دوستوں کو کئی باتیں بہت دیر کے بعد یاد آئیں  
 دوبارہ انہوں نے تقریر کی اور اس کا ذکر کیا۔ تو جناب اسپیکر اس سے پہلے میں میزانیہ پر بحث کروں۔  
 تو اس کے نئے ضروری ہے کہ جو بھی بجٹ پیش ہوتا ہے تو اس بجٹ کے لئے اس کے موزوں  
 ہونے یا مسترد ہونے کے لئے ایک معیار ہو کس بنیاد پر کس معیار پر کونسا شخص یہ بجٹ مسترد  
 کر رہا ہے یا کونسا شخص بجٹ منظور کر رہا ہے۔ جناب اسپیکر اگر ہمارے حالات کو دیکھا جائے تو  
 ہمارے معاشرے میں ہمارے ملک میں ایسا کوئی معیار نہیں ہے۔ اگر ۱۹۴۷ء سے آج تک جو  
 بجٹ پیش ہو رہا ہے تو اسکی مخالفت بھی ایک روایتی انداز میں۔ اور حمایت بھی ایک روایتی انداز  
 حقائق کی بنیاد پر کوئی نہیں جائے گا اور نہ حقائق کی بنیاد پر اس کی مخالفت یا اس کی حمایت تو جناب  
 اسپیکر اگر دیکھا جائے تو مسلمان قوم کے لئے اور مسلمان قوم کے لئے اور مسلمان ملت کے لئے ار  
 یہاں کے اس صوبے کے باشندوں کے لئے اپنا اہداف اور اپنا مقاصد بجٹ کے مقاصد کی تکمیل  
 کے لئے وہ نشانات ہوں اور تو میں یہ کہوں گا یہ اچھا بجٹ ہے اور اسے منظور کیا جانا چاہیے اور جس  
 قوم کے اہداف کی ترجمانی اس بجٹ میں نہ ہو تو اس معیار کی بنیاد پر یہ مسترد کیا جاسکتا ہے لیکن  
 جناب اسپیکر ہم نے یہ غلط روایت قائم کیا ہوا ہے یعنی ہم نے معیار یہ رکھا ہوا ہے کہ حزب  
 اختلاف اور حزب اقتدار ہیں۔ معیار رکھا ہوا اگر میں حزب اختلاف کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں تو  
 اسوقت اس بجٹ میں جتنی اچھائیاں ہیں۔ لیکن میں صرف اس بنیاد پر مسترد کرتا ہوں کہ چونکہ  
 میں حزب اختلاف کی بچ پر ہوں اور یہ حزب اقتدار کا لایا ہوا ہے اس لئے میری ذمہ داری  
 رہی ہے کہ میں مسترد کروں اور اگر میں حکومت میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں تو جناب اسپیکر اس  
 معیار کی بنیاد پر میری ذمہ داری ہے کہ اس کی حمایت کروں تو جناب اسپیکر یہ نہ کوئی  
 سوچ ہے نہ کوئی معیار ہے نہ لوگوں کی ترقی کیلئے یہ معیار ہو سکتی ہے۔ تو جناب اسپیکر میرے خیال

میں مسلمان قوم کے مقاصد مسلمان ملت کے مقاصد یہ ہیں کہ الہی نظام الہی حاکمیت کے لئے اور اس تناظر میں یہ بحث جن بن جائے اس کے مقاصد اس بحث سے حاصل ہو سکتے ہیں تو یہ معیار ہے تو اس بنیاد پر یہ منظور کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ اگر نہ ہو تو مسترد کیا جاسکتا ہے تو جناب اسپیکر اس بنیاد پر اگرچہ میں حکومت کی پٹیوں پر بیٹھا ہوا شخص ہوں۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ہم نے اپنے مقاصد کے لئے اپنے مقاصد اسلامی عقائد کے لئے ان کی ترویج کے لئے ان کی اشاعت کے لئے ان کے حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی بحث نہیں بنایا ہے نہ ہم نے ایسی ترجیحات شامل کیا ہے تو جناب اسپیکر اس بنیاد پر اور ان جنرل باتوں کو دیکھا جائے تو میرے خیال میں پاکستان کا قومی بحث یا جو چار صوبائی بحث ہیں تو کسی بھی بحث میں مسلمانوں کی وکئی ترجیح اس میں شامل نہیں ہے اور ان کے احوال اور مقاصد کی ترویج اور اشاعت کے لئے کوئی منصوبہ بندی اس میں نہیں ہے تو جناب اسپیکر اگر بنیاد پر دیکھا جائے تو نہ ہم آج کے بحث سے موافقت رکھتے ہیں نہ گزرے ہوئے بحث بلکہ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک کسی کی حمایت کر سکتے ہیں اور نہ مسلمان قوم کی امنگوں کے مطابق ہم سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن جناب اسپیکر اگر ہم دیکھیں کہ جس نظام کا ہم حصہ ہیں اور اب تک جو نظام ہم نے نہیں بدلا ہے اور اس نظام میں ہم رہے ہیں تو اس بنیاد پر بحث ہونا چاہیے کہ تناسب کی بنیاد پر موازنے کی بنیاد پر کہ یہ بحث اور ہو ابحت اس تناسب سے اگر لیا جائے تو جناب اسپیکر پھر اس بنیاد پر دیکھا جاسکتا ہے۔ کہ اس میں کچھ باتیں اچھی ہوں۔ یعنی اسی نظام میں رہتے ہوئے عام طور پر مسلمانوں کے مقاصد کے حصول کے لئے کوئی بھی بحث ان کے امنگوں کے مطابق نہیں ہے تو جناب اسپیکر آج ہم جس بحث پر بحث کر رہے ہیں جس حالات میں جس دور میں جس محدود حالات میں ہمارے صوبائی وزیر خزانہ صاحب نے بنایا ہے تو اس دائرے میں رہتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ متوازن بحث ہے اور اس حالات میں اور مشکل حالات میں ایسے بحث بنانا اگر ہم اختلاف کے چشمے اپنے آنکھوں سینکائیں تو میرے خیال میں اس مشکل حالات میں اس مالی بحر ان میں اور اس دور میں اس چیلنج کے حالات میں بحث بنانا اور پیش کرنا بہت مشکل کام ہے لیکن جناب اسپیکر کچھ دو ستوں نے پچھلے سال کے کاموں کے کاموں کی نشاندہی کی ہے کہ پچھلے

سال اتنے ارب کا بجٹ پیش ہوا اور اس بجٹ میں اتنی رقم کہاں خرید رہی ہوگی میرے خیال میں وہ حضرات خاص کر مندوخیل صاحب ہمارے پچھلے سال کا بجٹ ہم نے اور ہماری حکومت نے بنایا ہے تو پورے بجٹ کمپنی کے اجلاس میں مندوخیل صاحب اور حزب اختلاف کے بہت سے دوست اس کمپنی میں شامل تھے جب بجٹ ہم نے تیار کر کے اس ٹیبل تک پہنچا دیا۔ اگر ہم نے ۹۹-۱۹۹۸ء کا بجٹ ہم نے پیش کر دیا تب بھی..... (آزان)

**جناب اسپیکر:** - عصر کی جماعت نے سواچھ بے کھڑا ہونا ہوتا ہے آپ کو پانچ منٹ دیتا ہوں اپنی تقریر کو پانچ منٹ میں ختم کیجئے۔

**مولانا عبد الواسع (وزیر):** جناب اسپیکر اگر کچھ تاہم دیدیں۔

**جناب اسپیکر:** - پانچ منٹ تو پہلے وضو وغیرہ کے لئے چھوڑنا پڑے گا نا جی

**مولوی عبد الواسع (وزیر):** تو جناب اسپیکر میرے خیال میں اس دوران جو پچھلا بجٹ ہے اور آج کا بجٹ اور پھر اس پہ بھی دیکھ اجناب اسپیکر کہ ہمارا جو پچھلا جو رواں مالی سال کا جو بجٹ ہے تو اس میں سے جیسا کہ بسم اللہ کا کڑ صاحب نے فرمایا کہ وہاں مرکز سے کتنا ملتا تو جناب اسپیکر اگر اس حساب سے جو ہم آج بسم اللہ کا کڑ صاحب نے اس کا ذکر کیا کہ ہمیں 19 ارب روپے تو میرے خیال میں 17 ارب روپے سے جب ہمیں 9 ارب اور اس 9 ارب روپے میں ہم نے پورا سال اس حکومت کو اور اس صوبے کو چلایا تو مرے خیال میں یہ ہماری حکومت کا ایک عظیم کارنامہ ہے اور جناب اسپیکر اسی طرح ہمارے ضمنی بجٹ جسے سامنے پیش آیا ہمارا ضمنی بجٹ جو ایوان کے سامنے پیش ہوا تو جناب اسپیکر ان حالات میں اور اتنی بڑی بڑی باتیں اور اتنی بڑے بڑے پوائنٹ میرے خیال میں اسکو اگرچہ کوئی دوست حزب اختلاف کے کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں تو جناب اسپیکر انکا انصاف کا تقاضا یہ ہوتا کہ اس حکومت کو اور اس حکومت کے چیف منسٹر کو اور اس جو ہمارے منصوبہ بندی کا منسٹر ہے تو میرے خیال میں اسکو داد دینا چاہیے تھا کہ یہ ایک اچھا

کارنامہ ہے۔ کہ انہوں نے اس مشکل حالات میں حکومت پورا سال چلایا اور اب آج بھی اس دور میں کہ ملک میں ایٹمی دھماکے بھی ہو چکے اور وہاں پابندیاں بھی لگ چکے اور پھر یہاں ہمارے اوپر ہمارے بلوچستان کے اوپر تو ہر وقت جناب اسپیکر ایٹمی دھماکوں کا حالات میں جبکہ پہلے بھی ہمارے اوپر اس طرح کے ایمر جنسی کے حالات تھے اور آج مرکز کو بہانہ بھی مل گیا تو ان حالات میں اس مخدوش دور میں جٹ بنانا اور پھر اس فلور میں پیش کرنا تو میرے خیال میں ایک بہترین حکومت کی کارکردگی کا ایک مظاہرہ ہے تو میں ان دوسروں سے لیکن کچھ باتوں پہ ..... تو جناب اسپیکر وقت نہیں ہے۔ مرکزی حکومت کے کیا اسکے جٹ یا اسکے رائلٹی کی طرف ہم جب جا رہے تو جناب اسپیکر وہ بہت لمبی بحث ہے۔ آپ مجھے ٹائم بھی نہیں دے رہے ہیں لیکن کچھ باتوں کا جو ذکر وہاں مندوخیل صاحب نے جب وہاں ہیلتھ کے حوالے سے یا تعلیم یا اسکے جو پرائیویٹ کاموں کے حوالے سے انہوں نے ذکر کر دیا میرے خیال میں جناب اسپیکر یہ ایسی بات ہے کہ ہمارے حکومت کے دور میں بلکہ یہ اس وقت سے چلا آ رہا ہے لیکن یہ ایک اچھی تجویز ہے اگر ایک مثبت تجویز ہے تو جناب اسپیکر رحیم صاحب اور وہ دوست ہمارے ساتھ تعاون کر کے میرے خیال میں ایسی جزئی باتیں ہیں اور اچھی تجویز ہیں اس پر غور ضرور ہو سکتے ہیں جناب اسپیکر اور ایک بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر ہمارے جٹ میں جیسا ..... اگرچہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جٹ تقریر میں ذکر کر دیا لیکن آرچہ میں انکی مخالفت تو میں نہیں کر سکتا ہوں پھر بھی یہ جرات کروں گا کہ یہ اسمبلی کے ملازمین کا جو الاؤنس ہے میرے خیال میں جناب اسپیکر اگر انہوں نے جٹ میں انکا اعلان بھی کر دیا کہ ہم نہیں دیں گے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ اسمبلی ملازمین کا جو الاؤنس ہے جو پہلے ہم دے رہے تھے اور اب بھی تینوں اسمبلیوں میں مل رہے ہیں اور مرکزی اسمبلی میں بھی مل رہا ہے تو میں اپنے وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگرچہ آپکے جٹ تقریر میں تو یہ ہے لیکن یہ دینا چاہیے اور اگرچہ انکی نشاندہی حسب اختلاف کے ساتھیوں نے بھی کی لیکن جو حقیقت کی بات ہے ہم ان کی حمایت کرتے ہیں جناب اسپیکر وقت کم ہے ہمارے مولانا امیر زمان صاحب کی تقریر بھی باقی ہے تو میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اس پہ

اپنا تقریر ختم کر دوں گا۔ شکر یہ جناب اسپیکر

جناب اسپیکر :- بہت بہت شکر یہ مولانا صاحب۔ میں آپ کو مشکور ہوں کہ آپ نے اسمبلی کے ملازمین کے لئے بھی بات کی اور میری آواز بھی آپ کے ساتھ ہے انشاء اللہ وزیر اعلیٰ صاحب اس پہ کچھ نہ کچھ ارشاد ضرور فرمائیں گے۔ اب عصر کی نماز کی ادائیگی کے لئے یہ اجلاس ۲۵ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر :- جناب مولانا نصیب اللہ صاحب نے مجھے ابھی فرمایا کہ وہ چاہیں گے کہ انہیں پانچ دس منٹ دے دیئے جائیں آپ کی اجازت سے اگر ہو تو میں انکو بھی پانچ دس منٹ دیدوں تاکہ یہ بات چیت کر سکیں جی مولانا صاحب۔

مولوی نصیب اللہ (ڈپٹی اسپیکر) : بسم اللہ الرحمن الرحیم (تلاوت قرآن) محترم اسپیکر گروپ پیش حالات کے حوالے سے میں سید احسان شاہ صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن بحث پیش کیا ہے۔ اس اعتبار سے کہ وزیر خزانہ صاحب نے اپنے ہی مراعات پہ ایک ضرب کاری لگادی ہے۔ نیز ذریعوں سیکرٹریوں اور اعلیٰ سرکاری افسران کے مراعات پہ جو انہوں نے صرف کاری لگادی ہے میں سید احسان شاہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ مجموعی طور پہ مالی مشکلات کو جب ملاحظہ کروں گا تو اس حوالے سے میں اس بحث کا حد روح سے مطمئن ہوں۔ یقیناً ہم ایک غریب صوبہ کے گریب نمائندے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ فضول انحصاری کو اپنے گھر سے اپنے ذات سے شروع کریں۔ کفایت شعاری جو ہے یہ اگر ہمارا شعار ہو تو پھر ہم ﷺ کا ارشاد گرامسی ہم پہ صادق آجایگا۔ (قرآنی آیت پڑھی) جس نے میانہ روی اختیار کی وہ کبھی فکر کا شکار نہیں ہوگا تو اگر ہم نے اپنے عوام کی خدمت کرنی ہے اگر ہم نے اس صوبہ کی خدمت کرنی ہے اگر ہم نے اس صوبہ کو ترقی دینی ہے تو ہمیں چاہیے کہ پہلے اپنے سے شروع کریں اور کفایت شعاری سے کام لیں۔ کیا ضرورت ہے کہ ہم کئی گازیوں کا استعمال کریں حالانکہ ہم ممبر ہونے سے پہلے غریب تھے اب بھی غریب ہیں لہذا اس صوبہ کے جو بھی وسائل ہیں انکو ہم اس صوبہ کی بہتری

کے لئے ضرورت کی حد تک استعمال میں لائیں ضرورت سے بڑھ کر استعمال میں لانا یہ تہذیبی ہیں یہ اصراف ہیں جسکو اسلام میں بھی گوارا نہیں کیا ہے۔ (قرآنی آیات پڑھیں) اور ہمارے بلوچ یا پشتو روایت بھی اسکو پسند نہیں کرتے۔ جناب اسپیکر ساتھیوں نے اور معزز اراکین نے جھٹ پہ کافی بحث کیا ہے اور کئی قسم کے تجاویز بھی سامنے آئے ہیں مشورے بھی دیئے ہیں اس پہ مزید میں کچھ نہیں کہ سکوں گا صرف یہ گزارش ہے کہ جس قوم کے تعلیمی معیار بلند ہو جو قوم جہالت کا شکار ہو اس قوم کے عروج کا کوئی تصور نہیں کر سکتا۔ قومی عروج میں تعلیم کا ایک اہم کردار ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

اس لئے میں اس بحث پیش کرنے والوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں نیز انسانی ضرورتوں سے سب سے زیادہ ضرورت دجو ہے وہ انسان کا صحت ہے۔ اگر ہمارے صحت کے حالات بہتر نہ ہوں صحت کے جو مراکز ہیں وہ بہتر نہ ہوں تو ہمارے بچے ہمارے جوان ہمارے بچے کئے شکار ہونگے تو کیونکہ اس جھٹ میں صحت کے مد میں کافی رقم مختص کیا گیا ہے اس لئے اس جھٹ کو ہم موزوں جھٹ کہہ سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر آپ کے توسط سے میں اہل بلوچستان کے بہتری کے لئے چند تجاویز اور مشورے پیش کرتا ہوں۔ جناب عالی ہمارا یہ صوبہ معدنیات سے مالا مال ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم نے اس قدرتی وسائل سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا ہے مثال کے طور پر اس صوبے میں بہترین قسم کا سنگ مرمر ہے لیکن اس کے لئے فیکٹریاں یہاں موجود نہیں ہیں یہاں سے خام مال جاتا ہے باہر اس کی جو فیکٹریاں ہیں وہاں جا کر اس سے مصنوعات تیار کئے جاتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ فیکٹریاں اور اس کے لئے کارخانہ جات یہی پر بن جاتی کہ مصنوعی مال تیار کردہ مال یہاں سے جا کر سارے ملک میں پھیل جاتا اور ملک سے باہر بھی سپلائی کی جاتی لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں اس طرف کوئی توجہ نہیں دی کیا بلوچستان کے لوگ کارخانوں میں ملازم نہیں ہو سکتے ہیں کیا بلوچستان کے لوگ اس ملک کے باشندے نہیں تو کیا وجہ ہے کہ یہاں سے خام مال باہر جا کر وہاں تیار کیا جاتا ہے نیز اس صوبے میں کوئلہ بھی وافر مقدار میں موجود ہے۔ کوئلہ یہاں سے جا کر باہر استعمال ہو جاتا ہے اگر ہم یہی پر تھرمل پاور

اسٹیشن بنائے تو اس سے ایک ہمارے کوئے کے سے یہی مارکیٹ دستیاب ہوگی اور دوسری طرف ہماری چھلی کی جو کمی ہے وہ پوری ہو جائیگی آپ کو ٹھوٹی علم ہے کہ تھرمل پاور ہاؤس اسٹیشن کے لئے ٹیکنیکی طور پر دو چیزوں کی بہت اہم ضرورت ہے۔ ایک قدرتی پانی دوسرا کوئلہ یہ دونوں چیزیں میرے حلقہ انتخاب میں شاہرگ میں وافر مقدار میں موجود ہیں وہاں قدرتی پانی کثرت سے بہت ہے اور کوئلہ بھی کافی مقدار میں موجود ہے تو کہیں نہ ہم وہاں تھرمل پاور اسٹیشن تعمیر کریں تاکہ چھلی کی دو لپٹوں میں کمی و زیادتی کی وجہ سے ہمارے زمینداروں کے سرمسبیل وغیرہ مشینری جل جاتے ہیں وہ بھی بچ جائیں اور ہمارے چھلی کی جو کمی ہے وہ پوری بھی ہو جائے اور یہی پر ہمارے اپنے صوبے کے اندر کوئلہ کا مارکیٹ بھی بن جائیگی لہذا میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں ہمارے ان دونوں معدنیات کیلئے یعنی سنگ مرمر اور کوئلے کے لئے کارخانہ جات تعمیر کئے جائیں۔ میرا ایک تجویز ہے آپ کے توسط مرکزی حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس اتفاق کرے۔ ہمارے بلوچستان میں کرومائیٹ ہے لیکن ہم اسے یہاں پر تیار نہیں کر سکتے یہاں سے خام مال کی شکل میں باہر جا کر وہ تیار کئے جاتے ہیں اگر ہم اس کو ہمیں اس صوبے کے اندر کارآمد بنانے کے لئے کارخانہ جات تعمیر کرے تو اس سے ایک طرف تو ہمارے یہی مال ہمارے ترقی میں ایک سنگ میل ثابت ہوگا دوسری طرف ہمارے غریب عوام کے لئے ایک روزگار کا ذریعہ بھی بن جائیگا تو لہذا میرا ایک تجویز بھی ہے کہ مرکزی گورنمنٹ اور صوبائی گورنمنٹ اس طرف اقدام کرے جناب آپ توسط سے یہ بھی پیش کرتا ہوں کہ سارے ملک میں بلوچستان کے ساحل سمندر سب سے زیادہ ہے جتنا سمندر ہمارے ہاں ہے کئی ارنہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا یہ ہم دریا سے ڈرتے ہیں بلوچستان عوام کے دریا کو نہیں دیکھ سکتے ہیں کیا وہاں ماہی گیری کا کام نہیں کر سکتے ہیں لیکن افسوس ہم نے ابھی تک اس طرف کوئی بوجہ نہیں دیا جناب عالی سفر میں ہمارے جو قومی شاہرہ سے مثلاً یہاں سے کراچی اس کے متعلق میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ چونکہ ہم سفر ہیں ہمارے خواتین سفر کرتے ہیں معذور افراد سفر کتے ہیں یہاں سے کراچی تک سفر کی کوئی سولیات موجود نہیں لہذا میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ یہاں

سے کراچی تک اسی طرح یہاں ٹروپ اور ڈیرہ اسماعیل خان تک یہاں سے چمن تک یہاں سے لورالائی تک ہر پندرہ میل پر بیت الخلاء، کا بہترین نظام ہو۔ آپ ایران جا کر دیکھ لیں سعودی عربہ میں دیکھ لیں جو ہمارے اسلامی ملک ہیں سفر کے سہولیات انہوں نے کس طرح تعمیر کیں ہیں کیا ہم انسان نہیں ہمارے ضروریات نہیں یقیناً ہم اس راستوں پر سفر کرتے ہوئے حاجت کی ضرورت ہمیں سمجھتا ہے ہمارے عورتوں کو ہوتا ہے ہمارے مریضوں کو ہوتا ہے لہذا میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس طرف توجہ دے تاکہ ہمارے یہ شاہراے جو ہے اس پر سفری سہولیات مہیا ہوں۔ آپ نے جو جناب اسپیکر صاحب اور مولانا عبدالواسع صاحب نے جو تجویز پیش کیا کہ اسمبلی اسٹاف کے لئے اجلاسوں کے دنوں میں سیشنل الاؤنس جاری کیا جائے اور اسمبلی اسٹاف سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ قومی خود انحصاری میں حصہ لیکر یونٹس جو اس قبل دیا جاتا تھا اس کو درگزر کرے اور صوبائی گورنمنٹ میں مطالب کرتا ہوں کہ ان کی سیشنل الاؤنس حال کیا جائے اور یونٹس کے میں حق میں نہیں ہوں۔ آپ کا میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں اور اپنی تقریر یہیں پر ختم کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر :-** شکر یہ اب مولانا امیر زمان صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ اپنی خیالات کا اظہار فرمائے۔

**مولانا امیر زمان :-** جناب اسپیکر معزز اراکین اسمبلی آج جو ہمارے سامنے موجودہ بحث پر بحث ہو رہی ہے اس بحث کے دو حصے ہیں ایک حصہ وہ ہے جو غیر ترقیاتی بحث اس کو کہا جاتا ہے اور ایک حصہ جس کو ترقیاتی بحث کہا جاتا ہے چونکہ مرے ساتھ منسلک بحث کا وہ حصہ ہے جو غیر ترقیاتی بحث کہا جاتا ہے تو لہذا میں ترقیاتی بحث کے متعلق کچھ گزارشات آپ کے سامنے پیش کر دوں گا سب سے پہلے گزارش یہ ہے کہ رواں سیشن کے دوران کچھ محترم دوستوں نے بحث کی حمایت کی ہے اور کچھ نے مخالفت کی ہے مجھے افسوس ہے کہ میرے یادداشت کے مطابق کسی بھی صوبے میں اس طرح کی بحث نہیں ہے جیسے کہ بلوچستان کی ہے وہ کیوں وہ

اس لئے کہ ہر صوبے والے حکمران طبقہ بیٹھ کر کے بحث بناتے ہیں اور پھر اسمبلی میں پیش کرتے ہیں ہمارے ہاں موجودہ حکومت نے ایک روایت قائم کی ہے وہ روایت یہ ہے کہ حزب اختلاف اور اقتدار تمام ممبروں کو بلا کر ان کے سامنے بحث بناتے ہیں تو لہذا موجودہ بحث 41 ممبران کے سامنے بنا ہوا بحث اسمبلی میں آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بیک آوا اس کو منظور ہونا چاہیے اب جبکہ ہر ایک کا اپنا مرضی ہوتا ہے جیسا یہ کٹوتی ہوا ہے یہ بھی مرے خیال میں سب کے سامنے ہم رکھ دیا کہ مالی پوزیشن اس طرح ہے اور اس میں یہ مشکلات ہے لہذا یہ مطلوبہ کٹوتی ہم نے کرنی ہے یہ جو موجودہ کٹوتی ہوا ہے یہ بھی مرے خیال سارے ممبر حضرات کے علم میں ہے تو جناب والا آپ کا ترقیاتی بحث جو کہ پانچ ارب پر مشتمل ہے اس میں کوئی دو ارب پچاس ملکی ہے اور کوئی دو ارب پچاس غیر ملکی زر ہے اس میں باقی تمام جتنے بھی پیسے ہیں وہ جاری اسکیموں میں حکومت نے دیدیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ وہ مکمل ہو اور اس سے صرف سترہ کروڑ روپے بچے ہیں جو نئے اسکیمات کے لئے ہیں اب وہ سترہ کروڑ روپے سب کے سامنے ہیں کوئی ایسا بات نہیں ہے کہ وہ کوئی چھپے چھپائے والا بات ہے بلکہ سب کے سامنے سترہ کروڑ روپے پڑے ہیں کہ ترقیات مد میں نئی اسکیمات کے لئے تقسیم ہو گئے ہیں اور میں یہ واضح طور پر اور فخریہ طور پر کہہ سکتا ہوں معزز اراکین جو بلوچستان یا قومی حقوق کے مطالبہ کرتے تھے وہ کم از کم ہمیں ثابت کر دیئے کہ آج کا بحث اور پہلا والا بحث کس بنیاد پر تقسیم ہوا ہے میں سمجھتا ہوں یہاں پر ساتھیوں نے گزارش کی کہ یہ بحث لور الائی اس میں بارت بار آرہا ہے یا موسی خیل اس میں بار بار آرہا ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس میں لور الائی یا موسی خیل بار بار آرہا ہے بلکہ اگر آپ بحث اٹھا کر دیکھیں اسکی پی ایس دی پی اٹھا کر دیکھیں تو جس طرح ہمیں لور الائی یا موسی خیل معزز ہے ہمارے ذہن میں انکا بھی قدر ہے اس طرح ہمیں وڈھ اور خضدار کا قدر ہے اور اس طرح ہمیں نوشکی اور مکران بھی قدر ہے یہ نہیں ہے ہم اگر سیاست کرتے ہیں جمعیت علمائے اسلام اس بنیاد پر سیاست نہیں کرتے ہیں کہ ہم صرف موسی خیل یا خضدار یا قلات کی سیاست کرتے ہیں ہم بین الاقوامی سیاست کرتے ہیں اور صوبے کی حقوق کی بات کرتے ہیں آج بھی ہم اسی حقوق کے بنیاد پر قائم ہیں کل بھی اسی بات پر

قائم تھے یہ نہیں ہے کہ ہم نے لباتوں سے ہٹ کر کے ہم نے بھول دیا ہے لیکن افسوس سے یہ کہنا  
 پڑتا ہے کہ کچھ ساتھیوں نے گزارش کی کہ بار بار کچھ اضلاع کے نام آرہے ہیں میں اس کے  
 خدمت میں گزارش کرونگا ناراض نہ ہوں انتہائی احترام کے ساتھ بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ  
 ہے ایک وسیع رقبے کے لحاظ سے کچھ اضلاع میں اس طرح کے حالات ہیں اس کے جٹ سارے  
 کے سارے ایف سی پر لگ رہے ہیں جہاں جٹ ایف سی کی مد میں جا رہے ہیں یہ تو ہم سے گلہ  
 کیوں کر رہے ہیں۔ کم از کم وہ اس پر سوچ لیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم نے کسی علاقے کو نظر  
 انداز کیا ہے ہم نے کوئی علاقہ نظر انداز نہیں کیا ہے۔ بلکہ سب کے سب علاقہ ہمارے ذہن میں  
 بالکل برابر ہے اور ہم اس میں یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ بلوچستان کے اور پاکستان کے ہر ایک آدمی  
 ہمارے ذہن میں برابر ہے جناب والا جہاں تک کچھ ساتھیوں نے یہ بات کی کہ مرکز کا مسئلہ اور  
 مرکز نے ہمیں پیسے نہیں دیئے ہیں یہ ایک یقینی بات ہے جناب اسپیکر آپ خود سینٹ میں رہے  
 ہیں اور مرکز میں آپ رہے ہیں جیسے خان صاحب اور سید احسان شاہ اور یہ باقی ساتھی بھی وہاں پر  
 رہے ہیں گیس رائلٹی بلوچستان کا ایک آئینی حصہ ہے پاکستان کے آئین کا تقاضا ہے اور این ایف  
 سی ایوارڈ بھی آپ کے آئین کا ایک تقاضا ہے آپ اس آئین کو اٹھا کر کے سامنے رکھیں کیا آئین  
 کے مطابق بلوچستان کو گیس رائلٹی یا این ایف سی ایوارڈ کے مطابق پیسے ملے ہیں عجیب بات ہے  
 کہ آئین اس معاملات میں کارآمد ہے جو معاملات میرے مفاد میں ہو اور وہی آئین جو میرے  
 مفادات میں کارآمد ہے وہ صوبہ کے معاملات میں کارآمد نہیں ہے بلکہ اسلامی اصولوں کے لئے  
 کارآمد نہیں ہے وہ صوبے کے معذنیات اور حقوق کے لئے کارآمد نہیں ہے وہ صوبے کے  
 معذنیات اور حقوق کے لئے کارآمد نہیں ہے تو میں ایک ایک واضح طور پر کہہ سکتا ہوں کہ  
 ہمارے ساتھ بلوچستان کے ساتھ آئین میں دی گئی حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے اور ہمیں وہ اپنا  
 حقوق نہیں مل رہا ہے اور اس حقوق کے لئے میں جمعیت علماء اسلام کے برطرف سے یہ کہہ سکتا  
 ہوں کہ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے اور ہم نے بار بار کہا ہے بلکہ ہم تمام بلوچستان کے تمام معزز ارکان  
 سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس بنیاد پر کم از کم ساتھ دیں جناب والا میں شاید اس بات پر بھی حق

جانب ہوں کہ اگر اس معاملات میں جو صوابی حقوق ہے یا صوبائی خود مختیاری ہے اس معاملے میں اگر آئین پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے آپ کے ملک میں دوسری طرف اسلامی اصولوں کے متعلق بھی اسی آئین پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے جناب والا میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرونگا فرض کریں تقریباً بلوچستان کے کل قوانین تقریباً 350 کے لگ بھگ ہے اور اس میں کوئی 37 قوانین اس طرح ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ نے اس میں ترمیم کی ہے اور نے باقاعدہ آرڈر کئے ہیں اور بلوچستان کی حکومت نے اس میں ترمیم کی ہے اسلامی اصولوں کے مطابق لایوگ کو پیکٹریا 200 قوانین اس وقت بھی اس قوانین کے مطابق ہے جس وقت پاکستان نہیں بنا تھا وہی قوانین ہم پر لاگو ہے تو اگر اس سائیڈ پر عملدرآمد نہیں ہے تو اسی طرح اس سائیڈ پر بھی عملدرآمد نہیں ہے۔

بلوچ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے صوبے میں بیک وقت کتنے قوانین چل رہے ہیں دیوان قلات جو اس کو دستور عمل قلات کہا جاتا ہے وہ تقریباً کچھ اضلاع میں نافذ العمل ہے میں ذرا تھوڑا سا اس کی وضاحت کرونگا مثلاً ضلع قلات ہے ضلع خاران ہے ضلع خضدار ہے ضلع لسبیلہ ہے ما سوائے قوم کے حدود وہ مستثنیٰ ہے ضلع تربت ہے ضلع ہنجرور ہے ضلع گوادار ضلع کچی ما سوائے سب ڈویژن بلان اور ساتھ ضلع تہوما سوائے سب ڈویژن ذیرہ مراد جمال ٹرانسبل ایریا جو آپ کی ہے اس میں شریعت اپلیکیشن ریگولیشن لاگو ہے اور باقی علاقوں میں کوئٹہ ہے سی وغیرہ ہے اس میں دیگر لاء نافذ ہیں تو آپ بتائیں کہ آپ کے ملک میں ایک صوبے میں قانون کا اور نظام کا یہ حشر ہو تو وہاں پر میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہاں امن و امان آئے گا میں نہیں سمجھتا ہوں کہ پر آپ کہیں گے کہ میڈیکل کی حالت خراب ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہاں تعلیم میں کوئی بہتری آئیگی میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر فحاشی عربی بد حالی میں کوئی کمی آئیگی آپ بتائیں ایسے حالات میں کہ آپ کے ملک میں نظام کا یہ حالت ہو اور کچھ ساتھی کہتے ہیں کہ بھی میڈیکل کی حالت ٹھیک ہوگی۔ یا تعلیم کی حالت ٹھیک ہوگی اور جٹ اس بنیادوں استوار ہو گا جو بنیاد اس قوم کے بنیادی اور فطری نظام اس کا تقاضہ کرتے ہیں میں کس طرح یہ کہہ سکتا ہوں تقریباً ایک مہینے سے یا پندرہ

تیس دن سے یہ بحث آپ کے ممبران حضرات صوبہ میں زیر بحث ہے جس دن بحث بن رہا تھا تو میں نے گزارش کی کہ بلوچستان روایات کے مطابق ایک ایسا صوبہ ہے کہ وہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں تو لہذا مناسب یہ ہوگا کہ جس طرح ہم کالج سائیڈ کے لئے باقاعدہ طور پر ایک فنڈ ہیں تخفیف کرتے ہیں یا پانی و بجلی کے لئے اسی طرح ہونا چاہیے کہ اس صوبے میں جو دینی مدارس ہیں اس کے لئے بھی کم از کم ایک بنیاد ہم رکھیں تو جناب والا اس کا صلہ جائے یہ کہ وہ اپنے مساجد اور مدارس کے لئے کوئی بنیاد رکھیں اور یہ ثابت کریں کہ یہ ایک اخلاقی اور اسلامی صوبہ جائے اس کا صلہ یہ ملا کہ آج اس اسمبلی کے ممبر حضرات من انتہائی افسوس سے کہتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ جمعیت طلبہ اسلام نے اختر مینگل کی حمایت کس بنیاد پر کی ہے کہ ان کو ہر فرد کو ۸۰ لاکھ روپے پرائے دینی مدارس ملے ہیں میں اس کو کہتا ہوں کہ اگر آپ نے ثابت کر دیا تو اسمبلی فلور پر استغنیٰ کے لئے تیار ہوں جناب والا ہم وہ لوگ نہیں ہیں جیسے ہم منڈی میں سیکھتے ہیں وہ لوگ اور ہیں جو منڈی میں بیک جاتے ہیں ہم کم از کم سیکھنے والے لوگ نہیں ہیں ہم نے اگر اختر کی حمایت کی ہے وہ اپنے اصولوں کے مطابق ہم نے کہ ہے ہم نے اپنے بنیاد پر کی ہے تو جناب والا آپ کے اس صوبے میں اس بحث میں کوئی گوارہ نہیں کرتے ہیں کہ دینی مدارس اور مساجد کے لئے کوئی ذرائع معاش ہو کہ وہ اس صوبے کے لوگ نہیں ہیں کیا وہ اس صوبے میں نہیں رہتے ہیں کیا اس کے اس صوبے میں حقوق نہیں ہیں۔ تو جناب والا میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ ان مدارس اور مساجد من رہنے والے یہاں کے لوگ ہیں کوئی بلوچ نہیں کوئی پتھان ہے کوئی براہوی ہے کوئی سندھی ہے کوئی پنجابی ہے آپ یہ کہاں کا انصاف ہوگا کہ وہ دینی مدرسے سے نکل کر کے اختر جان کے پاس جائیں گے یا خان صاحب کے پاس جائیں گے۔ یا بسم اللہ کے پاس جائیں گے یا میرے پاس آئیں گے وہ سرٹیفیکیٹ کہ کیا میں اس صوبے کا باشندہ ہوں یا نہیں اس کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ و جناب والا جہاں تک بحث کے حوالے سے یہ آپ غریب صوبہ نوڈ کے محکمہ کو ۶۰ کروڑ سبڈی دے رہے ہیں آپ بتائیں کہ ۶۰ کروڑ کے عوام کے لئے کوئی مفاد ہے اور کبھی بھی وہ عوامی مفاد کے لئے استعمال ہوتے ہیں تو پہلے سے آپ بتائیں جب چینی کے لئے نوڈ کا محکمہ نہیں ہے تو کوئی

مسئلہ ہوا ہے جب چاول کے لئے نوڈ کا محکمہ ہے کوئی مسئلہ نہیں ہوا ہے چائے کے لئے دال کے لئے جو بھی کھانے کی ضرورت ہے اس کے لئے تو نوڈ کا محکمہ نہیں ہے لیکن ضرورت نہیں ہوا ہے جس کے لئے باقاعدہ سے ایک محکمہ موجود ہے اور صوبہ بلوچستان اس کو ۶۰ کروڑ روپے سبڈی دے رہا ہے اس کی آپ آج عوام میں دیکھ لیں کیا حشر ہے میں سمجھتا ہوں میں نے پہلے بھی تجویز دی ہے اس میں کچھ کوئی اس بحث میں ہوا ہے میرا تجویز یہ ہے کہ سبڈی تو بالکل ختم کیا جائے اور ساتھ گندم اور آنا کو لوپن کیا جائے اور ساتھ بارڈر پر اس طرح کے مضبوطی سے کام کیا جائے تاکہ بلوچستان کے گندم اور آنا باہر نہ جائے اگر گندم اور آنا لوپن ہو تو کوئی مشکل نہیں ہوگا جیسا چینی وغیرہ وغیرہ خوراک کی چیزیں جناب والا اسی طرح ہسپتال کی بات ہو رہی تھی اس بات سے اتفاق ہے کہ ہسپتالوں کی حالت خراب ہیں تعلیم کی حالت خراب ہیں ایگریکلچر کی حالت خراب ہے میں سمجھتا ہوں انڈسٹریز کی حالت خراب ہیں کوئی بھی پمپ لیس وہ ایسا نہیں ہے کہ آپ وہاں کہیں گے بھی یہ اچھا ہے اور صحیح ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجود حالات میں اگر ہم متعلقہ محکمے آپ نے روایات کے مطابق چلائیں تب بھی میرے خیال میں اس میں بہتری آئے گی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اپنے روایات کے مطابق ہو کوئی لاء اس میں نہ ہو تب بھی اس میں بہتری آئے گا اور میں سمجھتا ہوں اگر ہم اس لاء کم مطابق چلا رہے ہیں تو آپ کے اپنے شر میں عورتوں کے تمام دیکھ رہے ہیں جو آپ کے شر میں روایات کے مطابق ہو کوئی لاء اس میں نہ ہو تب بھی اس میں بہتری آئے گا اور میں سمجھتا ہوں آج اگر ہم اس لاء کے مطابق چلا رہے ہیں تو آپ کے اپنے شر میں عورتوں کے حمام دیکھ رہے ہیں جو آپ کے شر میں اس روایات میں عورتوں کا حمام موجود ہو اور آپ کہیں کہ امن ولمان ٹھیک ہوگا آپ کہیں کہ کسی کا عزت پامال نہیں ہوگا۔ یہ چلانے والا اس نظام کے چلانے والا کون ہے اسی پرزے سے جو موجودہ پرزہ جات ہیں اس کی قیمت پر لا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ پرزہ جات ناکام ہوں گے اب وقت آئے گا اور وقت ثابت کرے گا اگر ظلم انتہا کو پہنچ جائے اس کے نتیجے میں انقلاب آئے گا اس طرح ہوگا کہ پھر سب سے پوچھ لیں گے کہ گذشتہ دور میں جو کچھ ہوا اس کا حساب رکھ کر پھر بتادیں میرے محترم ہسپتال کے

متعلق ایک تجویز ہم نے پہلے بھی کی ڈاکٹر صاحبان جیسے کے صوبائی ہسپتال میں ڈیوٹی دے رہے ہیں تو نظر کے بعد آکر اسی ہسپتال میں ڈیوٹی دیں جیسے پہلے ایک رولز چلا آرہا ہے اس کے باقاعدہ طور پر ایک فیس کا حصہ ہوگا اس فیس میں گورنمنٹ کا کوئی دس فیصد یا پندرہ فیصد یا چالیس فیصد ہوگا۔

پہلے یہاں ایک سسٹم شروع ہوا اب میں سمجھتا ہوں اگر ہم اسی سسٹم کو جاری رکھیں تو شاید یہ قوم کے لئے فائدہ ہوگا جس کی خان صاحب نے بھی یہی تجویز دی تھی۔ تو جناب والا جہاں تک امن وامان کے متعلق بات ہوگئی اور ٹائٹیم یا الاونسز کے متعلق بات ہوئی۔ جہاں تک اسمبلی کے متعلق بات ہے میرے ذہن میں یہ بات نہیں آ رہی ہے کہ یہی ممبران نے پیٹھ کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اور ٹائٹیم کو ختم کر دو۔ گاڑی دس کی بجائے ایک کر دو (مداخلت)

سر دار غلام مصطفیٰ ترین :- پوائنٹ آف آرڈر جناب مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ ممبران صاحبان کے سامنے ہم لوگ یہ واضح کرتے ہیں۔ کہ ہمارے سامنے یہ بحث پیش ہوا ہے اور نہ ہم سے پوچھا گیا ہے الاونس دیا جائے مولوی صاحب نے پہلے بھی کہا کہ اکتالیس ممبران کے سامنے یہ بحث ہونا ہے یہ غلط ہے ہم سے کسی نے پوچھا ہے نہ کسی نے ہمیں تجویز دی ہے۔

جناب اسپیکر :- تشریف رکھیں مولانا صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

مولانا امیر زمان :- تو جناب والا یہ اس وقت فیصلہ ہو گیا تھا اور یہ باقاعدہ سامنے رکھ کر فیصلہ کیا گیا ہے۔ آج کچھ ساتھیوں نے یہاں پر کہا تھا کہ اسمبلی کے جو ملازمین ہیں ان کو الاونس دیا جائے۔ اگر باقی صوبوں سے تو میں سمجھتا ہوں کہ دیا جائے۔ یہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن میں یہ کم از کم وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ باقی چیزوں کو لئے نیلیبون یا گاڑی کے لئے کوئی معیار رکھیں۔ یا ڈیزل کے لئے کوئی معیار رکھیں اور اس میں پھر کوئی کمی نہ کریں یہ تو ہم بھی جانتے ہیں اور وہ بھی بارہا کہتے ہیں۔

مادری زبان میں تعلیم کی بات ہوگئی۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ تاج جمالی کے دورہ حکومت اس اسمبلی

نے یہ یہ قرار دیا پاس کیا اور یہ کہا گیا کہ تعلیم ماری زبان میں ہونی چاہیے اور ہم اس وقت موجود تھے اور ہم نے ہاں کر دی۔ کہ بالکل صحیح ہے مادری زبان میں تعلیم ہونا چاہیے اور پھر اسی اسمبلی میں دوسرا قرار دیا آئی اسی کی مخالفت میں کہ چونکہ مسئلہ اس طرح ہے کہ پیشین کو لورالائی میں ایک زبان چل رہا ہے۔ اس ساتھ اسی لورالائی کے ساتھ ہارکھان دوسرا زبان چل رہا ہے اور ساتھ اسی لورالائی کے درگ میں تیسرا زبان چل رہا ہے اور مکران میں ایک زبان ہے اور ڈیرہ میں دو زبان ہے فلاں ضلع میں فلاں زبان ہے۔ یہاں ان ممبر حضرات نے مخالفت کی ہم آج بھی متفق ہیں ہم نے کب انکار کیا ہے تعلیم کے متعلق ہم نے کبھی نہیں کہا کہ تعلیم نہ ہو۔ اور کبھی ہم نے نہیں کہا ہے کہ زبان پر پابندی ہے۔ زبان کا سکھانا نہ ہو ہم نے یہ کبھی نہیں کہا ہے۔ کہ حقوق کی بات نہ ہو۔ کبھی ہم نے نہیں کہا ہے کہ بھائی یہاں پر ترقیاتی کام نہ ہو۔ ہم نے اگر کہا ہے تو وہ بات کی ہے جو قوم کے نقصان میں ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر :- اختصار سے کام لیجئے گا ورنہ آپ بھی کیجئے گا۔

مولانا امیر زمان (سینئر منسٹر) : صحیح ہے۔ جناب والا چونکہ آپ نے کہا وقت مختصر ہے میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ موجودہ بجٹ ہمارے وسائل کے اندر صوبے میں تمام علاقے ہم نے برلبر رکھے ہیں۔ کچھ علاقے اس طرح ہیں شاید ان میں جا رہے اس سیمٹات میں اضافہ ہو۔ کچھ میں نئی اسیمٹات میں اضافہ ہو۔ کچھ کے لئے کسی اور چیز میں اضافہ ہو۔ کئی ایسی اسیمٹات میں اضافہ ہو۔ کئی ایسی اسیمٹات ہیں جو پورے بلوچستان کے لئے ہیں۔ مختلف اسیمٹات ہیں وہ ہم نے رکھ دی ہیں اور میں چاہتا ہوں میں ان اسیمٹات کا یہاں ذکر بھی کر دوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں اسمبلی کے موجودہ ممبر حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ بار بار کہتے ہیں کہ یہ دزر کی عیاشی پر خرچ ہو رہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس میں کیا عیاشی ہے۔ پتہ نہیں کہ میں عیاشی ہوں یا مولوی نصیب اللہ عیاش ہے۔ یا پرنس عیاش ہے اور میرے زہن میں کوئی عیاش آدمی نظر نہیں آ رہا ہے۔ لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ

پہلے گذشتہ بحث یہاں خرچ ہوئے ہیں اس کے مفادات کا خیال رکھیں۔ پہلے یہاں پر محزب الاخلاص چیزیں یہاں پیدا ہوئی ہیں۔ آپ کے صوبے میں ایسی کتابیں چھپ گئی ہیں کہ آپ کے مذہب کے ساتھ اس میں تصادم ہے۔ انا افسوس کی بات ہے کہ یہودیت اور نصرانیت اپنے مذہب کے لئے اپنے جٹ میں پیسے رکھتے ہیں تاکہ ذرائع ابلاغ پر خرچ کریں۔ اور اپنے مذہب کی ترویج کریں ہمارے ہاں وہ پیسے اس طرف جارہے ہیں تاکہ ہمارے مذہب کی ترویج کریں ہمارے ہاں وہ پیسے اس طرح جارہے ہیں تاکہ ہمارے مذہب پر کوئی داغ لگا دیں تاکہ باہر کی دنیا دیکھیں۔ آپ کے صوبے میں آپ کے ملک میں ایسی کتابیں موجود ہیں کہ انہیں کہا جاتا ہے نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ نقل کفر کفر تا باشد۔ کہ اس صوبے میں ایسی کتابیں کو نو دہیں کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ دوزخ کے کتوں میں سے ایک کتاب ہے۔ نعوذ باللہ آپ کے صوبے میں ایسی کتابیں موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مارنے کی کوشش کی لیکن میں نے اپنے آپ کو بچا لیا۔ کوئی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ (مدامحلت)

آپ مجھے بتائیں پارلیمنٹ ہاؤس پر ہم دیکھتے ہیں کہ لکھا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا بھی عقیدہ ہے لیکن اس ملک میں صحابہ آپ کے آئمہ اور آپ کے انبیاء آپ کے قرآن کا تحفظ نہ ہو تو آپ مجھے بتائیں کہ یہ پیسے کدھر جارہے ہیں۔ آپ کے مرکزی حکومت نے ایک سو دس ارب روپے پیش کئے ہیں۔ ایک سو دس ارب میں سے جب وہاں پر میٹنگ ہو اس میں سے صرف بلوچستان کے لئے ساٹھ لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ اس میں صرف بلوچستان کے لئے صرف 60 لاکھ روپے رکھے گئے ہوئے تھے جی ہاں کل 606 ارب ہیں اس کے بلوچستان کے لئے صرف 60 روپے رکھے ہوئے تھے تو جب پلاننگ کمیشن کا اجلاس ہو اس میں ہم اور اختر جان نے مسئلہ اٹھایا کہ کچھ نہیں ہے اب وہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنے تقریر میں کہہ دیجئے کہ یہ وعدے ہوئے ہیں یا کچھ ہے پچاس سال ہے ہم وعدوں پہ چل رہے ہیں پچاس سال سے ہم اس ذلت کے چکی میں پس رہے ہیں اور آپ کے وزیر اور آپ کے وزیر خزانہ نے مجھے خود کہا کہ مولوی صاحب آپ دعا کریں میں نے کمانہ جی دعا تو میں نے پچاس سال کئے ہیں اب دعا کی

ضرورت ہے اور ہم نے کبھی ایسے ظالم حکمرانوں کے لئے دعا نہیں کئے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کی کشتی ڈوبتے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ڈبوئیں ہم کہتے ہیں کہ آپ کی کشتی ڈوب جائے اور ہم چین اور آپ چاہتے ہیں کہ اس طرح کے حالات ہوں آج اگر ملک میں اگر فرقہ واریت ہے اگر آج ملک میں قوم پرستی پرستی کی بات ہے اگر آج ملک میں وہشت گردی ہے اگر آج ملک میں مذہب کے نام پر منافطرت ہے میں اس فلور پہ کہتا ہوں کہ یہ حکمرانوں کے پیداوار ہے اگر حکمران کے پیداوار انہیں ہے اگر حکمران کے پیداوار نہیں ہے تو کبھی نہیں ہو سکتا ہے جناب والا تو کم از کم بلوچستان ہم نے کسمیر نہیں بنایا لیکن جو کچھ ہم نے قوم کے سامنے رکھ دیا ہے ساتھیوں نے گزارش کی کہ انسان دشمن جھٹ ہے اور عوام دشمن جھٹ ہے عجیب سی بات ہے ایک طریقہ بنا ہوا ہے کہ مں گورنمنٹ میں ہوں تو میں گورنمنٹ کے جو کچھ ہے اس کو چھپانے کی کوشش کرونگا نہ جی کم از کم جمعیت علماء اسلام یہ نہیں کریں گے اگر قتل ہوتا ہے تو وہ کہیں گے کہ قتل و غارت ہو گئی اگر زنا اور فحاشی ہوتی ہے تو ہم کہیں گے اگر کوئی بھی جرم ہوتے ہیں تو ہم کہتے ہیں یہ ہوتا ہے اگر کوئی اچھے کام ہو تو ہم کہیں گے کہ یہ اچھے کام ہیں کل تک یہ ساتھی ہمارے ساتھ تھے ایک ہفتہ نہیں ہوا ہے جو انہوں نے ایجوکیشن چھوڑ دیا ہے ایک ہفتہ نہیں ہوا کہ انہوں نے یہ محکمے چھوڑ دیئے ایک ہفتہ کے بعد ہم کرپٹ ہو گئے اور وہ صحیح ہو گئے ایک ہفتہ کے جھٹ انسان دشمن ہو گئے ہیں اور وہ صحیح ہو گئے ایک ہفتہ پہلے یہ جھٹ انہوں نے پاس کیا ہے گزشتہ ضمنی جھٹ پہ جھٹ ہوئی تو کہا جانتا تھا اتنی شاہ خرچیاں ہوئی ہیں اب میرے بھائی بچھلے جھٹ آپ اٹھا کے ضمنی جھٹ کوئی 12 کروڑ اب آپ اندازہ خود لگائے 12 کروڑ اور 82 کروڑ اب شاہ خرچیاں آپ نے کئے ہیں یا ہم نے کئے ہیں تو جناب اسپیکر پشتونوں ایک شہر ہے میں خان صاحب سے گزارش کرونگا کہتے ہیں پشتو مثال کہتے ہیں کہ شلوار کے ہر جگہ پہ اتنے اتے سورخ بن چکے ہیں اب جس سورخ کو ہند کرتا ہوں مجھے رونا آتا ہے۔

جناب اسپیکر :- پچھہ کنا کنا نم تن ضمہ داغ داغ

مولوی امیر زمان (سینئر صوبائی وزیر) : تو مسئلہ اس طرح ہے وہ شلوار ولای  
بات ہے اب کس بات کو ہم سامنے رکھیں کس پہ بحث کریں ہاں یہ اگر ایک بات ہے تو اگر آپ  
بحث کرتے ہے تو یقیناً بحث کے مستحق گھنٹوں گھنٹوں سے اس پہ آپ نے بحث کرنی ہے۔

جناب اسپیکر :- اب اختصار فرمائیں گا آپ نے کہا آپ نے کرتے کرتے پھر آپ چل  
پڑے ہیں جی

مولوی امیر زمان (سینئر وزیر) : تو جناب والا مختصر سے میرے خیال میں شعر  
کافی ہے اور اس پہ ہم بحث کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر :- جی ہاں کافی ہو گیا۔

مولوی امیر زمان (سینئر وزیر) : جی اور دوسرا تو میں اختر جان کے متعلق میں  
کو ننگا کہتے ہیں (پشتو میں شعر پڑھا) تو وہ کہتے ہیں کہ میرے دوست ہیں وہ کوئی دوسرے مذہب  
کے ہیں میں اس کے محبوب میں آ گیا ہوں تو اس لئے کے دھر مسال میں جھاڑو بھی لگائی لگا رہا  
ہوں تو اگر آپ اس بحث کی تعریف کرتے سمیں تو اختر جان کی وجہ سے کرتے ہیں یا کسی دوسری  
چیز کی تعریف کرتے ہیں تو اس لئے کرتے ہیں اور یا تارا چند کی وجہ سے کرتے ہیں تو بات اس  
طرح ہے جناب کہ اصل بات اس بنیاد پہ ہے کہ اس ملک میں نظام کی کمی ہے جب تک نظام نہ  
بدلے میرے محترم جناب کسی کو نہ انصاف ملے گا نہ کسی کو حق ملے گا نہ کوئی مسئلہ ٹھیک ہو سکتا  
ہے۔

جناب اسپیکر :- جذاک اللہ

مولوی امیر زمان (سینئر وزیر) : جناب والا آکر میں سب ممبران حضرات کی  
شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے روایات کے مطابق اس اسمبلی کو چلایا ہے اور آئندہ بھی ہم

امید رکھتے ہیں چاہے کوئی حزب اختلاف ہو یا اقتدار میں ہو مناسب یہ ہے کہ ہم اپنا رویا برقرار رکھے اور اگر ہم اپنی رویا برقرار رکھتے ہوئے تو ہو سکتا ہے کہ ہم کسی مقصد کے لئے پہنچ سکیں اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اگر مقصود کی بات ہو اختلاف برائے اختلاف نہ ہو اس پہ مطلق رہے تو آخر میں میں آپ سے گزارش کرونگا جناب والا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات اسمبلی فلور پہ آچکی ہیں اور اس میں اس طرح ہے کہ اسلامی نظریات کونسل نے 14 اگست 1973 قوانین میں ترمیم کے سفارش کیا ہے بھائیہ 216 قوانین کی جائزہ لیا ہے ان میں 77 قوانین میں ترمیم کے سفارش کیا ہے بھائیہ 139 قوانین میں ترمیم کی کوئی سفارش نہیں کیا ہے اور وہ سفارشات مجھے یاد نہیں پڑتا ہے کوئی ایک مہینہ ہوا ہے تو میں گزارش کرونگا اسمبلی فلور پہ وہ آئے ہیں اس کی بحث کرنے کے لئے میں آپ سے گزارش کرونگا ایک دن آپ رکھیں اور یہ ایک آئینی مسئلہ ہے اگر آپ آئینی حق کو پامال کرتے ہیں تو پھر دوسروں سے کیا لگے تو آخر میں آپ سے یہ گزارش کرونگا شکر یہ آپ کی نوازش۔

جناب اسپیکر: مہربانی جی

جناب اسپیکر: - جی عبدالرحیم خان مندوخیل

عبدالرحیم خان مندوخیل: - already point of personal وہ جناب already یہ

بات آگئی صرف ریکارڈ کے لئے correct کرنے کے لئے یہ مولانا صاحب نے فرمایا یہ جو موجودہ جٹ تھا وہ اسمبلی کے تمام ممبران 41 کے سامنے وہ پیش ہوا اس بار یہ نہیں ہوا

جناب اسپیکر: - نہیں ہوا نہیں ہوا

عبدالرحیم خان مندوخیل: - نہیں ہوا تھا یعنی دوسری بات جناب والا یہ جو انہوں

نے فرمایا اور اس میں ایک کٹوتی اصلاحات کے بارے میں اس میں ٹنگ نہیں ہم تھے واقعی لیکن اس کا ہم نے یہ جو کٹوتی کر رہے ہیں الاؤنس کا آپ ذرا جناب والا ہاؤس میں آرڈر

جناب اسپیکر :- order in the house please جناب

عبدالرحیم خان مندوخیل :- یہ جو انہوں نے کھوتی کر رہے ہیں بلکہ بقول ان کے اصلاحات کر رہے ہیں پچاس فیصد کھوتی میٹنگ میں واقعی بمن بلائی تھی اور اس میٹنگ میں پھر کوئی اور نہ تھے میں تھامس راجہ مصطفیٰ خان ترین اور مولانا نصیب اللہ صاحب یہ ہم تین تھے اور میں ہم نے واضح طور پر انہیں کہا ہم نے واضح طور پر یہ باقاعدہ ان کو عرض کیا یہ تنخواہ اور الاؤنس نہ کاٹے جائیں اور یہ اور ٹائن نے کاتے جائیں یعنی یہ میں آپ کے ریکارڈ correct کرنے کے لئے بات کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر :- شکر یہ

عبدالرحیم خان مندوخیل :- اور دوسری بات یہ مادری زبان کی یعنی مادری کی جس نے بھی اپوزیشن کی ہے ہم نے نہیں کی مادری زبان ایک اصولی مسئلہ ہے۔ مولانا عبد الواسع (وزیر) :- یہ مسئلہ تو حل ہو گیا اس پر بار بار تقریر کرنا میرے خیال میں ناجائز ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- نہیں نہیں مولانا صاحب وضاحت کا ہمیں حق ہے۔

جناب اسپیکر :- دیکھئے اس پر resolution آچکے تھے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- قرار دلو ہم لوگوں نے پیش کیا تھا اس میں جناب

والال منظور ہو اس پر عمل بھی ہو ایہ دوسری بات یہ جو مولانا صاحب نے پیش کی ہے کہ بعد میں لوگوں سے کیا کہا کہ ادھر کونسی زبان ہے ادھر کونسی زبان ایک واضح بات ہے کہ اس صوبے میں تین زبانیں ہیں پشتو بلوچی برہوی باقی زبانیں ان کے حصہ ہے جناب والا اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے وہ صرف مادری زبان کو negate کرنے کے لئے ایسی باتیں ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر :- چلیں یہ زیر بحث نہیں ہے بات تشریف رکھیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- یہ جو قرارداد ہے یہ بات بعد میں اسمبلی میں نہیں آئی یہ جو گورنمنٹ نے اس کو یہ جو مادری زبان ہے اس کو ختم کیا ہے ہم مطالبہ کریں گے مولانا صاحب کو ہم تجویز دیتے ہیں کہ وہ اس کو باقاعدہ initiate کریں اور یہ مادری زبان کو زریعہ تعلیم بنایا جائے مہربانی۔

جناب اسپیکر :- اب مغرب کا وقت بھی ہونے کو نزدیک ہے کیونکہ پونے بجے آزان مغرب ہوتی ہے میں اس وقت کے لئے گزارش کرونگا وزیر خزانہ صاحب سے کہ فلور آپ لے اور اپنی بات آگے بڑھائیں شکر یہ وزیر خزانہ صاحب floor is with you now سید احسان شاہ (وزیر خزانہ) شکر یہ جناب اسپیکر بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب

اسپیکر گزشتہ دو دن اور آج کے دن اس معزز ایوان نے میزانیہ برائے سال 1998-99 پر بحث کی اس میں مختلف دوستوں کی جانب سے مختلف قسم کی آراء سامنے آئیں کچھ دوستوں نے ان مشکل حالات میں جھٹ بنانے پر حکومتی اقدامات کی تعریف کی اور خاص طور پر ان حکومت اقدامات کی تعریف کی جن کی وجہ سے پچھلے مالی سالوں میں پبلک منی کا اصراف ہو رہا تھا اور میرے کچھ دوستوں نے تعمیری تنقید بھی کی چونکہ میں سمجھتا ہوں یہ ان کا جمہوری حق تھا اور ہمیں اس تعمیری تنقید میں اپنی سمت کو مزید بہتر کرنے میں مدد ملی۔

ہمیں اس تعمیری تنقید میں ہمیں اپنی سمت کو مزید بہتر کرنے میں مدد ملی جناب والا پورے بلوچستان کے عوام کو اور اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کو اس بات کا غلطی علم ہے کہ میزانیہ برائے سال 1998-99 کن مشکل حالات میں مخلوط حکومت نے بنایا۔ اب اس من بھی سوچو وہ حکومت نے یہ کوشش کی کہ اسمبلی مین جتنی پارٹیاں موجود ہیں ان تمام دوستوں کے مشورے ان تمام دوستوں کی آراء اس من آئیں تجاویز اپنی دیں اور اس تجاویز کے حوالوں سے ہم ایک بہتر جامع اور خوبصورت کے جھٹ بلوچستان کے عوام کو دے سکیں۔ اس سلسلے میں جناب والا

وزیر اعلیٰ بلوچستان کی ہدایت پر دو کمیٹیاں بنائی گئی۔ ایک کمیٹی غیر ترقیات اخراجات کے کنٹرول کرنے کے لئے اس میں بہتری لانے کے لئے بنائی گئی جو تجویز پیش کریں دوسری کمیٹی جناب والا ترقیات اخراجات کو دیکھنے کے لئے ان کو بہت استعمال کرنے کے لئے بنایا گیا غیر ترقیات اخراجات کی کمیٹی نے جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق سربراہ مجھے بنایا گیا۔ اور میرے ساتھ مخلوط حکومت میں شامل مولوی امیر زمان صاحب جعفر خان مندوخیل صاحب اور بسم اللہ خان کاڑ صاحب شامل تھے۔ اس طرح سے دوسری کمیٹی صاحب اور بسم اللہ خان کے لئے بنایا گیا۔ وہ سینئر وزیر مولانا امیر زمان صاحب کی سربراہی میں بنایا گیا۔ اس کے ممبر جان جمالی صاحبت میں خود اور بسم اللہ خان کاڑ صاحب تھے۔ جناب والا غیر ترقیات اخراجات کو کم کرنے کے سلسلے میں جس طرح سے جٹ تقریری میں نے کافی وضاحت کے ساتھ گزارشات پیش کیں اسی طرح سے ترقیاتی جٹ کے سلسلے میں بھی میں یہ کہوں گا کہ یہ مثبت انوکھا اور اس سے پہلے بلوچستان کی تاریخ میں یہ روایت نہیں رکھی گئی تھی کہ جاریہ اسکیم جن پر عوام کے پیسے لگے تھے نئی حکومت آکر ان اسکیمات کو مکمل کرنے پر زور دے میرے خیال میں پہلی مرتبہ اس مخلوط حکومت نے یہ کوشش کی ہے کہ بنائے اس کے اپنے چھوٹے چھوٹے سیاسی مقاصد حاصل کریں ہم نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ ہم ان جاریہ اسکیموں کو جو پچھلی حکومت نے شروع کی ہیں انکو مکمل کر کے عوام کو سمولتیں پہنچائی۔ جناب والا ان دونوں کمیٹیوں کے جو سفارشات تھے وہ مخلوط حکومت کے پارلیمانی بورڈ کے سامنے پیش کئے گئے پھر اس کے بعد اپوزیشن کے تمام ممبران کو دعوت دی گئی اور ان کے سامنے یہ تمام تجویز رکھے گئے۔

جس کا جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب نے اعتراف بھی کیا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل : - جناب والا میں وزیر صاحب کی تقریر میں انٹرنیشن

نہیں کرنا چاہتا (مائیک بند)

جناب اسپیکر : - جب وزیر صاحب تقریر کر رہے ہوں تو خان صاحبت انٹرنیشن نہ کریں

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اپوزیشن کے دوستوں کے سامنے وہ تجاویز رکھے گئے جو اس جٹ میں پبلک منی کے ضائع کرنے کو ہم نے پیش کئے۔ جس پر ہمارے دوستوں نے کئی ایک پوائنٹ پر اتفاق کیا۔ کئی ایسے پوائنٹ تھے جن پر اتفاق نہیں کیا۔ میں ان نکات کی دوبارہ وضاحت کرنا چاہوں گا جن پر اتفاق نہیں تھا تاکہ اس بلوچستان کے عوام کو اور پریس کے توسط سے سارے صوبے کے لوگوں کو علم ہو جن چیزوں کے بارے میں ان کے خدشات صحیح نہیں تھے۔ اس کے باوجود میں جناب اعتراف کرتا ہوں کہ جٹ کوئی ایسی دستاویز نہیں ہے کہ جس میں بہتری کی گنجائش نہ ہو ممکن ہے اس میں کئی ایسی چیزیں رہ گئی ہوں ان کو ہم بہتر کر سکتے ہوں۔ ضمنی جٹ کے دوران بھی اسی فلور میں نے گزارش کی تھی کہ ہمارے کسی دوست کے ساتھ بہتر تجاویز ہیں تو وہ اپنے تجویز ہم تک پہنچائے ہم ان پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں جناب والا۔ عام طور پر دوستوں نے جن چند نقاط پر اعتراض کیا ایک این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے تھے۔ کہ موجودہ این ایف سی ایوارڈ صوبے کے مفادات کا تحفظ نہیں کر رہا۔ دوسرا جناب والا سٹیٹ بینک کے اور ڈرافٹ کے متعلق تھا جس پر ان کو اعتراض تھا تیسرا تنخواہ اور الاؤنس کاٹنے کے حوالے سے تھا چوتھا صوبے کو گیس کی رائلٹی نہیں مل رہا اس ہولے سے تھا اور پانچویں یہ تھا کہ صوبے کی ترقی کے لئے کوئی جامع منصوبہ بندی نہیں کی گئی ہے جناب والا میں کوشش کرتا ہوں کہ میں ان نقاط کا ایک ایک کر کے جواب دوں۔ جناب والا جہاں تک این ایف سی ایوارڈ کا تعلق ہے۔ یہ این ایف سی ایوارڈ ہماری حکومت کے وجود میں آنے سے چار پانچ دن قبل کیری حکومت کے زمانے میں دستخط ہو گیا تھا۔ اور تمام ممبران کو یاد ہو گا کہ ہماری حکومت بننے کے بعد ہم نے سب سے پہلے اس ایوارڈ پر اعتراض کیا۔ جس کے بعد وزیر اعلیٰ بلوچستان نے ایک کمپنی باقاعدہ تشکیل دی۔ جس نے اس ایوارڈ کے باریک نفاطوں کا جائزہ لیا اور یہ بات نہیں کہ ہم کمیٹی بنانے کے بعد خاموش ہو گئے۔ بیٹھ گئے ہم نے یہ بات وفاقی حکومت کے متعلقہ فورموں میں بھی اٹھایا۔ یہ بات ہم نے این ایف سی کی میٹنگ میں بھی اٹھایا۔ یہ بات ہم نے این

ایف سی کیمینگ میں بھی اٹھایا۔ جب یہاں پر صدر پاکستان کو سُنہ آئے یہاں پر تمام ممبران نے ان کے سامنے یہ بات بھی رکھی۔ یہ کہنا ہم اس پر خاموش ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے جناب والا جہاں تک اسٹیٹ بینک کے اور ڈرافٹ کا تعلق ہے یہ ہماری حکومت کو ورثے میں ملی۔ جب ہم نے حکومت سنبھالی یہ اور ڈرافٹ تقریباً دو ارب بیس کروڑ روپے کے لگ بھگ تھا لیکن ہم نے اقدامات کر کے کم کیا۔ (آواز آزان)

جناب اسپیکر :- اجلاس کی کارروائی برائے وقفہ نماز مغرب کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اجلاس کی کارروائی سات بجے پینتالیس منٹ پر برائے نماز مغرب ملتوی ہوئی اور زیر صدر جناب اسپیکر مدد منٹ پر شروع ہوئی۔

جناب اسپیکر :- سید احسان شاہ صاحب آپ کے پاس فلور تھا جاری رکھیں۔

سید احسان شاہ وزیر خزانہ :- شکر یہ جناب اسپیکر بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب اسپیکر ذکر ہو رہا تھا اسٹیٹ بینک کی اور ڈرافٹ کا جناب والا جو موجودہ اسٹیٹ بینک کا اور ڈرافٹ ہے یہ ہمیں ورثے میں ملا ہے جس طرح میں نے پہلے گزارش کی کہ جب ہم نے حکومت سنبھالی تو اس وقت اسٹیٹ بینک کا اور ڈرافٹ دو ارب بیس کروڑ روپے کے لگ بھگ تھا ہم نے اس دوران مختلف اقدامات کر کے اخراجات چھپانے کے پڑول کے مد میں ٹیلی فون کے مد میں دوسرے مدوں میں ڈیپنٹ جہاں بے جا اخراجات ہو رہا تھا ان کو کٹ کر کے جناب والا ہم اس کو ایک ارب بیس کروڑ روپے تک لے آئے تھے لیکن بعد میں مالی مجبوریوں کے تحت اور مرکز حکومت سے وقت صوبائی کو races نہ ملنے کی وجہ سے پھر اسٹیٹ بینک کا اور ڈرافٹ کچھ دو ارب چالیس لاکھ روپے تک آ گیا اور جناب والا میرے معزز دوست جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے تین چار مرتبہ تنخواہ اور الاؤنسز کاٹنے کا ذکر کیا تو میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ جو اقدامات ہم نے نان ڈیپنٹ کٹ کے سلسلے میں اٹھائے ان میں ہرگز یہ بات نہیں ہے کہ کسی سرکاری ملازم کی تنخواہ یا الاؤنس کٹے گی بلکہ وہ تو ان کے اس دن میٹنگ میں بھی جناب معزز ممبر کو میں نے گزارش کی

تھی کہ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے کہ ہم بجائے اس کے کہ سال کے شروع میں متعلقہ محکمے کو تمام پیسے دے اور سال کے آخر میں وہی پیسے ہو وہ بچا کے Surrender کرتے ہیں فنانس ڈیپارٹمنٹ کو دوبارہ تو اس دفعہ ہم نے یہ کہا ہے کہ شروع میں ہی ان کو دس فیصد کم دیا جائے اگر مزید ان کو سال کے آخر تک ضرورت ہوئی تو ہم ان کو وہ پیسے دینے کے لئے تیار ہیں اور اس سلسلے میں وہ یقین رکھیں کہ کسی سرکاری ملازم کی تنخواہ نہ کم ہوگی نہ اس کے الاؤنسز پہ کوئی اثر پڑے گا جناب والا جہاں تک صوبے کی گیس کی رائلٹی کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں حکومت کا موقف اور اپوزیشن کا موقف تقریباً ایک ہے جس طرح صوبے کے مفادات حکومت کو عزیز ہے اسی طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو بھی وہ مفادات عزیز ہے جناب والا صوبے کی ترقی کے لئے چامہ منصوبہ بندی کا ذکر ہوا کہ کوئی جامہ نہیں کی گئی اس سلسلے میں جناب گزارش ہے کہ گذشتہ پانچ سالہ منصوبہ اس میں جون کو ختم ہو رہا ہے اور نواں پانچ سالہ منصوبہ جولائی سے شروع ہو رہا ہے۔ اور اس سلسلے میں حکومت بلوچستان نے واضح منصوبہ کی ہے اور وہ پیر کی شکل میں چھپ رہا ہے اور انشاء اللہ دو چار دن کے بعد تمام اسمبلی کے ممبران کو وہ مسیا کیا جائے گا اور اس کے کاپی اس وقت بھی میرے پاس ہے اگر کوئی معزز ممبر مطالبہ کرنا چاہے تو یہ حاضر ہے اور اس میں تمام صوبوں کے متعلق زراعت ہو ایجوکیشن ہو امور حیوانیات ہو ماہی گیری ہو غرض کہ ہر شعبے کو اس میں کور کیا گیا ہے اور جناب والا اپوزیشن کے کچھ دوست اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں جنہوں نے اپنے تقریری کے دوران خاص طور پہ عاصم کرو صاحب نے وزیر اعلیٰ کے پروٹوکول اور ان کے سی ایم سیکرٹریٹ کے اخراجات کے متعلق افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ انکی معلومات انتہائی ناقص ہے میں تو یہ کہوں گا کہ نہ انہوں نے اس بحث کا مطالبہ نہ اس سے پہلے گذشتہ سال کی ایک بحث کا مطالبہ کیا ہے جناب والا سترام سنگھ صاحب نے بھی اپنی لکھی ہوئی تقریری میں کوشش کی کہ وہ یہ ثابت کریں کہ جی حکومت اپوزیشن کے ساتھ بالکل لا تعلق ہے اور اپنی من مانیوں کر رہی ہے لیکن ہرگز ایسی بات نہیں ہے یہاں تقریری تو انہوں نے بڑی خوبصورت کی لیکن اسی سترام سنگھ صاحب کو بحث بناتے وقت ہم نے دعوت دی کہ جناب آپ

آئیں تجاویز اپنی دیں لیکن اس وقت وہ تشریف نہیں لائے اگر ان کو عوام کا اتنا دکھ تھا صوبے کا اتنا دراپنے دل میں رکھتے ہیں تو چاہیے تھا حکومت کے اس دعوت کو قبول کر کے وہاں جاتے اور اپنے مشورے سے ہمیں نوازتے اب اجازت انہوں نے کہا سے لینا تھا اجازت کیوں نہیں ملتا یہ تو وہ خود بنا سکتے ہیں اب جناب والا ہم وہ نکات کی جانب آتا ہوں جنکا معزز دوستوں نے خاص طور پر ذکر کیا جناب عبدالرحیم خان مندوخیل پصاحب نے دہی علاقوں میں زیادہ تر اسکول کام نہیں کر رہے اور حکومت اس سلسلے میں اقدامات کر رہی ہے جناب والا اس سلسلے میں اتنی وضاحت کروں کہ صوبے میں اس وقت 8592 پرائمری اسکول اور 6 موڈل اسکول ہیں ان میں سے تقریباً 85% اسکول دہی علاقوں میں ہیں اور اس حالیہ سروے کے مطابق 315 اسکول بند پڑے تھے جو گزشتہ سالوں کے دوران ایم پی اے صاحبان نے اپنے صوبہ دیدی فنڈ کے ذریعے محکمہ تعلیم سے مشورہ کئے بغیر بنائے تھے محکمہ تعلیم نے تمام اسکولوں کا جائزہ لیا ان میں سے 156 اسکولوں میں اساتذہ کی تعیناتی کی ضرورت تھیں جو کہ کر دی گئی ہیں اور اب یہ اسکول کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ جناب قس اسکول نامناسب جگہوں پر بنے ہوئے تھے اور آبادی سے وہ کافی دور ہے اب یہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ کس مقصد کے لئے بنائے گئے تھے کسی کو وراثت کی ضرورت تھی یا کسی کو دوسرے ضرورت تھی بہر حال 13 اسکول ایسا ہے جناب والا جن کے بالکل ہی نزدیک دوسرے اسکول موجود ہیں جہاں پہ اسکول کی قطعاً ضرورت نہیں تھی لیکن اس وقت ایم پی اے صاحبان نے اپنے صوبہ دیدی فنڈ سے وہ اسکول تعمیر کئے تو اس سلسلے میں باقی اسکولوں کے متعلق جناب والا علاقہ میں جہاں کارپورٹ تیار کی جا رہی ہیں اور بند اسکولوں کو حکومت چلانے کے لئے جلد اقدامات کر رہی ہے اس کے علاوہ میرے معزز دوست کا غلام مصطفیٰ ترین صاحب کا ایک اعتراض تھا کہ پچھلے سال جن لوگوں کو پانی مل رہا تھا اب انہیں پانی نہیں مل رہا کیونکہ پانی کی اسکیمیں بند ہیں اور بجٹ میں دعویٰ

کیا گیا ہے کہ 35 ہزار افراد کو پینے کے لئے پانی ملے گا تو جناب والا اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اس وقت بلوچستان میں محکمہ آب و ہوا کے پاس 1410 اسکیمیں ہیں جس میں سے 170 اسکیمیں

92 سے پہلے کی ہے اور 1709 اسکیمیں S.A.P شروع ہونے کے بعد کی ہے ان نئی اسکیموں میں 260 اسکیمیں کیونٹی کو دی جا چکی ہیں اور وہ ان کو باقاعدہ طور پر چلایا جا رہا ہے 60 اسکیمیں ایسی ہیں جو موجودہ سال میں کیونٹی کے حوالے کی گئی ہیں جناب اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ مجموعی طور پر محکمہ پبلک ہیلتھ نے صوبے کے عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ ہم یہ نہیں کہتے کہ 100% ہی وہ اطمینان بخش ہیں لیکن ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ مجموعی طور پر اگر ہم ان کا جائزہ لے تو یقیناً وہ بہتری کی طرف گامزن ہے اور سردار مصطفیٰ ترین صاحب نے خاص طور پر کھلی گوریان ٹرانسفر مر کی بھی بات کی تو اس سلسلے میں بتانا چاہوں گا کہ 90 ہزار روپے کی رقم واپڈا کو دی جا چکی ہے تاکہ اس کام کو مکمل کیا جاسکے اور جناب والا جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب اور سردار غلام مصطفیٰ ترین صاحب کا ایک اور نقطہ اعتراض تھا کہ پانی کا شعبہ جس میں ہماری زراعت کا انحصار ایک کوئی پلان اس کے لئے تیار نہیں کیا گیا تقریباً سب ملین پانی ایکڑ پانی ضائع چلا جاتا ہے وفاقی حکومت کو بھی کوئی مناسب منصوبہ ہندی نہیں کی تو اس سلسلے میں جناب گزارش ہے کہ ہماری زراعت کے انحصار پانی کے شعبے سے ترقیات منسوبے بنائے بھی گئے ہیں اور حکومت پاکستان کو بھجوائے گئے ہیں وفاقی بجٹ 98.99 میں جو منسوبے ہمارے خصوصی کوششوں سے اور میں اس میں یہ کمونگا کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان کے ذاتی دلچسپی سے جو کہ میں خود اس بات کا گواہ ہوں میں اسلام آباد میں ان کے ساتھ تھا انہوں نے کن کن فورم پہ کن سختی کے ساتھ اس مسئلے کو نہیں اٹھایا ان کی کوششوں سے جناب والا وفاقی حکومت نے کچھ اسکیمیں شامل کیں جن کا میں یہاں ذکر کرتا چلوں پشین قلعہ عبداللہ کونڈہ مستونگ مچھر اور قلات کی واویوں میں زیر زمین پانی کی گرتی ہوئی سطح کی حالی کا منصوبہ پر لاگت 43 کروڑ 65 لاکھ اس کے علاوہ جناب نیشنل ڈرنیج اور آن وائر ٹیمٹ جو ورلڈ بینک کی جیسے بڑے منصوبوں میں جو اربوں مالیت کے ہیں جس میں بلوچستان کو بھی خاطر خواہ حصہ ملے گا وہ بھی اس سال پی ایس ڈی پی میں شامل ہیں اب اس میں ایک جو مسئلہ اس وقت پیش آرہی تھی یہ تھا کہ National کا منوبہ جو خالصتاً میم اور طور کے روک تھام کے لئے تھا حکومت بلوچستان کے امرار پہ مرکزی حکومت

سے ہم نے یہ بات منوایا کہ جی باقی صوبہ کے مسائل ہمارے صوبے سے مختلف ہیں ان کو سیم اور تھور کے مشکلات ہے لیکن ہمارے صوبے کے under ground Water level جو دن بہ دن نیچے جا رہا ہے اس کے کنٹرول کرنے مشکلات ہمیں پیش آرہی ہیں تو اس سلسلے میں جناب انہوں نے ہم سے اتفاق کیا کہ جو رقم ہمیں اس میں ملے گی وہ اس کے ذریعے ہم Storage پانی کے Storage کے منصوبے اور ڈیلے ایکشن ڈیم کے منصوبے بنا سکیں گے اس منصوبے کے تحت جناب والا تقریباً 171 نئے ڈیم آئندہ پانچ سال کے دوران تعمیر کئے جائیں گے صوبائی بجٹ میں جاپان کی مدد سے پانی کی وسائل کی ترقی اور 14 ڈیم بنانے کا منصوبہ بھی شامل ہے مذید برائے اس بات سے کہ کسی کو انکار یا اختلاف نہیں ہے کہ جامہ منصوبہ بندی کے بغیر بلوچستان کی ترقی ممکن نہیں جناب والا اس کے علاوہ معزز دوست کا ایک اور اعتراض کہ وہی علاقوں میں اسکول میں بہت زیادہ غیر حاضری حکومت اس سلسلے میں مناسب اقدامات کرنی چاہیے جناب والا اس حقیقت سے حکومت پوری طرح واقف ہے کہ دور در اور وہی علاقوں میں اسکولوں میں اساتذہ عام طور پر غیر حاضر رہتے ہیں اس کے تدارک کے لئے مختلف اقدامات کر رہے ہیں اس سلسلے میں ان کے حاضری کو باقاعدہ بنانے کے لئے اور اس کے نگرانی کے لئے ڈویژن افسروں کو اختیارات دیئے جائے ہیں اور انتظامی امور کے سلسلے میں بشمول غیر حاضری تادیبی کارروائی کر سکیں گے اور اس کے علاوہ رابطہ تعلیم اے ڈیا اور ایس ڈی او اور ڈی ای او کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ وہ پابندی کے ساتھ اسکولوں کا دورہ کریں گے اور غیر حاضر اساتذہ کے ضرور کارروائی کریں گے۔

محکمہ تعلیم نے ان تمام اسکولوں کا جائزہ لیا ان میں سے 56 اساتذہ کی تعیناتی کی ضرورت تھی جو کے کردی گئی اور اب یہ اسکول کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ 20 اسکول نہ مناسب جگہوں پر بنے ہوئے تھے اور وہ آبادی سے کافی دور تھے اور یہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ کس مقصد کیلئے بنائے گئے تھے کسی کو 3 تا کی ضرورت تھی یا کسی دوسری ضرورت کے تحت بنائے گئے تھے۔ بہر حال جناب والا 12 اسکول ایسے ہیں جن کے نزدیک دوسرے اسکول موجود ہیں جہاں پر اسکول کی قطعاً ضرورت نہیں تھی اس وقت ایم پی اے صاحبان نے اپنے صوبہ یو ایف ڈی فنڈز سے وہ اسکول تعمیر کئے

جناب والا اس سلسلہ میں باقی لیکچروں کے متعلق علاقے میں جا کر رپورٹ تیار کی جا فرمیں ہے اور بند اسکولوں کو کھولنے کے جلد اقدامات کر رہی ہے اس کے علاوہ میرے معزز ذرہ دست غلام مصطفیٰ ترین کا ایک اعتراض تھا کہ پچھلے سال جن لوگوں کو پانی مل رہا تھا اب انہیں پانی نہیں مل رہا ہے۔ کیونکہ پانی کی اسکیمیں بند ہیں اور جھٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ۳۵ ہزار افراد کو پینے کیلئے پانی ملے گا تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ اس وقت بلوچستان میں محکمہ آب و ہوا کے پاس ایک ہزار چار سو دس اسکیمات ہیں۔ جس میں سے سات سو ایک اسکیمات ۱۹۹۲ء SAP شروع ہونے کے بعد کبھیں۔ ان نئی اسکیمات میں سے دو سو ساٹھ اسکیمیں کمیٹی کو دی جا چکی ہیں اور وہ ان کو باقاعدہ طور پر چلایا جا رہا ہے۔ سات اسکیمات ان میں ایسی ہیں جو موجودہ سال میں کمیونٹی کے حوالے کی گئی ہیں جناب آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ مجموعی طور پر محکمہ پبلک ہیلتھ نے صوبے کے عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں اس کیلئے ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ سو فیصد اطمینان بخش ہیں لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اگر مجموعی طور پر ان کا جائزہ لیں تو یقیناً وہ بہتری کی طرف گامزن ہیں سردار مصطفیٰ ترین صاحب نے خاص طور پر گلی گوروان کے ٹرانسفارمر کی بات کی تو اس سلسلہ میں میں بتانا چاہوں گا کہ نوے ہزار روپے کی رقم واپڈ ایوی جا چکی ہے تاکہ اس کام کو مکمل کیا جاسکے اور جناب والا جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب اور سردار مصطفیٰ ترین صاحب کا ایک اور نکتہ اعتراض تھا کہ پانی کا غلبہ جس پر ہماری زراعت کا انحصار ہے اس کیلئے کوئی پلان تیار نہیں کیا گیا ہے تقریباً دس ملین ایکڑ پانی ضائع چلا جاتا ہے۔ وفاقی حکومت نے بھی کوئی مناسب منصوبہ بندی نہیں کی تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہماری زراعت کی ترقی کا انحصار پانی شعبہ سے ہے ترقیات منصوبے بنائے بھی گئے ہیں اور حکومت پاکستان کو بھجوائے بھی گئے ہیں۔ وفاقی جھٹ 99-1998 میں جو منصوبے ہماری خصوصی کوششوں سے اور میں اس میں یہ کمونڈا کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان کی ذاتی دلچسپی سے اور میں خود اس بات کا گواہ ہوں میں اسلام آباد میں ان کے ساتھ تھا کہ انہوں نے کن کن فورم پر اور کس سختی کے ساتھ ان مسائل کو اٹھایا۔ جناب والا ان کی کوششوں سے وفاقی حکومت نے کچھ اسکیمات شامل کی ہیں جن کا میں یہاں ذکر کرتا چلوں

پیشین قلعہ عبد اللہ کو سید مستونگ، منگلو چر اور فلات میں گرتی ہوئی سطح کی بحالی کا منصوبہ اس کی لاگت ہے تر تالیس کروڑ پینسٹھ لاکھ روپے وفاقی حکومت نے یہ اسکیم منظور کی ہے اور اس پر انشاء اللہ شروع ہو جائیگا۔ دوسری اسکیم جناب والا مری کے نی میں پہاڑی نالوں میں تعیناتی اور سیلابی پانی کی روک تھام اور اس کا بہتر استعمال کا منصوبہ جس کی لاگت بارہ کروڑ چھپن لاکھ روپے ہے۔ اس کے علاوہ جناب نیشنل ڈرین اور عام واٹر مینجمنٹ جو ورلڈ بینک کی فیئر فور ہے اور فلڈ سیکٹر فیئر تھری جو بڑے منصوبوں میں جو اریوں کی اسلیٹ میں ہیں بلوچستان کو بھی اس میں خاطر خواہ حصہ ملے گا وہ بھی اس سال کی پی ایچ ای کی اسکیمات میں شامل ہیں اس میں اب جو ایک مشکل پیش آرہی ہے۔ نیشنل ڈرینج کا منصوبہ جو خالصتاً سیم و تھور کی روک تھام کیلئے تھا۔ حکومت بلوچستان کے اسرار پر تھا۔ مرکزی حکومت سے ہم نے یہ بات منوائی کہ باقی صوبوں کے مسائل ہمارے صوبے سے مختلف ہیں ان کو سیم و تھور کی مشکلات ہیں لیکن ہمارے صوبے کو انڈر گراؤنڈ موائر لیول جو دن بدن نیچے جا رہا ہے اس کو کنٹرول کرنے کی مشکلات ہمیں پیش آرہی ہیں تو اس سلسلہ میں انہوں نے ہم سے اتفاق کیا کہ جو رقم اس میں ہمیں ملے گی۔ اس کے ذریعے پانی کے اسٹوریج کے منصوبے ڈیلے ایکشن ڈیم کے منصوبے بنائیں گے۔ اس منصوبے کے تحت جناب والا تقریباً ایک سو اکتتر نئے ڈیم آئندہ پانچ سال کے دوران تعمیر کئے جائیں گے۔ صوبائی بجٹ میں جاپان کی مدد سے پانی کے وسائل کی ترقی اور جو تھا ڈیم بنانے کے منصوبے بھی شامل ہیں مزید برآں اس بات سے کسی کو انکار یا اختلاف نہیں ہے کہ جامع منصوبہ بندی کے بغیر بلوچستان کی ترقی ممکن نہیں ہے۔ جناب والا اس کے علاوہ معزز میں بہت زیادہ غیر حاضری ہے حکومت کو اس سلسلہ میں مناسب اقدام کرنے چاہیں جناب والا یہ حقیقت ہے۔ کافی علاقوں کے اسکولوں میں اساتذہ عام طور پر غیر حاضر رہتے ہیں اور حکومت اس کے تدارک کیلئے مختلف اقدامات کر رہی ہے اس سلسلہ میں ان کی حاضری کو باقاعدہ بنانے کیلئے اور ان کی نگرانی کیلئے ڈویژنل آفیسروں کو اختیار دیئے جا رہے ہیں۔ اور انتظامی امور کے سلسلے میں بشمول غیر حاضری تادمی کارروائی کی جاسکے گی۔ تادمی کارروائی کے علاوہ رابطہ تعلیم اے اے ڈی او ایس ڈی او اور ڈی او کی ذمہ

داری میں شامل ہے کہ وہ پابندیوں کے ساتھ اسکولوں کا دورہ کریں اور عیر حاضر اساتذہ کے خلاف ضروری کارروائی کریں گے۔

اس کے علاوہ جناب والا۔ ہم نے یہ اقدامات بھی اٹھائے ہیں کہ مقامی طور پر اساتذہ اور والدین کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہ ہر ماہ یا دو ماہ میں اسکول میں جا کر حاضر یوں کا اور اسکول کی عمارت کا اور اسکول کے ماحول کا وہ جائزہ لے سکیں۔ تو جناب والا ہم نے یہ اقدامات اٹھائے ہیں۔ تاکہ تعلیم کے شعبے کو ایک بہتر جانب لے جایا جاسکے۔ جناب والا بلوچستان میں زرعی صلاحیتوں کو پوری طرح استعمال میں نہیں لایا جا سکا۔ اس کیلئے جامع منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ یہ جناب عبدالرحیم خان کا خاص نکتہ اعتراض تھا اس سلسلہ میں صوبائی حکومت نے اگلے پنج سالہ منصوبے میں ایسی حکمت گئی ہے وضع کی ہے کہ موجودہ وسائل کو بہتر اور جدید طریقوں کو اپناتے ہوئے استعمال کیا جائے گا۔ تاکہ ناصرف فی ایکڑ پیداوار کو بڑھایا جاسکے۔ بلکہ اضافی رقبہ کو بھی زیر کاشت لایا جائے۔ نواں پنج سالہ منصوبے میں جو حکمت گئی اختیار کی گئی ہے اس کے خاص نکات میں گزارش کرتا ہوں جناب والا نمبر ایک موجود آئی وسائل کو جدید آپاشی کے ذریعے بہتر طور پر استعمال کرنا اور بہتر کاشت کاری کے طریقوں کا استعمال بہتر تخم اور پھلوں کی بہتر اقسام کی ترقی و فراہمی اور آئی وسائل کی ترقی کے ذریعے اضافی رقبے کو زیر کاشت لانا اور جناب والا میں یہاں پر یہ بھی بنانا چلوں کہ مرکزی حکومت سیکرٹری زراعت کے سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کیے جو موجودہ آئی وسائل کا جائزہ لیکر اس کے بہتر استعمال اور پیداوار کی زیادتی کیلئے اقدامات تجویز کرے گی اس کمیٹی کا ایک اجلاس کوئٹہ میں مورخہ ۷ جون کو ہو چکا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ اس میٹنگ کے سلسلہ میں مرکزی حکومت بلوچستان میں بھی اقدامات اٹھائے گی جناب والا سردار مصطفیٰ ترین صاحب کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ پشین سے خانولی اور طور شاہ روڈ کے کچھ میسے ملے ہیں لیکن اس روڈ پر کام ناقص ہے کوئی پوچھنے والا نہیں تو معزز ممبر سے یہ گزارش ہے کہ اگر ان کو کوئی پوچھنے والا نہ ہوتا تو آپ یہ اسمبلی میں یہ بات کیوں اٹھاتے تار میں آج آپ کے اس نقطہ اعتراض کا جواب کیوں دینا۔ یقیناً ان کو پوچھنے والا ہے ان کے پوچھنے والے آپ ہیں میں ہوں۔

وزیر اعلیٰ ہے کا پینہ ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کہ اس صوبے میں کوئی ایسا اور ہو کہ مادر پدر آزاد ہو اور اس کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو اور بے لگام ہو۔ جناب والا ڈب خانوزئی اور طور شاہ روڈ کو بنانے کا تخمینہ کوئی سات کروڑ روپے تھا اور اب تک ساڑھے چار کروڑ روپے کی رقم خرچ کی جا چکی ہے پین سے ڈب خانوزئی روڈ بارہ کلومیٹر پختہ نی تھی جس میں سے دس کلومیٹر

رہن چکی ہے طور سے شاہ آگے پانچ کلومیٹر نی ہے۔ اور اس سلسلے جناب اس کے لئے ستر لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور جناب اس کے لئے ستر لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اگر اس کے باوجود معزز ممبر کو تسلی نہ ہو تو میں خود ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں اور اس کام کو دیکھنے کے لئے تیار ہوں اور اگر اس میں کسی افسر کی کوتاہی نظر آئی کسی افسر کی غفلت نظر آئی تو ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔

جناب والا عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب نے ایک اور نقطہ پر اعتراض کیا کہ کوئی سڑک پی ایس میں شامل نہیں کی گئی کسی سڑک کو شامل نہیں کیا گیا تاکہ فارم ٹومار کیٹ روڈ میں ان کے علاقے کو نظر انداز کیا۔

گیا جناب والا ثوب میر علی خیل وڈ جو تیس ملین روپے کی لاگت سے پی ایس ڈی پی میں 1998-99 میں شامل ہے۔ ایسی بات نہیں ہے کہ ہم نے کسی علاقے کو نظر انداز کیا۔ جہاں تک ممکن ہو ا صوبے کے تمام اضلاع کو ہم ترقیاتی جھٹ میں اس کے لئے کچھ نہ کچھ رکھیں اور ان کے علاقے کو لوگوں کو احساس دلائل کہ حکومت کے وسائل جتنے بھی ہیں ان وسائل کے اندر رہتے ہوئے ہم ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ جناب دوسرا فارم ٹومار کیٹ روڈ کے منصوبے جو ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے زیر تعمیر ہیں ان کے انتخاب کے لئے صوبائی حکومت ممبران اسمبلی کے ممبران کی تجویز کے مطابق مرکزی حکومت کو اور ایشین ڈیولپمنٹ بینک کو بھیجی جاتی ہے۔ اب ایشین ڈیولپمنٹ کا اپنا ایک طریقہ کار ہے جو ای آئی آر کے تحت اپنے کنسلٹنٹ کے تحت روڈ کا انتخاب کرتی ہے جو کہ سرار میٹیکنیکی معاملہ ہے۔ اور مزید جن اضلاع میں پہلے کام ہو چکا ہے ایشیائی ترقیاتی بینک کے طریقہ کار کے مطابق ان اضلاع کو پروگرام میں شامل نہیں کیا جاتا جو اضلاع رہ گئے ہیں

ان کو وہ زیادہ ترجیح دیتے ہیں اور میں یہاں پر یہی بتاتا چلوں کہ جناب والا۔ کہ مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے ایک ضلع میں بیک وقت دو اسکیمیں شامل کرنا ناممکن ہے۔ لہذا اڑھو بجڑ روڈ کو اس سال کی ترقیات پروگرام میں شامل نہیں کیا جاسکا ہے۔ جناب والا اب میں زیادہ ناٹم آپ کا نہیں لیتا چونکہ مولانا امیر زمان کو بھی جلدی ہے لیکن آخر میں میں ان کامیابیوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو مالی سال ۹۷-۱۹۹۸ میں مکمل نہیں ہوئے گزشتہ سال سے اس سال ۹۹-۱۹۹۸ء میں ان کو اس سال مکمل کیا جائے گا جناب جو حکومت نے گزشتہ سال عوام کی بہتری کام کیلئے اقدام اٹھائے ان کا میں مختصر سا خاکہ جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ہماری حکومت کی ایک بڑی کامیابی یہ تھی کہ ایک گریڈ سے سترہ گریڈ تک ہم نے چالیس فی صد الاؤنس بلا تفریق بلوچستان کے تمام اضلاع میں ہم نے نافذ کیا (ڈیسک جائے گئے۔) اس تعلیمی سیکٹر میں دو سو پچاس سے زائد پرائمری اسکولوں کی تعمیر پرائمری اسکول کوئٹہ اور مدلل اسکولوں کو ہائی کادر جہ دیا گیا۔ اس کے علاوہ جناب والا کم وسائل کے باوجود ہم نے انٹر کالج اور انٹر کالجز کو ڈگری کالجز کادر جہ دیا۔ تعلیم کے نتائج کو بہتر بنانے کے لئے کابینہ نے نقل کے رجحانات کی حوصلہ شکنی کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی۔ تکنیکی تعلیم کی طرف ہماری کوشش ہے کہ اس سال ۹۸-۱۹۹۸ء میں اس کو مکمل کی جائے اور اس کے لئے نوشہلی میں ٹیکنیکل سنٹر نوشہلی کی تعمیر کا کام ۹۸-۱۹۹۹ء میں باقاعدہ شروع ہو جائے گا۔ ماہی گیری اور ساحلی علاقوں کی ترقی کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی اور اس سلسلے میں ایک کوشش اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا اس کے علاوہ ماہی گیری اور بہبود ترقی کے لئے اسکیمات مرتب کئے گئے ہیں فنڈز میں کمی کی وجہ سے ان پر شروع کام نہیں ہو سکا ہے۔ لیکن اس سال امید ہے ہم ان پر اوجھت پر کام شروع کریں گے۔ جناب والا زراعت کو ترقی دینے کے لئے بلوچستان ایگریکلچر ریسرچ بورڈ قائم کیا گیا۔ محنت کشوں کی بہبود کے لئے وفاقی حکومت سے باقاعدہ ایک پراجیکٹ کی منظوری لی گئی۔ جس کے تحت لیبر کی صحت کے لئے ہسپتال اور ان کے چوں کے لئے اسکولوں کی تعمیر سماجی اور ثقافتی تفریح کے لئے کمیونٹی ہال کی تعمیر شامل ہے۔ ان اسکیمات سے نہ صرف محنت کش مصفید ہوئے بلکہ عوام

بھی اس سے بہرہ مند ہونے جناب والا نوجوانوں کو روزگار دلانے کے لئے ۹۸-۱۹۹۷ء کے دوران تین ہزار پانچ سو آسامیاں مہیا کی گئیں اور ۹۹-۱۹۹۸ء میں جس کا ہم اعتراف کرتے ہیں کہ یہ صوبہ مالی مشکلات کا شکار ہے اس کے باوجود جناب جوائوں کو روزگار دلانے کے لئے ہم نے کوشش کر کے ایک ہزار نو سو آسامیاں ہم نے رکھی ہیں اور مالی سال ۹۸-۱۹۹۷ء میں مرکزی حکومت نے شاہراہوں کے لئے جو تیرہ ارب روپے رکھے تھے اس میں سے بلوچستان کو صرف بیس کروڑ دیئے گئے۔ باقی حکومت کی کوششوں سے اس کو تیس کروڑ کر دیا گیا۔ یہ میں انتہائی مسرت کے ساتھ اور خوشی کے ساتھ میں اس ایوان میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اس سال صوبائی حکومت کی کوششوں سے جو سو ارب روپے نیشنل ہائی اتھارٹی رکھے تھے۔ ان میں سے بلوچستان کو اگلے مالی سال میں ایک ارب پینتیس کروڑ روپے دئے جا رہے ہیں۔

ڈیک جئے گئے

جناب ہماری کوششوں سے وفاقی حکومت نے سینڈک منصوبے کے ہیڈ کوارٹر کو شفٹ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ گو کہ پراجیکٹ نے اپنے کام کا آغاز باقاعدگی سے نہیں کیا لیکن سال ۹۹-۱۹۹۸ء میں فیڈرل پی ایس ڈی پی میں چونسٹھ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اور اس پر ہم نے این ایف سی کی میننگ میں باقاعدہ طور پر احتجاج کیا اور ہم نے وہاں یہ احتجاج ریکارڈ کرایا۔

جناب اس پراجیکٹ کو چلانے کے لئے کم از کم ایک ارب ڈیڑھ ارب روپے کی ضرورت ہے یہ چونسٹھ کروڑ روپے اس پراجیکٹ کے لئے ناکافی ہیں اور ابھی گزشتہ تین چار دنوں کی بات ہے کہ ہمیں یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ اس سال اس منصوبے کے لئے وفاقی حکومت ایک ارب پچاس کروڑ روپے دینے پہ آمادہ ہے۔ جناب والا آخر میں میرے چند دوستوں نے اسمبلی کے سیشنل الاؤنس کی بات کی مولانا واسع صاحب نے مولانا نصیب اللہ صاحب نے جناب اسلم نگی صاحب نے اور میں یہ بھی غالباً سمجھ رہا اس دوران آپ نے بھی خواہش ظاہر کی جناب اسپیکر تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہم جائزہ لے رہے ہیں کہ اگر باقی صوبائی اسمبلیوں نے سیشنل الاؤنس پہ کٹ نہیں لگایا ہے اور وفاقی حکومت نے اگر اس پہ کٹ نہیں لگایا ہے تو ہم اس پہ دوبارہ غور کرنے کے لئے

تیار ہیں پھر یہ مسئلہ ہم کا پیسہ کے سامنے رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ جناب اسپیکر میں اجازت چاہوں گا آپ کا اور تمام دوستوں کا میں انتہائی مشکور ہیں جنہوں نے بڑے تحمل کے ساتھ میری گزارشات سنیں۔ شکر یہ جناب

جناب اسپیکر :- شکر یہ جناب وزیر خزانہ صاحب

عبدالرحیم خان مندوخیل :- جناب ذاتی Explanation پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر :- جناب مندوخیل صاحب

عبدالرحیم خان مندوخیل :- جناب والا یہاں محترم وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا

ایسے تو میں نے مجموعی علاقوں کی یعنی تو بہ اچکزئی سے لیکر پھر یہ ہرنائی کی شرکوں تک یہاں تک تمام تفصیل جب آپ دیکھیں گے نہیں ہے۔ پھر انہوں نے ذکر کیا میرا ہالی خیل کا تو اسکا میں صرف اس میں یہ ذکر کروں کہ جس حد تک آپ کی ڈیمانڈ کا ہے اس میں میرا ہالی خیل کے لئے اپنے کوئی ڈیمانڈ نہیں کیا ہے۔ یہ میرے سامنے ہے اس میں کوئی..... ہاں پی ایس ڈی میں ہے۔

جناب اسپیکر :- پیسے رکھا گیا ہے پی ایس ڈی پی میں

عبدالرحیم خان مندوخیل :- سوال یہ ہے پی ایس ڈی پی میں تو یہ کاغذ کا پیسہ بھرنا

ہے اب جو بھی یہاں ہیں یعنی اس میں ایک دور تم مجموعی طور پر اب اتنے بڑے اہم سڑک کچ سے ہرنائی جناب ہرنائی سے سخاوی کتنا ٹریفک ہے اور سڑکوں کے لینے

جناب اسپیکر :- ٹھیک ہے جی نوٹ کیا ہے انہوں نے

عبدالرحیم خان مندوخیل :- جناب والا یہ ڈیمانڈ ہے لسٹ ہے میرے پاس اس میں

چیک کریں کہیں کسی کے لئے بھی ہے یا نہیں اور ایک دوسری بات یہ الاؤنسز کے بارے میں جو

بات آئی وہ یہ ہے جناب والا کہ الاؤنسز کو سب سے زیادہ نے نہیں رکھا ہے وہ جو چالیس فیصد الاؤنس کا سسٹم کو سب سے بڑی منگائی ہے بڑی مشکلات ہیں نمبر 3 With due respect یہ جو ایشیائی ڈویلپمنٹ بینک کا مسئلہ ہے جناب ایشیائی ڈویلپمنٹ اس میں باقاعدہ سڑک رکھے گئے تھے سید حمید اوزہ سے

جناب اسپیکر :- عرض یہ ہے جی آپ تقریر کر چکے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- نہیں جی میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر :- دیکھئے ایسی بات نہیں ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- یہ اہم مسئلہ ہے جناب والا With due re-

spect

جناب اسپیکر :- آپ کسی اور وقت میں یہ باتیں اٹھا سکتے ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- نہیں نہیں میں تو ہاؤس کے سامنے

جناب اسپیکر :- نہیں نہیں ابھی نہیں دیکھیں یہ تو تقریر کا سلسلہ پھر تقریر در تقریر

تقریر در تقریر

عبدالرحیم خان مندوخیل :- کوئی تقریر نہیں اس میں کوئی تقریر نہیں ہے جناب

جناب اسپیکر :- ایسی بات نہیں چلے گی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- نہیں نہیں اس میں کوئی تقریر نہیں ہے۔

جناب اسپیکر :- نہیں نہیں

عبدالرحیم خان مندوخیل :- ایشیائی ڈولپمنٹ بینک کے فارم ٹومارکیٹ روڈ فارم  
ٹومارکیٹ روڈ

جناب اسپیکر :- یہاں مناظرہ نہیں ہو رہا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- نہیں نہیں منظور تھے۔

جناب اسپیکر :- یہ مناظرہ نہیں ہے یہاں پر کہ ایک کے اور دوسرا جواب دے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- نہیں جناب والا Explanation ہے۔

جناب اسپیکر :- نہیں

عبدالرحیم خان مندوخیل :- نہیں جناب والا

جناب اسپیکر :- پلے جی

عبدالرحیم خان مندوخیل :- عرض یہ ہے کہ ایشیائی ڈولپمنٹ بینک کے لئے

منظور تھے سید حمید کوڑہ سے یہ برج عزیز خان اس حد تک سڑک لیکن اب درمیان سے نکال  
دیئے کیونکہ صوبائی گورنمنٹ سے پھر تعلق وہاں

جناب اسپیکر :- عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب اگر آپ کو اعتراضات ہیں تو آپ اسکو

باقاعدہ موو move کر کے فلور آف دی ہاؤس Flour of the house پہ لائیں اور سیر  
حاصل حث کرتے رہیں بعد میں تقریری کرنا چاہتے ہیں تو آپ کریں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- جناب والا میں جٹ سیشن میں حث کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر :- نہیں آپ بعد میں بھی لاسکتے ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- بجٹ سیشن سے نکل گیا پھر تو کوئی بات نہیں

جناب اسپیکر :- نہاں

عبدالرحیم خان مندوخیل :- آج جو ہے

جناب اسپیکر :- آپ کی اسمبلی ہے آپ کے لئے حاضر ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل :- لیکن ایشیائی ڈیولپمنٹ بینک کے بارے میں دوست

وضاحت کر رہے تھے تیار اسکیم منظور اسکیم درمیان سے نکال دی گئی۔

جناب اسپیکر :- چلئے تشریف رکھئے جناب اب میں قائد ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ

اپنی اختتامی تقریر فرمائیں۔

سر دار محمد اختر مینگل (قائد ایوان) : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترم اسپیکر معزز

ارکان اسمبلی وزراء کرام اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے اس معزز اسمبلی کے اراکین میرے لئے آج یہ

برے اعزاز کی بات ہے کہ اس معزز ایوان کے سامنے حیثیت قائد ایوان اور صوبہ بلوچستان کے

وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے دوسری بار جٹ اجلاس کے دوران آپ کے سامنے مخاطب ہوں۔ جناب

اسپیکر اس سے قبل گزشتہ برس وزارت خزانہ کا جب قلمدان میرے پاس تھا میں نے بجٹ پیش

کرتے ہوئے اس ایوان میں رواں سال کے منصوبوں کی اقدامات اور ان کے نتیجے میں حاصل

ہونے والے متوقع نتائج کے بارے میں اظہار خیال کیا تھا آج جو تین دن سے اس بجٹ پر

بحث ہو رہی ہے اپوزیشن میگزین کی طرف اور حکومت کے پیڑ پر بیٹھے ہوئے ہمارے ساتھیوں نے

اس پر بحث کی کچھ تجاویز میں بھی آئیں چند ساتھیوں نے تو اپنی ذہانت اپنی قابلیت کے حوالے سے

تجاویز دیں اور ان پر تنقید کی۔ کچھ ساتھیوں نے دوسرے کی ذہنوں کی عکاسی کرتے ہوئے یہاں پر وہ لکھی ہوئی تقریریں پڑھیں۔ جناب اسپیکر میں بھی چاہتا تھا کہ اپنے ذہن کے مطابق کوئی تقریر کروں لیکن جہاں تک آپ نے ان دو حضرات کو لکھی ہوئی تقریر کا موقع دیا تو اب نہ جانے میرے ذہن کی وہ تقریر ان کے برابر پہنچ سکے گی یا نہ پہنچ سکے گی۔ جیسا کہ ہمارے ایک ممبر نے اپنی تقریر کے اثناء ہی میں اپنی مجبوری کا ذکر کیا۔ ہمیں انکی مجبوری سے انکار نہیں جناب اسپیکر ہمیں ان کی مجبوریوں سے ہمدردی ضرور ہے۔ جس مجبوری کے تحت وہ معصوم من انکو کموں دن گزار رہے ہیں ہم تمام ممبران کی ہمدردیاں انکے ساتھ ہیں جہاں تک بحث کا تعلق ہے جناب اسپیکر ہر ممبر کی یہ خواہش ہوتی ہے چاہت ہوتی ہے کہ اپنے علاقہ کے مسائل وہ مسائل جن کو حل کرنے سکے لئے اس بحث میں ذکر نہ کیا گیا ہو وہ تجاویز لائیں چاہے حکومت بیٹھے ہوئے اراکین ہوں یا اپوزیشن میں بیٹھنے ہوئے اراکین ہوں اس پر تنقید بھی کرتے ہیں اور اس پر تشریف میں کچھ لب بول لیتے ہیں جناب اسپیکر لیکن وہ ممبران جو خود بحث پر بولنے یا بحث پر بحث کرنے کے اہل نہیں انکی تقاریر صرف کسی دسترخوان پر بنائی گئی ہوں انکی تقریریں صرف کسی ڈرائنگ روم میں بنائی گئی ہوں تو میرے خیال میں یہ انکے حلقے کے لوگوں کی یہ سب سے بڑی بد قسمتی ہے کہ جو ایسے اراکین کو انہوں نے ووٹ دیکر اسمبلی میں بھیجا۔ ہماری دعا ہے ان حلقے کے لوگوں کے لئے اور رائے ہوگی انکے لئے کہ خدارہ آئندہ اپنے ممبرانوں کا انتخاب کرتے ہوئے کم سے کم اس بات پر غور کریں کہ جس ممبر کو آپ ووٹ دے گئے اسمبلی میں بھجوائے ہیں آیا ہو آپ کی نمائندگی کر رہا ہے یا کسی ڈکلیشن کے تحت آپکے مسالوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی کے ذاتی مفاد یا کسی کے ذاتی مخالفت کے لئے وہ اسمبلی کا فلورا استعمال کر رہا ہے۔ جناب اسپیکر اس حقیقت کا میں بر ملا اظہار کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت کی تشکیل کرتے وقت ہمیں نہایت ہی مشکلات اور گھمبیر مسائل وراثت میں ملے یہ امر میرے خیال میں روز روشن کی طرح واضح ہے کہ گزشتہ انتخابات اور انکے نتیجہ میں قائم ہونے والی حکومتوں کو کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

وقت وجود میں آئی ایک تو ہماری صوبائی حکومت خزانہ خالی تھا جس کا ذکر ہمارے وزیر خزانہ نے

ان الفاظ میں کہا کہ over draft تقریباً 22billion ہمیں ورثے میں ملا خزانہ خالی اپنی جگہ یہ ہے وہ خزانہ اداروں کے Over draft کی شکل میں ایسے مسائل کے ڈبیر لگے ہوئے تھے جناب اسپیکر جن کو حل کرنا مخلوط حکومت اپنی جگہ کوئی ون پارٹی حکومت بھی ان مسائل کو ڈبیر سال کے عرصے میں شاید وہ حل نہیں کر سکتے۔ اس سلسلے میں جو ہماری مشکلات تھی جن کا ذکر ہمارے ممبران نے کیا ۹۰ سے ۹۵ فیصد جناب اسپیکر ہمارا ادارہ دار و فاتی و مسائل پر ہے کب کن حالات میں اور کس وقت ہمیں وہ مسائل مہیا ہوتے ہیں اس کا ذکر میرے خیال میں ہم لوگ نے ہر فورم کر چکے ہیں اسمبلی میں اسمبلی کے باہر مرکزی فورم چاہے NFC کی مینٹنگ ہوئی ہوں OCI کی مینٹنگ ہوئی ہوں پریوشنل کو اڈیشن کمیٹی کی مینٹنگ ہوئی ہوں ان میں ہم نے ان مسائل کا ذکر کیا ہوا ہے اس کے نتیجے میں مرکزی حکومت نے تو بھر پور تعاون کی یقین دلایا تھا۔ لیکن آج میں اس کو موجودہ مالی سال جٹ کھوں کہ وہ اختتام تک پہنچ چکا ہے لیکن ابھی تک دبائیاں صرف یقین دہانیوں پر رہی ہے کوئی گلی قدم یا اس پر عمل نہیں ہوا ہے۔ جناب اسپیکر ۱۹۹۸ء کا جو ٹیکس فری جٹ ہم نے یہاں پر پیش کیا تھا۔ نہایت حیرت ہو رہی ہے کہ جون ۱۹۹۷ء میں جن لوگوں نے اسی میرے برابر والی کرسی پر بیٹھ کر اس جٹ کی تعریف میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ۱۹۹۸ء جب آیا اسی ۱۹۹۷ء کے جٹ پر انہی لوگوں کے زبان سے تنقید کے الفاظ سن کر حیرت ہو رہی جناب اسپیکر شاعری تو میں نہیں کرونگا کیونکہ یہ ڈیپارٹمنٹ اس بار مولانا صاحب ہی لے گئے جٹ جو ہے وہ ہمارے منسٹر فنانس نے اس کا تفصیلی جائزہ لیا۔ لکھی ہوئی تقریر کی اجازت جن کو آپ نے دی تھی وہ کر گئے۔ صرف مختصر یہ کہونگا کہ ان حضرات کی جو کل کے جٹ کے حوالے سے تعریف کرتے ہوئے نہیں تھکتے تھے آج اس پر تنقید کر رہے ہیں یہی کہوں گا۔

کہ بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے جناب اسپیکر ہر ممبر کی یہ ذمہ داری ہے کہ میں سمجھتا ہوں جس طرح میں اپنے گورنمنٹ ہنجر پر ہوئے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کے ساتھیوں سے ایک گزارش کرونگا کہ جو بھی خامیاں اس جٹ میں ہم دیکھتے ہیں چاہے موجودہ جٹ ہے یا

گزشتہ بحث اس پر تنقید کرنا صرف اپوزیشن کا فرض نہیں اس پر حکومت پر تنقیدیں ہو سکتے  
حضرات بھی اگر اس کی کوئی کمزوری دیکھتے ہیں ان کا بھی حق بننا ہے کہ وہ اس پر تنقید کرے مگر  
وہ تنقید نہ ہو اس پر تنقید برائے تعمیر کی بھی کچھ گنجائش چھوڑی جانے میں ذاتی طور پر جناب اسپیکر  
اس سوچ کا قائل ہوں کہ صرف محض کامیابیوں کا ذکر کر کے واہ واہ داد اور تحسین وصول کرنے  
کے بجائے بعض ہونے والی ناکامیوں کا بھی ذکر کروں اور ان کے اسباب کا تذکرہ بھی ہونا چاہیے اور  
ایسے اقدامات تلاش کرنے چاہیے ممکن طور پر یہ ہو سکتا ہے ان کی رہنمائی کی جا سکیں مجھے اعتراف  
کرنے میں کوئی عیب میرے خیال میں نظر نہیں آتا کہ اپنے صوبے اور عوام کی بہتری مفاد میں  
حتیٰ اور مختلف خدمات سر انجام دینے کے باوجود ہمارے بہت سارے عزائم اور منصوبے ابھی تک  
پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکے تھے۔ ان کا دار و مدار یا ان کا رول اس میں زیادہ ہے جناب اسپیکر میں ان  
حالات اور واقعات کا ذکر کروں جس کے نتیجے میں وبائی حکومت کو اطمینان حاصل نہ ہو سکا جس  
وقت ہم نے کوشش کی کہ ترقیاتی منصوبوں خاطر خواہ توجہ مرکوز کر سکے مرکز کی طرف سے  
ہمیں اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاسی تعاون حاصل رہا لیکن کاش کہ صرف سیاسی تعاون سے  
ہم اس صوبے کی مسائل حل کر سکتے کاش صرف زبان خیرگی سے اس صوبے کے مسائل حل  
کر سکتے تو میرے خیال میں آج اس صوبے کی حالت یہ نہ ہوتی ان پچاس سال کے عرصے میں  
صرف وعدوں اور امیدوں کے ساتھ جو ہم نے پچاس سال گزارے ہیں اگر اس سے ترقی کے وہ  
مراحل سے ہم گزار سکتے تو میرے خیال میں آج اس صوبے کی حالت کچھ اور ہوتی جناب اسپیکر  
مالی مشکلات کے ساتھ ہمیں کچھ اور مشکلات بھی یہاں درپیش رہی اس ڈیڑھ سال کے  
عرصے میں کوئی ایسا دن نہ گزارا کوئی ایسا مہینہ نہ گزرا اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں کہ ہمیں  
مشکلات کا سامنا کر لیا گیا اپنوں کے ہاتوں سے ہم ان مشکلات میں جکڑا گیا قدرتی آفتوں کا ذکر  
جس وقت پچھلا ہمارا سیشن ہوتا تحریک عدم اعتماد کا اس میں میں نے ذکر کیا ۲۲ فروری کو ہماری  
حکومت وجود میں آئی ۲۸ فروری کو پورے صوبے میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے خاص  
کر سی ہرنانی اور کوئٹہ کے علاقے سیلاب بھی جو کئی سو سالوں کا جس کا کوئی ذکر نہیں کر سکتا ہو بھی

اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں ہوا نہ کہ صرف قدرتی آفات کچھ سیاسی آگہتوں کا بھی میں ذکر کرتا چلوں جناب اسپیکر اور اسی دوران مردم شماری کا ایک اہم فریضہ غیر جانبدار نہ پر امن اور کامیاب انعقاد کی ذمہ دار بھی اسی دوران آن پڑی۔

اس میں کوشش کی گئی ان عناصر کی طرف سے کہ اس کو ایک ایسا ایٹھو بنایا جائے جس میں دوہر اور قومیں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریباں ہو جائے لیکن من شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ کا اور اس صوبے میں بننے والے ان عوام کا جنہوں نے اس بھائی چارے کی فضاء قائم رکھی اس کے علاوہ جناب اسپیکر وہ غیر ضروری مشکلات جو ہمارے لئے پیدا کی گئی پو لٹیگی آئے دن کوئی نہ کوئی ایک سیاسی مسئلہ اس صوبے میں پیدا کیا گیا جس طرح کے جناب اسپیکر میں نے اپنی پھیلی تقریری میں یہی کہا تھا کہ یہ سوال اب تک نہیں بلکہ آئندہ آنے والے وقتوں میں لوگوں کے ذہنوں میں رہیگا کہ اس حکومت پر جو الزامات لگائے کرپشن کے ملک دشمنی کے وہ کیسے ختم ہوئے یہ سوال ریگا میرا خیال میں جب تک بلوچستان رہیگا یہ سوال لوگوں کے ذہنوں میں گردش کرتا رہیگا مبارک مستحقین وہ پو لٹیگی پارٹیاں ہیں وہ ہمارے سیاسی اتحادی ہیں جو اس مشکل وقت میں بھی ہمارے ساتھ ڈٹے رہے چاہے وہ مشکل وقت سیلاب سے آحوالے سے ہوا ہے زلزلے کیوجہ سے ہو یا سیاسی بھونچال کی وجہ سے ہوا ہے ان ساتھوں ان سیاسی جماعتوں کا نہ صرف میں بلکہ اہل بلوچستان بھی شکر یہ اوا کریں گے جو انہوں نے اپنے اس سیاسی فریضے کا اختتام تک پہنچایا تھا جناب اسپیکر ان وجوہات سے جہاں تک ملک کی تمام معاشی صورت جو ہے وہ ایک گلیبھر شکل اختیار کر گئی تھی تو ظاہر ہے اس کا اثر بلوچستان پر بھی پڑتا تھا اور اس معاشی صورت حال کے ساتھ ساتھ جو بلوچستان کی ڈو پلپمنٹ پر یا اس حکومت کی جو منصوبہ بندی گزشتہ جھٹ میں ہم نے کی تھی اس پر اثر انداز ہوئے ہیں وہی بھونچالے ہیں جس کا ہم نے ذکر کیا جناب اسپیکر ہماری اس مخلوط حکومت نیٹکس سال کا جو آج گزشتہ کا جو جھٹ پیش کیا ہے جب سے جناب اسپیکر یہ بنایا ہے میرے خیال میں یہ صوبے کا 28 واں جھٹ ہے اس جھٹ کے جھٹ کے دوران ساتھیوں نے تجاویزات پیش کی ہیں میں نے خود ان کے تجاویزات اور ان کی تنقید کا جائزہ لیا میں کوشش کرونگا جناب

اسپیکر انشاء اللہ کہ بھٹ کی بہتری کے لئے ان ممبران نے جو اپنی تجاویزیں دی ہیں دوران سال  
 اقدامات کروں اور ایک چیز میں واضح کرنا چاہوں گا جناب اسپیکر کہ جو ساتھ اس وقت حزب اختلاف  
 میں بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کا خلیت پارٹی نام لے کر ذکر نہ ہیں کروں گا کہ صرف اتنا چاہوں گا کہ آج کا  
 حزب اختلاف مجھ سے اتنی توقع کرے جتنا انہوں نے اپنے دور اقتدار میں اس صوبے اس ملک اور  
 اس صوبے کی عوام کی بہبود کے لئے اور بہتری کے لئے کام کئے ہیں کم سے کم مجھ سے اتنی توقع  
 کرے باقی توقعات ہمارے پیٹھے ہوئے تجاویز یا ہمارے ساتھ مشکل اوقات میں رہنے والے ساتھی  
 کریں اگر وہ اپنے دو اقتدار میں وہ چیزیں نہ کر سکے جو جن کا ان کو موقع ملا ہے جناب اسپیکر وہ کونسی  
 پارٹیاں ہیں جو اس وقت اپوزیشن میں ہیں انہوں نے اقتدار کے دن نہیں گزارے ہم پر تنقید کرنا  
 ان کا حق ہے ہم ان سے انکار نہیں کر سکتے مگر کبھی صرف ایک دن میں چوبیس گھنٹے ہوئے ہیں ان  
 چوبیس گھنٹے میں صرف پانچ منٹ نکال کر اپنی گزشتہ پچھلے 27 سال کے بھٹ کا اگر جائزہ لیا جائے تو  
 میرے خیال میں یہ بات کہتے ہوئے میں نہ یہ سمجھوں گا کہ میں غلط ہوں یعنی میں غلطی پر ہوں کہ  
 اگلے سال کے کئی اقدامات کے لئے جو فیصلہ کیا گیا ہے اس قسم کے اقدامات میں نے کم سے کم  
 جو 1988 سے اس ایوان میں چلا آ رہا ہوں اس طرح کے اقدامات ہم نے نہیں دیکھے جو موجودہ  
 بھٹ کے دوران کئے گئے ہیں وہ کوئی ایک مثال ہمیں دیں لیکن اس بات کا میں پھر اعتراف کرتا  
 ہوں کہ ان اقدامات کو امی جامہ تب ہی پہنا سکتے ہیں تب کے تمام ممبران چاہے وہ اپوزیشن سے  
 تعلق رکھتے ہو کیا ٹریڈی ٹینجز سے تعلق رکھتے ہوں ان کا تعاون حاصل نہ ہو بغیر ممبران کے  
 تعاون سے آج بھٹ کے دوران جو ہمارے وزیر خزانہ نے پیش کیا ہوا ہے جن چیزوں کا انہوں  
 اعلان کیا ہوا ہے یا جو فیصلے ہم نے کئے ہوئے ہیں ان پر عملدرآمد ہم تب تک نہ کر سکیں گے جب  
 تک تمام ممبران نیک نیتی کے ساتھ ہمارے تعاون نہ کریں میں نہ صرف صوبائی سطح کی میں بات  
 کروں گا بلکہ جو زیادہ تر مشکلات کا حل ماننا کرنا پڑ رہا ہے یا گزشتہ پچاس سالوں سے ہم کرتے رہے ہیں  
 جناب اسپیکر یہاں پر ایک بات اٹھی کہ مرکزی حکومت میرے ذہن میں کچھ سوالات آتے ہیں  
 کہ کونسی مرکزی حکومت میرے ذہن میں کچھ سوالات آتے ہیں کہ کونسی مرکزی حکومت

محترمتہ کل کی مرکزی حکومت آج کی مرکزی حکومت یا آنے والے کل کی مرکزی حکومت ان دو مرکزی حکومتوں جو گزشتہ چارہے آج سے پچاس سال پہلے کا عرصہ دیکھئے آج سے بیس سال پہلے کا عرصہ دیکھئے ان کا رویہ سمجھتا ہوں کہ اصوبے کے ساتھ ایک چھوٹے صوبے کے حوالے سے برادرانہ رویہ نہیں رہا ہے اور آج کی جو مرکزی حکومت کا ذکر بھی کرتا چلوں گزشتہ ڈیڑھ سال سے بھی ہم دیکھ رہے ہیں جو ہم نے امیدیں دلواتی رکھی تھیں یا جو توقعات تھی ہمیں وہ بھی ہماری پوری نہیں ہوئی نہ کہ صرف اس لئے کہ مں وزیر اعلیٰ ہوں اور اپنی وزارت اعلیٰ کی کرسی کو چھانے کے لئے یہ اشارہ اس طرف نہ کروں نہیں جناب اسپیکر ہم نے انسٹیٹیوٹ میں پولیٹیکل تعلیم حاصل کی ہے جس میں سوائے بلوچستان کے حقوق کے علاوہ ہمارے نزدیک اور کوئی چیز اہمیت کے حامل نہیں۔ یہ کرسیاں یہ اقتدار آج ہے کل نہیں ہے ہمارے لئے قائل احترام ہمارے لئے اہمیت یا قابل قدر اس صوبے کے لوگ اس صوبے کیجو ام اور جنہوں نے ہیں مینڈیٹ دے کرے یہاں پر بھیجا ہے وہ صرف ہمیں کرسی کے لئے نہیں بھیجا ہے۔

اس کرسی پر بیٹھ کر اگر ہم لوگوں کے مسائل حل کرنے کے اہل نہیں اس کرسی پر بیٹھ کر ہم بلوچستان کے حقوق کی نمائندگی نہیں کر سکتے تو میرے خیال میں ہم اس کرسی پر بیٹھنے کے قابل اور لائق نہیں اور یہی امید میں اپنے ان پولیٹیکل ساتھیوں سے جو اپوزیشن پر بیٹھے ہوئے ہیں جناب اسپیکر یہ توقع رکھوں گا کہ

**جناب اسپیکر :-** مجھے ان ساتھیوں کے تعاون پہلے بھی ضرورت پڑی تھی اور آئندہ بھی میں سمجھتا ہوں ان ضرورت اس مرحلے پر ہمیں ضرور پڑے گی لیکن یہ بھی میں بات کہنا چاہوں کہ شاید اس حوالے سے لوگوں کے ذہنوں میں مختلف چیزیں گشت کرتی رہی لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی وہ اس مختلف جو بلوچستان کے ایڈووکیٹ ہیں جن کو ہم بیک وقت تمام پولیٹیکل پارٹیوں کو اکٹھا کر کے اٹھانا چاہتے ہیں وہ فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مسائل یا اپنی خواہشات پوری کریں جو آج سے پہلے کرتے آئے ہیں یہ شاید ان کی ذمہ داریاں ہوں گی وہ بھی پوری کریں گے جو ہماری ذمہ داری ہے بحیثیت اس صوبے کے نمائندے کے ہم اپنی ذمہ داریاں پوری

ہو گی وہ بھی پوری کرینگے جو ہماری ذمہ داری ہے حثیت اس صوبے کے نمائندے کے ہم اپنی  
 ذمہ داریاں پوری کرینگے چند ایک مسائل ہمیں ان ساتھیوں کا تعان چاہیے جہاں سے میں ان کا  
 ذکر کرتا چلوں صوبے کو گیس رائلٹ پر انس جو مل رہی جناب اسپیکر اس وقت تقریباً ۲۲ روپے  
 فی ہزار کیو بک فٹ ار جب اس کے مقابلے میں دوسرے صوبوں میں ۲۰ روپے سے لیکر  
 ۵۰ روپے تک ہے یہ کہاں کا انصاف ہے اور اس سلسلے میں اسمبلی میں جو قرارداد پیش کی گئی تھی  
 پاکستان پیٹرولیم کے سلسلے میں جناب اسپیکر ہمارا اس صوبے کا زیادہ تر درلودار جو ہے ہمار  
 GDS پر ہے دیکھا گیا ہے کہ گذشتہ کئی سالوں سے ہمارا GDS جو ہے وہ تقریباً گھٹتا رہا اس میں  
 جو بھی ڈوپلمنٹ کیس اور صوبے میں ہوتی ہے گیس کی پائپ لائن اگر چائی گئی وہ کبھی GDS سے  
 مائنس ہوگا کنزمر کو جب سبڈ انزریٹ پر گیس دی جاتی ہے اور اس کا بھی اثر GDS پر ہے فرنی  
 لائزر فیکٹریز کو جب سبڈ انزریٹ پر گیس دی جاتی ہے اس کا اثر پر GDS پر ہے ان تینوں چیزوں  
 کا جتنا اسپیکر جب مطالعہ کیا جائے ہمارے صوبے میں نہ ہونے کے برابر ہے ڈوپلمنٹ طور پر جو  
 گیس استعمال کرتے ہیں کوئی اور کچھ علاقے نصیر آباد کے ہیں آب ریسٹنٹی لاسٹ ار جو ہے  
 ہمارے پھمن اور مستونگ میں بڑی مشکل سے کیس پہنچی ہے لیکن اس کا زیادہ تر استعمال یا اس کے  
 زیادہ تر استعمال والے لوگ ہیں وہ دوسرے صوبوں سے ہیں مگر ان کو جو سبڈ انزریٹ گیس ملتی  
 ہے اس کا اثر ہمارے GDS پر ڈوپلمنٹ جو گیس کی سطح پر ہوتی ہے پائپ لائن چھائی گئی ظاہر ہے  
 جہاں پر کنزمر کو گیس نہیں ہوگی وہاں پر پائپ لائن کیا چھائی جائیگی ہمارے مشکل سے مستونگ  
 اور پشین کے علاقے میں پائپ لائن کیا چھائی جائیگی ہارڈی کوئی ۳۰-۳۵-۴۰ کلو میٹر کوئی  
 وہ ہوگا اور پشین بھی تقریباً ۳۰-۴۰-۳۵ کلو میٹر کا رقبہ ہوگا لیکن اس کے مقابلے میں سو سے ڈیڑھ  
 سو میل کے فاصلے پر جو گیس پائپ لائنیں دوسرے صوبوں میں چھائی گئی ہے ان کا اثر بھی ہمارے  
 GDS فریٹلائزر ہم یہ نہیں کہتے کہ یہاں پر کاشتکار نہیں یہاں زمیندار نہیں یہاں ایگر ایکلچر نہیں  
 لیکن اس کے مقابلے میں زیادہ تر فریٹلائزر کا استعمال دوسرے صوبوں میں ہوتا ہے جہاں پر  
 زمینداری اور کاشتکاری زیادہ ہوتی ہے لیکن اس کا اثر بھی اس GDS پر جناب اسپیکر PPL کے

سلسلے میں یہاں پر ایک قرارداد بھی پیش کی گئی تھی پچھلی دور حکومت میں نواب گمسی کا دور حکومت تھا تو یہی مسئلہ چلا تھا کہ PPL کے شیر جو ہیں پرائیونٹائز کے جا رہے ہیں اور اسی اسمبلی اس مسئلے پر بحث ہوئی ایک Resolution پاس کیا گیا اور بلوچستان ہائی کورٹ نے ہمارے ایک پارٹی کے لیڈر سینئر عبدالحی نے ایک پینشن داخل کی اور اس پر ایک سٹے لیا گیا تھا اور اس کے بعد یہ مسئلہ وہی پر رہ گیا اور حکومتیں بدل ہو گئی لیکن آپ پھر علم میں آیا ہے کہ پھر PPL کو پروڈیونٹائز کیا جا رہا ہے وقت PPL کو جناب والا پروڈیونٹائز کیا گیا ہے۔

تو جی ڈی ایس اس وقت ہمیں دو ارب روپے یا تین ارب روپے مل رہا ہے پھر شاید وہ اگلے سال ہمیں وہ بھی نہ ملے اس وقت جو ہمیں جی ڈی ایس مل رہا ہے شاید اکثر سائٹیں اس کے بارے میں جان گئے ہونگے یہ مسئلہ یہاں پر کافی زیر بحث آیا ہے۔ اور difference between belt price and consumer price.

کے جس وقت اس کو پروڈیونٹائز کیا گیا ظاہر ہے اس کی belt price بھی اس کی بڑھ جائے گی اور اس سے جی ڈی ایس بالکل منفی میں ہو جائے گی۔

اور آج جو بلوچستان کو قسطوں میں کٹا ہوا جی ڈی ایس مل رہا ہے شاید کل اس کے پروڈیونٹائز ہونے سے زیر و چلا جائے گا۔ صوبے بلوچستان کے لوگوں کا مرکزی حکومت کے اداروں میں نمائندگی کا نہ ہونا۔ جناب اسپیکر بلوچستان کے لئے پلاننگ کمیشن و ایڈ ہائی وے اور جی ڈی سی اور اسی طرح کے بہت سے ٹی ٹی سی پی ٹی وی کے ادارے ہیں یہ اہم ہیں یہ ادارے ملک کے جھٹ کا اچھا خاصا جھٹ خرچ کرتے ہیں ہماری نمائندگی نہ ہونے کی وجہ سے بلوچستان کی کوئی بھی اسکیم اس میں نہیں لائی جاتی۔ کیونکہ جس وقت علاقے کا نمائندہ اپنے علاقے کے مسائل اور پروجیکٹ وہاں پر نہ لائے۔ یہ بات ہماری ایس ایف سی کی موجودہ میٹنگ کے علاوہ ۹۷ء کی میٹنگ میں بھی رکھا تھا جہاں پر ہم نے وزیر اعظم کی خدمت میں ہم نے یہ بات لائی کہ ان اداروں میں کم سے کم ہر صوبے کی نمائندگی ہونی ۸ چارے پچھلی دفعہ بھی ہمارے ساتھ وعدہ ہو چکا اور اس بار بھی ہمارے ساتھ وعدہ ہوا ہے کہ اس بار بلوچستان کے اور دوسرے صوبوں کی اس میں نمائندگی

ہوگی۔ جب تک ہماری ان اداروں میں ہماری نمائندگی نہیں ہوتی کیونکہ وفاقی وزراء ہمارے صوبے کے نہیں آتے ہیں اور ان اداروں کے سربراہ مشکل ان علاقوں کا دورہ کرتے ہیں جب تک وہ اس علاقے میں حیثیت خود تشریف نہ لائیں تو ان کو ان علاقوں کو معلومات حاصل نہی ہوتی ہیں تو اس کا بہتر اور واحد حل یہ ہوگا کہ ان اداروں میں بلوچستان کو نمائندگی دی جائے پاکستان میں ترقیاتی پروگرام کے لئے جناب اگلے سال ایک سو ستاسی ارب روپے خرچ ہونگے۔ جس میں سے ہتیس ارب روپے چاروں صوبائی حکومتوں اور ایک سو پچاس ارب روپے مرکزی کارپوریشنوں پر خرچ ہونگے۔ جناب اسپیکر اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک سو پچیس ارب روپے کی جو رقم خرچ کی جائے گی اس میں بلوچستان شامل نہیں ہوگا دیکھیں جب تک ہم نے اپنی اسیمت اور اپنے پروجیکٹ وہاں پر واضح نہیں کئے اور وہ پروجیکٹ وہاں پر اس وقت واضح ہونگے جب وہاں پر اس کی نمائندگی ہوگی۔ اور اس رقم کو خرچ کرنے کے لئے کوئی فارو لا بھی نہیں دیا گیا۔ کہ ایک سو پچیس ارب روپے کی جو رقم خرچ کی جائے گی مختلف کارپوریشنوں اور مسٹریٹس اس کا بھی تک کوئی فارمولا ہی نہیں ہی جس کی جو مرضی وہ استعمال کرتا رہے کہا جاتا ہے جس کی لائٹھی اس کی بھینس اور یہ وہی بھینس ہے جو ہر وقت کسی کی لائٹھی کی نظر ہوتی رہتی ہے۔

جناب اسپیکر این ایف سی کے سلسلے میں ہمارے مسٹر فنانس نے ذکر کیا ہے جو کہ اعتراض ہمارے محترم ممبر عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے اٹھایا تھا اس کی میں گہرائی میں نہیں جانا چاہتا بلکہ اتنا ضرور کہوں گا کہ جس وقت ہماری حکومت وجود میں آئی فروری کے آخری ہفتے میں این ایف سی کا اعلان جو ہے تیس یا پندرہ فروری کو ہو چکا تھا تو یہ بھی ہمیں ان مشکلات کے ورثے میں ملی ہے۔ جن مشکلات کا میں نے یہاں جناب ذکر کیا ہے جس کے لئے ہم تعاون کے اپنے ساتھیوں سے تعاون کے طلب گار ہیں۔

ایک بات جس کا ذکر ہمارے سینیئر مسٹر نے ذکر کیا جو بلوچستان کو رائلٹی کی مد میں جو ہمارا آئینی حق ہے جسے کوئی انکار نہیں کر رہا نہ مرکزی حکومت انکار کر رہی ہے نہ کوئی اور صوبہ انکار کر رہا ہے۔ مگر اس مد میں ستمبر ۷۹ء سے لے کر اپریل تک ہمیں کوئی رقم نہیں ملی ہے۔ اس کا مطلب

آٹھ نومینے کی جو ہماری رائلٹی ہے۔ ق ہے ایک سال ہماری حکومت کو ہوا ہے آٹھ نومینے کی جو ہماری رائلٹی ہے۔ ق ہے ایک سال ہماری حکومت کو ہوا ہے آٹھ نومینے سے ہمیں رائلٹی نہیں ملی ہے۔ جی ڈی ایس ستمبر ۷۹ء سے لے کر مئی ۷۹ء تک اس کی ہمیں کوئی رقم نہیں ملی۔ جی ڈی ایس کی میں ہمیں آٹھ مہینے کوئی رقم نہیں ملی ہے اس ڈیڑھ سال کے عرصے سے یہ آٹھ مہینے نکال دیں تو ہماری کارکردگی تو ہماری ڈیو پلمنٹ کا یہ خود واضح ہو جائے کہ ہم کیا وجوہات تھیں۔ جو آج ہمارے اپوزیشن یا دیگر اعتراض کر رہے ہیں۔ کہ ۷۹ء کے بجٹ پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ اور دوسری مدت کا میں ذکر نہیں کروں گا جس میں کافی حد تک کنوٹی کی گئی اور جس کی وجہ سے ہمارا تمام تر قیاتی کام ہے وہ معطل ہو کر رہ گیا ہے جناب اسپیکر اس کے سلسلے ہم نے حتیٰ اولو سب کو شش کی مختلف فارم پر پرائم منسٹر سے ہم نے ملاقات کی صدر سے ملاقات کی اور تمام پارٹیز جن کا تعلق بلوچستان سے ہے چاہے سینٹ میں ہو قومی اسمبلی میں ہو یا صوبائی اسمبلی میں ہو یا صوبائی اسمبلی میں حکومت چنریا اپوزیشن میں ہوں ان تمام کو ہم اتحاد میں لیتے ہوئے اور ان کو بریف کیا یہ مسائل ہیں۔ مگر بد قسمتی سے جو ہم ان کو سمجھانے کی کوشش کی تو ہمارے کچھ ممبران کو دعوت دی کہ اس سلسلے میں ان سے بات کریں۔ وزیر اعظم آئے ان کو اس وقت تفصیلی بریفنگ دی گئی وزیر خزانہ سے میں نے بذات خود بات کی۔ ہماری سینئر منسٹر کی سربراہی میں میٹنل فنانس کمیشن کے سلسلے میں ہم نے کمیٹی بنائی تھی اس نے سفارشات مرتب کیں۔ لیکن ابھی تک جناب اسپیکر میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ اس وقت یہاں خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا ہے صدر سے پرائم منسٹر تک یہ بات پہنچائی جن مسائل کا میں نے ذکر کیا۔ وہ مرکزی مشکلات اور ہمارے صوبے کے متعلق مشکلات۔ اس کے علاوہ ہمارے یہاں پر مہران نے سول اسپتال اور اسپتالوں کی خراب حالت و دیگر مسائل اٹھائے تھے۔ انہوں نے تجاویز دیں ڈاکٹروں کی پرائیویٹ پریکٹس کے متعلق ان کے اعتراض تھے جناب اسپیکر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت ڈاکٹروں کی پرائیویٹ پریکٹس اتنا زیادہ ہو گئی ہے کہ گلی طور پر سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹر پوری طرح ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں جناب اسپیکر ہم نے فیصلہ کیا کہ ڈاکٹروں کی

پروویوٹ پر ٹیکس کو باضابطہ بنایا جائے تاکہ ڈاکٹر اپنے فرائض بہتر طریقے سے سرانجام دے سکیں۔ اس سلسلے میں چند اقدام کا ذکر کرنا چاہوں گا۔

کونسل کی ہسپتالوں کے سلسلے میں چیف سیکریٹری کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس میں دوسرے ارکان سیکریٹری ہیلتھ بھی شامل ہیں انتظامی کمیٹی ہسپتال کی بہتری کے لئے اقدام تجویز کرے گی۔ عام شکایت ہے کہ ڈاکٹر ڈیوٹی کے دوران ہسپتال میں موجود نہیں رہتے۔ ڈاکٹروں کی ڈیوٹی کے دوران حاضری کی یقین دہانی جائے گا۔ اس وقت سول ہسپتال میں ڈاکٹروں کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہے تو میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ ایک سو دس میڈیکل آفیسرز اور اسپیشلسٹ کیڈر کے ڈاکٹرز سول ہسپتال بنادے جائیں گے۔

شام کو عموماً ڈاکٹرز موجود نہیں ہوتے اس لئے شام کی Shift کے لئے مناسب انتظامات کیے جائیں گے جو Unit on call ہو گا اس یونٹ میں teaching cadre کا ۲۴ گھنٹے ہسپتال کے احاطہ میں موجود رہے گا کونسل کے شہر کے ہسپتالوں اور وہی مرکز میں ڈاکٹروں کی غیر حاضری کی شکایت اکثر و بیشتر پائی جاتی ہے اس سلسلے میں ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ جو ڈاکٹر غیر حاضر ہو اس کی رپورٹ وہاں کا متعلقہ ایم پی اے یا ڈپٹی حکومت کے علم لائے knowledge لائیں تو اسکو فوری طور پر بھی معطل کیا جائے گا جناب اسپیکر ہمارے ممبران کو صرف یہ شکایت ہے کہ ہمارے عوام کو بھی یہ شکایت ہے کہ اس طرح کے کئی بہت سے اسکول بند پڑے ہیں جبکہ اگر نام دیا جائے میرے خیال میں نہ تو وہاں پر teacher موجود ہے نہ ہی وہاں پر اسٹوڈنٹس موجود ہیں مختلف ادارے ہمارے ممبران نے اپنے ایم پی اے فنڈ سے بلڈ دیگے تو ہلاوی اس کی باقاعدہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے منظوری نہیں لی ایک تو اس کی یہ وجہ ہے اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے جو اساتذہ ہیں وہ غیر حاضر رہتے ہیں ظاہر ہے جس اسکول میں ٹیچر نہیں ہو گا تو وہاں پر بچوں کا ہونا بھی بے معنی ہے تو اس سلسلے میں جناب اسپیکر حکومت نے تمام ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے اضلاع میں ایسے تمام اسکول بند ہے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو 31 جولائی تک ان کی رپورٹ ڈیپارٹمنٹ تک کرنی ہے اس کے لئے حکومت نے ایڈیشنل چیف سیکریٹری کے

سربراہی میں ایک Task Force تشکیل دی ہے اس Task force کے دوسرے ممبران چئیر میں چیف منسٹر inspection team اور سیکریٹری ایجوکیشن ہونگے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسروں کو میں یہ کونگا کہ وہ فوری طور پر اپنی رپورٹ دے 31 جولائی کے بعد اگر tasd force نے یہ بات ثابت کی کہ ان کے رپورٹس غلط ہیں یا جو انہوں نے اپنے رپورٹ میں ہند اسکولوں کا کوئی ذکر نہیں کیا یا غیر حاضر ٹیچروں کا کوئی ذکر نہیں کیا تو ان ٹیچروں کو نوکری سے برخواست کیا جائے گا اسی طرح جناب اسپیکر ہمارے دینی مراکز ہیلتھ ڈسپنسریوں میں بھی بعض ایسے یونٹ ہیں جو بند پڑے ہوئے ہیں اس لئے حکومت نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ وہ ہیلتھ یونٹس کے متعلق رپورٹس کریں اور ایسے ڈاکٹروں اور دوسرے عملے کے متعلق نشاندہی کریں جو غیر حاضر ہیں اس کے لئے بھی وہی task force ہوگی سیکریٹری ہیلتھ اس task force کے ممبر ہونگے دوسری جو شکایت جس کا میں نے جناب اسپیکر نوٹس لیا ہوا ہے لوگوں کے ممبران کے طرف سے یہ بھی شکایت ہے اور عوام کے طرف سے بھی یہ شکایت ہے کہ کالونوں میں تو روڈ پر gangs موجود ہے لیکن کئی طور پر ان gangs کا کام نہ ہونے کے برابر ہے 35 کروڑ کے قریب جو ہمارے جٹ کا حصہ ہیں ان gangs کے تنخواہوں پر جاتے ہیں جناب اسپیکر اگر یہ 35 کروڑ grading کے مد میں یا مشینری کے مد میں ہم لوگ خرچ کرتے تو شاید ان روڈوں کی حالت کہیں درجہ بہتر رہتی ہیں میں اکثر کبھی اپوزیشن میں تھے یا حکومت میں مختلف علاقوں کا دورہ کیا ہے تو وہ ہمارے مزدور جو کہتے پھرتے ہیں کہ مزدور کی تنخواہ اس کی پینہ خشک ہونے سے پہلے مل جائے لیکن یہاں پر بہانے سے پہلے وہ اپنے تنخواہیں لے جاتے ہیں جناب اسپیکر

جناب اسپیکر :- پینہ بہتا ہی نہیں ہے

قائد ایوان سردار اختر محمد مینگل :- تو جناب اسپیکر جبک کسی منسٹر یا متعلقہ افسر کی گاڑی دیکھیں گے تو روڈ کے سائیڈ پر اپنا ایک لعل جھنڈا لگا کر سائیکلیں کھڑی کر کے اس پر

چادر ڈال کر آرام سے اس کے سائے میں لیٹے رہے جب وہ گاڑی تزدیک پہنچی گی تو ہوہٹ کر ایک ہاتھ ہلچلے یا کلنگ جو ہے اپنا فرض پورا کرنے کے کوشش کریں گے۔ یہ خود ہم نے دیکھا ہے۔ جناب اسپیکر اس سلسلے میں جن معزز اراکین نے road gang کے سلسلے ہمیں اعتراضات کئے ہیں بعض جگہوں excivite ایشیئر ز بھی موجود نہیں ہوتے جو ہمارے X.ENS ہیں S.D.Os ہیں وہ بھی وہاں پر اپنی دیونی صحیہ طریقے سے انجام نہیں دے رہے ہیں اس لئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر ایسے تمام X.E.Ns جو غیر حاضر رہتے ہیں ان کی رپورٹ کریں تاکہ ان کے خلاف کارروائی کی جاسکے جہاں تک road gangs کا تعلق ہے تو بعض لوگ فرضی ناموں سے نام لگائے گئے لیکن ان لوگوں کا کوئی وجود نہیں ہے اور اس میں وہاں کی X.E.N اور وہاں کے جو مزدور یونین بھی شامل ہونگے اس میں دو دو جگہوں پر وہ نکلواکین لیتے ہیں مگر کام کسی ایک جگہ پر نہیں کرتے اور بعض ایسے اشخاص ہیں جن کی عمر 60 سال سے بھی اوپر ہے 60 سال سے زائد عمر کے لوگ بھی گزشتہ دور حکومت میں بھرتی کئے گئے ہیں ریٹائرمنٹ کی کوئی ہدیہ نہیں رکھی گئی ہے 60 سال کے عمر میں جب وہ بھرتی کئے گئے ہیں تو میرے خیال میں وہ ریٹائر مرتے دم تک نہ ہونگے جناب اسپیکر اس لئے حکومت نے ضلعی سطح پر ایک کمیٹی میں ڈسٹرک ہیلتھ آفیسر تمام road gangs کا میڈیکل بورڈ کرانے کے بعد صرف میڈیکل بورڈ کرانے کے ذمہ دار ہونگے اور جو ملازمین 60 سال سے زائد عمر کے ہونے انہیں فوراً فارغ ہوجایا جائے گا اس کے علاوہ یہ کمیٹی اپنی موجودگی میں تین ماہ کے لئے تنخواہوں کی ادائیگی کریں گی تاکہ ان ملازمین کے نشاندہی ہو سکے جو فرضی ناموں سے ہے یا دو جگہوں پر کام کر رہے ہیں تنخواہوں کی ادائیگی کی کمیٹی میں خزانہ آفیسر کو بھی شامل کیا جائے گا جناب اسپیکر یہ وہ کڑو گھونٹ ہیں جو ہمیں مل بیٹھ کر پینے پڑیں گے اس صوبے کے بہتری کے لئے اس صوبے کے ترقی کے لئے اور اس صوبے کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے اس میں ہمیں قربانیاں دینی پڑیں گی چاہیے اس میں ذاتی قربانیاں دینے پڑیں ہمیں اپنے لطف کے ان ناجائز مطالبات جو لوگ کر رہے ہیں ان کی قربانیاں دینے پر ہمیں اپنے ذاتی رشتہ داریوں کو قربانیاں دینی پڑیں۔ ان قربانیوں کے بعد ملے گی

اپنے صوبے کے مفادات کو اچھی طرح آگے لے جاسکتے ہیں۔ جناب اسپیکر جٹ کے سلسلے جٹ کے سلسلے میں ہمارے معزز رکن نے مکمل ذکر کیا ہوا ہے میں اس کی گہرائی میں نہیں جانا چاہتا۔ صرف آکر میں یہ بات کہوں کہ ڈیولپمنٹ کے سلسلے میں جو ساتھ اعتراضات کر رہے ہیں کہ ہم نے وہ توقعات جو امیدیں لوگ نے ہم سے واسطہ کہیں تھیں وہ ہم پورا نہ کر سکے۔

وہ ذکر میں نے آپ کے سامنے کیا ہے اس سے کوئی شخص چاہے وہ اس معزز اسمبلی کا ممبر ہو یا اس صوبے کا باشندہ ہو اس بات سے انکار نہیں کروں کہ موجودہ جو وسائل ہیں ہمیں درٹے میں ملے ہیں۔ یہ وسائل نہ ہونے کے برابر ملے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ تمام غیر ضروری اخراجات کو کم کیا جائے جس کی مثال ہمارے سلیمنٹری جٹ اس کی ای کو واضح مثال ہے۔ جناب اسپیکر ایک بات میں یہاں کتنا چلوں کہ فروری ۱۹۷۷ء سید لے کے مئی ۱۹۷۸ء تک تین سو چونسٹھ جو اس صوبے کے ملازمین ہیں جن کا تعلق اس صوبے سے ہے جو یہاں کے باشندے ہیں وہ یہاں کے ہیں جو گریڈ سولہ سے بائیس تک ہیں ان کو ترقی دی گئی ہے۔ جو آج دن تک منظر تھے۔ گذشتہ کئی حکومتیں گزریں لیکن اس مختصر عرصے میں جو فائلیں دبائیں گئی تھیں۔ جو فائلیوں کے انبار لگائے گئے تھے۔ ان ملازمین کی ترقیوں کو روکوانے کے لئے تو موجودہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ موجودہ حکومت نے ان ملازمین کو ترقی دی۔ آکر میں جناب اسپیکر آپ اور تمام ممبران اسمبلی کا مشکور ہو آں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ اس صوبے کے حقوق کے لئے ہم زیادہ حقوق کی بات نہیں کرتے لیکن جو ۱۹۷۳ء کے آئین میں دئے ہیں کم سے کم وہ دلانے میں ہماری راہ نمائی کریں اور ہماری مدد کریں ہم سے تعاون کریں۔ ہماری تعاون مدد ان کے ساتھ ہوگی اور اس صوبے کو بہتری کی طرف لے جانے اور صوبے کے مفادات حاصل کرنے کے لئے ہمارا تعاون ان کے ساتھ ہوگا بہت شکر یہ جناب اسپیکر

جناب اسپیکر :- بہت شکر یہ جناب قائد ایوان صاحب

نشیت مجموعی بحث بدست سال جٹ ۱۹۹۸-۹۹ء پر مکمل ہو چکی ہے۔ لہذا اسمبلی کا کاروائی کل مورخہ ۲۶ جون ۱۹۹۸ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی کجاتی ہے۔